

# شرح اسماء النبی ﷺ

صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَمِينٌ

صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَامِدٌ

يُسِّى

نَبِيٌّ

أَحَدٌ

نُورٌ

حضرت جلال الدین سیوطی

مفتی شیخ فرید الدین صاحب برکات عالم





# شرح اسماء النبی ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینکڑوں اسماء کرمیہ کی تشریح پر مشتمل

محققانہ تصنیف

الریاض النبیقہ فی شرح اسماء غیر الخلیقہ کا خوبصورت اردو ترجمہ

مصنف ..... حضرت جلال الدین سلوٹی رحمہ اللہ

مترجم ..... مفتی شیخ فرید دامت برکاتہم العالیہ

شبیر  
برادرز  
اردو بازار لاہور

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور  
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

# الغزوات والفتاویٰ

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر و محفوظ ہیں

85185

## شرح اسماء النبیؐ

ناشر ملک شبیر حسین

بن اشاعت مارچ 2010ء، ربیع النور 1431ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور

ورڈز میکر کمپوزنگ

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور  
0345-4653373

قیمت 250/- روپے

برادرز  
اردو بازار لاہور

### ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

## فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶	حدیث ابی الطفیل	۱۳	شرح اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۸	حدیث عوف رضی اللہ عنہ	۱۳	تعارف مؤلف
۴۲	الفصل الثالث	۱۳	آپ کے اساتذہ
۴۳	قاضی عیاض کے بیان کردہ اسماء	۱۳	مناصب
۴۴	اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شرح	۱۳	تالیفات
۴۵	اسم محمد ارایمان ہے	۱۵	آپ کا وصال
۴۶	اسم محمد سے انبیاء و مرسلین کا عدد نکلتا ہے	۱۵	مزار مبارک
۴۶	اسم محمد منقول ہے یا مرتجل؟	۲۰	مقدمہ کتاب
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نام محمد سے	۲۰	الفصل الاول:
۴۷	موسوم لوگوں کا تذکرہ	۲۱	ایک اشکال اور اس کا جواب
۴۹	سب سے پہلے اسم محمد سے موسوم کون تھا؟	۲۱	جواب
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم محمد سے موسوم	۲۳	حدیث جبیر
۵۰	کئے جانے کا سبب	۲۳	سفیان کی روایت کا ذکر
	ان احادیث کا تذکرہ جن میں بیان ہے کہ یہ	۲۴	روایۃ شعیب
۵۲	اسم پاک ازل میں مکتوب	۲۵	روایۃ معمر
	تھا اور انبیاء کرام کی مہروں، پتھروں حیوانات و	۲۶	مالک کی روایت
۵۲	نباتات میں منقوش تھا	۲۷	روایت محمد بن میسرۃ
۵۸	محمد نام رکھنے کی فضیلت	۲۸	نافع بن جبیر کی روایت
۵۹	حدیث مسلسل بالمحمدین	۳۰	حدیث جابر رضی اللہ عنہ
۶۱	(حرف الهمزہ)	۳۱	حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۶۱	احمد	۳۳	حدیث حذیفہ
۶۵	فائدہ	۳۴	حدیث ابن مسعود
۶۶	خاتمہ	۳۵	حدیث ابن عباس

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۱	اذن خیر	۶۶	آجیر
۱۳۳	ارجع الناس عقلاً	۶۶	احید
۱۳۳	عقل نبوی	۶۸	احاد
۱۳۵	محل عقل	۶۹	اخوماخ
۱۳۵	عقل کی تعریف	۶۹	الاقنی
۱۳۶	اقسام عقل	۷۷	الابر
۱۳۷	علم و عقل میں سے کون افضل ہے؟	۸۱	الابيض الاغر
۱۳۷	الاعلیٰ	۸۲	الاصدق
۱۳۸	تاویل	۸۳	الاحسن
۱۳۸	الاعلم باللہ	۱۰۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک
۱۳۹	الاشی اللہ		مذکورہ احادیث کے مشکل وغیر مانوس الفاظ کی
۱۳۹	خشیت الہی	۱۰۹	شرح
۱۴۱	افصح العرب	۱۱۲	خاتمہ
۱۴۲	فصاحت نبوی	۱۱۵	الأبجد
۱۴۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مکتوب مبارک	۱۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو دو کرم
۱۵۱	فصل	۱۱۶	جو دو اور سخا میں فرق
۱۵۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معقود	۱۱۷	سخا کی تعریف
۱۵۱	اور فصاحت معلومہ کے چند نمونے	۱۱۸	کرم کی تعریف
۱۵۲	اکثر الانبیاء تبعاً	۱۲۳	اشجع الناس
۱۶۰	الاکرم	۱۲۳	شجاعت نبوی
۱۶۱	تیری حیات و بقاء کی قسم		بارگاہ نبوت کی بے ادبی کرنے والا واجب القتل
۱۶۳	رسول اللہ کی عبادت الہی	۱۲۷	ہے
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ	۱۲۸	ہزم اؤ ذی اور جریح کے کلمات میں فرق
۱۶۴	پیدا کئے گئے	۱۲۸	غار ثور میں تشریف لے جانے کی وجہ
	ملک الموت بھی آپ کے ہاں اجازت	۱۲۸	الاخذ بالجزات
۱۶۵	لے کر حاضر ہوئے	۱۳۰	آخذ الصدقت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۲	البرہان	۱۶۷	تنبیہ
۲۰۵	تنبیہ	۱۶۸	الاکلیل
۲۰۵	البشیر		الامام، امام المتقین، امام النبیین، امام الناس،
۲۰۸	(تنبیہ)	۱۶۸	امام الخیر
۲۰۸	بمازماوذ	۱۷۲	الامان امنۃ اصحابہ
۲۰۹	البلیغ	۱۷۴	الامر الناهی
۲۰۹	البیۃ	۱۷۶	الامن
۲۱۰	البیان	۱۷۷	الامین
۲۱۱	حرف تاء سے شروع ہونے والے اسماء مبارکہ	۱۸۲	الامی
۲۱۱	التقی		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کی
۲۱۲	حرف الثاء سے شروع ہونے والے اسماء	۱۷۴	حکمتیں
۲۱۲	ثانی الثین	۱۷۶	فائدہ
۲۱۳	الشمال	۱۷۸	فائدہ
۲۱۴	حرف الجیم	۱۷۸	الامنی
۲۱۴	الجبار	۱۷۸	انفس العرب
۲۱۶	حرف الحاء	۱۹۱	الاواہ
۲۱۶	الحاتم	۱۹۵	الاول الاخر
۲۱۷	الحاشر	۲۰۰	تنبیہ
۲۱۸	تنبیہ	۲۰۰	اخرایا
۲۱۸	حاط۔ حاط	۲۰۱	آیۃ اللہ الاطی
۲۱۸	الحافظ	۲۰۲	آمر۔ المخص
۲۱۹	الحاکم		حرف باء سے شروع ہونے والے
۲۱۹	حامد	۲۰۳	اسماء گرامی
۲۲۰	حامل لواء الحمد	۲۰۳	البارقلیط
۲۲۱	حبیب اللہ	۲۰۳	الباطن
۲۲۱	مقام محبت و خلت	۲۰۴	البرقلیطس

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	الناضع	۲۲۲	حبیب الرحمن
۲۲۰	النجیر	۲۲۲	حبیبا
۲۲۱	خطیب النبیین	۲۲۵	الحج
۲۲۱	خلیل اللہ	۲۲۵	حرز الامین
۲۲۲	خليفة اللہ	۲۲۵	فالحر یص
۲۲۵	خیر العالمین - خیر خلق اللہ	۲۲۶	الحیب
۲۲۶	ایک اشکال اور اس کا حل	۲۲۶	الحفیظ
۲۲۸	خیر ہذہ الامۃ	۲۲۷	الحق
۲۲۹	حرف دال سے شروع ہونے والے اسماء	۲۲۸	فاندہ
۲۲۹	دار الحکمت	۲۲۸	صدق وحق میں فرق
۲۲۹	داعی اللہ	۲۲۸	الحکیم
۲۵۱	تنبیہ	۲۳۰	تنبیہ
۲۵۱	الدامع	۲۳۰	الحکیم
۲۵۳	حرف ذال سے شروع ہونے والے اسماء	۲۳۳	حمطایا
۲۵۳	الذکر	۲۳۲	الحمد
۲۵۳	الذکار	۲۳۲	جمع
۲۵۳	ذوالقوة	۲۳۵	الحسین
	حرف راء سے شروع ہونے والے	۲۳۵	الحی
۲۵۷	اسماء گرامی		حرف خاء سے شروع ہونے والے
۲۵۷	الراضی	۲۳۶	اسماء مبارکہ
۲۵۸	الراغب	۲۳۶	الخاتم خاتم النبیین
۲۵۹	أَرْفَعُ الْوَأَضِعُ		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء
۲۶۰	راکب البراق	۲۳۷	ہونے کی حکمت کی وجوہ
۲۶۱	راکب الجمل	۲۳۸	الحازن لمال اللہ
۲۶۲	اشکال	۲۳۹	الخاشع
۲۶۲	جواب	۲۳۹	خشوع کا مطلب



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۸۲	آپ کو سراج فرمانے کی حکمت	۲۶۳	فائدہ
۲۸۳	آپ کو منیر فرمانے کی حکمت	۲۶۳	رحمۃ للعلمین
۲۸۳	خطیلس	۲۶۵	رحمۃ مہداتہ
۲۸۳	سعید	۲۶۵	الرووف الرحیم
۲۸۳	السلام	۲۷۰	الرسول
۲۸۳	سید ولد آدم	۲۷۰	نبی اور رسول میں فرق
۲۸۵	سید کے معانی	۲۷۲	فائدے
۲۸۷	تنبیہ	۲۷۳	رسول الرحمة، رسول الراحة، رسول الملاحم
۲۸۷	سید الناس	۲۷۳	الرفیع الذکر
۲۸۸	سیف اللہ	۲۷۴	تنبیہ
	حرف شین سے شروع ہونے والے	۲۷۴	رفیع الدرجات
۲۸۹	اسماء گرامی	۲۷۴	رکن المتواضعین
۲۸۹	الشارع	۲۷۵	الرحاب
۲۸۹	الشافع - المشفع - الشفیع	۲۷۵	روح الحق - روح القدس
۲۹۰	اقسام شفاعت		حرف الزای سے شروع ہونے والے
۲۹۲	الشکا کر الشکار الشکور	۲۷۶	اسماء مبارکہ
۲۹۳	تنبیہ	۲۷۶	الزابد
۲۹۳	اللہ تعالیٰ کے شاکر و شکور ہونے کا مطلب	۲۷۶	زہد کی تعریف
۲۹۳	الشاہد الشہید	۲۷۸	الزکی
۲۹۵	تنبیہ	۲۷۹	الزمزمی
	حرف صاد سے شروع ہونے والے	۲۷۹	زین من وانی القیامۃ
۲۹۵	اسمائے گرامی	۲۸۰	حرف سین سے شروع ہونے والے اسماء
۲۹۶	صبر کی تعریف	۲۸۰	سابق
۲۹۷	تنبیہ	۲۸۰	الساجد
۲۹۷	الصاحب	۲۸۱	سبیل اللہ
۲۹۸	صاحب التاج	۲۸۱	السراج المنیر

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۱۶	صاحب المقام المحمود	۲۹۸	صاحب الحجۃ
۳۱۷	صاحب المنبر	۲۹۹	صاحب الحوض
۳۱۸	صاحب التعلین	۳۰۰	صاحب الكوثر
۳۲۱	صاحب لھر اوۃ	۳۰۰	فائدہ
۳۲۱	صاحب الوسیلۃ	۳۰۰	صاحب الخطیم
۳۲۲	صاحب لا الہ الا اللہ	۳۰۱	صاحب الخاتم
۳۲۲	الصادق	۳۰۲	الجمع
۳۲۲	الصادق المصدوق	۳۰۲	الخیلان
۳۲۳	تنبیہ	۳۰۲	التالیل
۳۲۳	الصالح	۳۰۳	مہر نبوت کا بیان
۳۲۳	الصدق المستقیم	۳۰۸	نخیہ
۳۲۳	القرطاب المستقیم	۳۰۹	الجلۃ
۳۲۳	الصفوح	۳۱۰	اختلاف محل
۳۲۶	حرف الضاد	۳۱۱	کیا مہر نبوت ولادت کے وقت موجود تھی؟
۳۲۶	الضابط	۳۱۲	فائدہ
۳۲۶	الضحوک	۳۱۳	صاحب زمزم
۳۲۹	حرف الطاء	۳۱۳	صاحب السلطان
۳۲۹	الطاہر	۳۱۳	صاحب السیف
۳۲۹	طاب طاب	۳۱۴	لطیفہ
۳۲۹	طس طسم	۳۱۴	صاحب الشفاعة العظمیٰ
۳۳۰	طہ	۳۱۴	صاحب القضب
۳۳۰	الطیب	۳۱۵	صاحب اللواء
۳۳۲	تنبیہ	۳۱۵	صاحب المشر
۳۳۳	حرف ظاء سے شروع ہونے والا اسم	۳۱۵	صاحب المدرعة
۳۳۳	الظاہر	۳۱۵	صاحب المشعر
۳۳۳	حرف عین سے شروع ہونے والے اسماء	۳۱۶	صاحب المعراج

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۵۰	حرف فاء سے شروع ہونے والے اسماء	۳۳۳	العاقب
۳۵۰	الفاتح	۳۳۳	العابد
۳۵۲	الفارق	۳۳۵	العالم العليم
۳۵۲	فارقلیطا	۳۳۶	تنبيه
۳۵۳	الفجر	۳۳۶	العامل
۳۵۳	الفرط	۳۳۶	العبد
۳۵۳	الفصح	۳۳۹	عبداللہ
۳۵۲	فضل اللہ	۳۴۰	العدل
۳۵۲	فلاح	۳۴۰	العربی
۳۵۲	فیتۃ المسلمین	۳۴۰	اسم عرب
	حرف ق سے شروع ہونے والے	۳۴۱	دنیا کی سب سے پہلی زبان
۳۵۵	اسماء گرامی	۳۴۲	العروة الوثقی
۳۵۵	القائم	۳۴۲	العزیز
۳۵۶	قاسم	۳۴۳	عصمة اللہ
۳۵۶	قائد الخیر	۳۴۳	العظیم
۳۵۷	قائد الغر المحجلین	۳۴۴	العَفْو
۳۵۷	القتال	۳۴۴	العفیف
۳۵۷	قثم	۳۴۶	العَلَّی
۳۵۸	قدم صدق	۳۴۷	حرف غین سے شروع ہونے والے اسماء
۳۵۹	قدمایا	۳۴۷	الغالب
۳۵۹	القرشی	۳۴۷	الغفور
۳۵۹	قریش کی وجہ تسمیہ	۳۴۸	الغنی
۳۶۲	القرب	۳۴۹	الغیث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۷۶	توکل کا معنی	۳۶۲	قیم
۳۷۷	المجتبیٰ	۳۶۳	حرف کاف سے شروع ہونے والے اسماء
۳۷۷	المجیر	۳۶۳	الکاف
۳۷۷	المحلل المحرم	۳۶۳	الکریم
۳۷۸	محمود	۳۶۵	کندیدہ
۳۷۸	المحبت	۳۶۵	کھجص
۳۷۸	المخبر	۳۶۶	حرف لام سے شروع ہونے والے اسماء
۳۷۸	المختار	۳۶۶	اللسان
۳۷۹	المخلص، المدثر، المنزل	۳۶۷	حرف میم سے شروع ہونے والے اسماء
۳۸۱	المذکر	۳۶۷	الماجد
۳۸۱	المرتبی	۳۶۷	مجد و کرم میں فرق
۳۸۲	المرتل	۳۶۸	الماحی
۳۸۲	المرسل	۳۶۸	المامون
۳۸۳	رسول اور مرسل میں فرق	۳۷۱	المبارک
۳۸۳	المرشد	۳۷۲	المبشر
۳۸۳	مرحمة	۳۷۲	المبلغ
۳۸۳	مرغمة	۳۷۳	المبین
۳۸۳	المزکی	۳۷۳	المجتبل
۳۸۳	المسح	۳۷۴	المتبع
۳۸۵	المستعید	۳۷۴	المتر بص
۳۸۶	المستغفر	۳۷۴	المتقی
۳۸۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کا مطلب	۳۷۵	المتمکن
۳۸۷	حدیث غین کا مطلب	۳۷۶	المتوکل

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۳	المحقق	۳۸۹	المسدود
۲۰۳	مقیم النہ	۳۸۹	المسعود
۲۰۲	المکرم	۳۸۹	المسلم المؤمن
۲۰۲	المکین	۳۹۰	تنبيه
۲۰۲	المکی المدنی	۳۹۰	المسیح
۲۰۵	المنادی	۳۹۱	لفظ مسیح کا معنی
۲۰۵	المنتخب	۳۹۲	المشاوہ
۲۰۵	المنقصر	۳۹۳	المشقوق
۲۰۵	المنحنا	۳۹۴	مشق
۲۰۶	المنذر	۳۹۵	مشہود
۲۰۶	المنصف	۳۹۶	مصدق
۲۰۶	المنصور	۳۹۶	المصطفى
۲۰۶	المندیب	۳۹۷	المصلح
۲۰۷	المہاجر	۳۹۷	المصلي
۲۰۷	المہدی	۳۹۷	المطاع
۲۰۷	المہمین	۳۹۸	مطہر
۲۱۰	تنبيه	۳۹۸	المطیع
۲۱۰	فائدہ	۳۹۸	المعزز الموقر
۲۱۰	المؤتمن	۴۰۱	المعصوم
۲۱۱	موصل	۴۰۱	المعطي
۲۱۱	المولی	۴۰۱	المعقب
۲۱۲	المؤید	۴۰۲	المعلم
۲۱۲	المیزان	۴۰۲	المعلن
۲۱۳	مازماذ، موز موز، میذ میذ	۴۰۲	المفصل المفصل
	حرف نون سے شروع ہونے والے	۴۰۲	المقدس

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۶	الہدیٰ	۲۱۳	اسمائے گرامی
۲۲۷	الہاشمی	۲۱۳	الناس
	حرف واؤ سے شروع ہونے والے	۲۱۳	الناسخ
۲۲۹	اسمائے گرامی	۲۱۵	تنبیہ
۲۲۹	الواسط	۲۱۵	الناشر
۲۲۹	الواعد	۲۱۵	الناصب
۲۳۰	الواعظ	۲۱۶	الناسخ
۲۳۰	الوسیلة	۲۱۶	الناصر
۲۳۰	الوفی	۲۱۷	النبی
۲۳۲	تنبیہ	۲۱۷	لفظ نبی کی تحقیق
۲۳۲	الولی	۲۱۸	مسئلہ
	حرف یاء سے شروع ہونے والے		نبی التوبہ، نبی الرحمة، نبی المرجمۃ، نبی الملمحۃ
۲۳۳	اسمائے گرامی	۲۱۹	نبی الملاحم
۲۳۳	الیتیم	۲۱۹	النجم الثاقب
۲۳۳	یس	۲۱۹	الذیر
۲۳۶	(فصل)	۲۲۱	الذیر العریان
۲۳۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیتوں کا بیان	۲۲۱	النسیب
۲۳۶	ابوالقاسم	۲۲۲	نعمة اللہ
۲۳۶	قاسم جنت	۲۲۲	التقی
۲۳۸	اشکال	۲۲۳	النقیب
۲۳۸	جواب	۲۲۳	النور
۲۳۹	ابو ابراہیم	۲۲۵	نون
۲۳۹	ابوالمومنین		حرف ہاء سے شروع ہونے والے
۲۴۰	ابوالارامل	۲۲۶	اسمائے گرامی
		۲۲۶	الهادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تعارف مؤلف

اس کتاب کے مؤلف حضرت حافظ امام ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمان بن ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ ابن الاسیوطی سے معروف ہیں۔ آپ کی ولادت ماہ رجب ۸۴۹ھ میں ہوئی۔ زمانہ طفولت میں ہی والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آٹھ سال سے کم عمر میں قرآن حکیم حفظ کر لیا اور حصول علم میں مشغول ہو گئے۔

### آپ کے اساتذہ

آپ کے اساتذہ کی تعداد ۱۵۰ تک ہے۔ ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج

ذیل ہیں:

بلقینی شافعی

جلال الدین محلی

شرف مناوی شافعی

تقی الدین شمشنی حنفی

ابن قطلوبغا حنفی

### مناصب

آپ مدرسہ شیخونہ میں منصب تدریس سے وابستہ رہے اور مدرسہ پیرسید میں شیخ الجامعہ کے منصب پر فائز رہے۔

### تالیفات

ابن آیاس نے تاریخ مصر میں امام جلال الدین سیوطی کی تصانیف و تالیفات کی

تعداد ۶۰۰ (چھ صد) تک بتائی ہے اور مشہور مستشرق فلوجل نے ان کی تصانیف کی ایک فہرست مرتب کی ہے جو پانچ سو اکاسٹھ کتب پر مشتمل ہے۔  
 شیخ عمر بن احمد شماع حلوی شافعی نے بھی ان کی تصانیف کی فہرست مرتب کی ہے۔  
 امام جلال الدین سیوطی کا اپنا ایک رسالہ ہندوستان میں طبع ہو چکا ہے۔ جو ان کی اپنی تصانیف کے اسماء پر مشتمل ہے۔ ان میں سے بعض کتب درج ذیل ہیں۔

اسعاف البطانی رجال المؤطا  
 الاشباہ والنظائر فی العربیہ  
 الاشباہ والنظائر فی فروع الشافیہ  
 الألفية فی مصطلح الحدیث  
 الألفية فی النحو  
 بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة  
 تاریخ الخلفاء  
 جمع الجوامع (الجامع الكبير)  
 حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهرة  
 الدر المنثور فی التفسیر والمأثور  
 شرح شواهد المغنی  
 الرد علی من أخذ الی الأرض  
 عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد  
 اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة  
 مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء  
 همع الهوامع فی النحو  
 الوسائل الی معرفة الاوائل وغیره



## آپ کا وصال

مدرسہ پیرسید کے منصب شیخ الجامعہ سے معزول ہونے کے بعد آپ نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی اور روضہ کے مقام پر واقع اپنے گھر میں لوگوں سے الگ تھلگ زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ کی عزلت نشینی مرض وفات تک جاری رہی۔ سات ایام بیمار رہنے کے بعد جمادی الاولیٰ ۱۹۱۱ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

## مزار مبارک

استاذ احمد تیمور نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے امام جلال الدین سیوطی کے مزار پر تحقیق فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان کی تدفین قوصون کے قبرستان میں ہوئی ہے اور اس علاقے کے لوگ آپ کے مزار کی زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں اور آپ کو سیدی جلال کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده مستحق الحمد ووليه وصلواته على خيرته  
من خلقه وصفيه نبينا محمد خاتم الرسل المبعوث بأفضل  
الاديان والامل وعلى مجيبى دعوته ومصطفى كلبته المتبعين  
بشريعته والمتسكين بسنته وعليه وعليهم أفضل السلام  
ومتتابع الرحمة والتحية والاکرام. امام بعد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے بھائی استاذ محمد علی بیضون مالک دارالکتب العلمیہ  
بیروت کو حضرت امام جلال الدین سیوطی کی کتاب الریاض الانیقۃ فی شرح اسماء خیر  
الخلیفۃ کے نسخہ کو حاصل کرنے کی توفیق سے نوازا۔ یہ نسخہ مصریہ لابریری میں نمبر ۲۳۳۱۶  
کے تحت موجود ہے۔ یہ کتاب نہایت عمدہ اور بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ جس میں سرور  
کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ کو جمع و محفوظ کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مخطوطہ میں بکثرت تصحیفات و غلطیاں موجود تھیں۔ بعض مقامات  
میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن احادیث کو بطور اشتہار پیش کیا تھا ان  
میں سے بعض کلمات ساقط تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے ہم نے ان کلمات کو ان  
کے اصل مراجع سے حاصل کر کے درج کر دیا ہے جن کا امام سیوطی نے حوالہ دیا تھا۔

اسی لئے قوسین کے درمیان کی عبارت مخطوطہ کی وہی ساقط شدہ عبارت ہے جس کو  
مراجع سے لے کر مکمل کر دیا گیا ہے۔ قوسین کا مقصد یہ ہے کہ مخطوطہ کی تخریج میں امانت  
بغیر کسی زیادتی کے اسی طرح باقی ہے جس طرح تھی اور کبھی مخطوطہ سے ساقط کلمات کو  
قوسین کی بجائے حاشیے پر درج کر دیا گیا ہے مثلاً حدیث ۳۷ میں امام سیوطی نے کہا  
(کما روی عن أنس) اور آگے حدیث مذکور نہ تھی۔ ہم نے صحیح مسلم سے پوری حدیث

نقل کر دی تاکہ فائدہ تام ہو۔ اسی طرح حدیث ۱۲ میں حدیث کا پہلا حصہ ساقط تھا۔ ہم نے مکمل حدیث مجمع الزوائد سے لے کر درج کر دی۔  
یہاں پر میں مکتبہ مسجد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم واقع ۷ اشارع وحدۃ الدمرداش کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہوں گا۔

جو میرے والد بزرگوار اور ہمارے شیخ حضرت حامد ابراہیم کی نجی ملکیت ہے جنہوں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق بخشی کہ انہوں نے ہمارے لئے کتب سے معمور مکتبہ قائم فرمایا۔ جو تمام انواع علوم کی کتب پر مشتمل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد مکرم کے طفیل ہمیں برکات سے نوازے۔ انہیں عمر طویل اور صحت و عافیت عطا فرمائے تاکہ ہم ان کے علم کثیر اور طویل تجربہ سے مستفید ہوتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پسند و رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عمل کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص فرمادے۔

انہ نعم المولیٰ ونعم النصیر والسلام علیکم ورحمة اللہ  
وبرکاتہ

ابو ہاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول

بروز اتوار ۱۶ شوال ۱۴۰۴ھ ۱۵ جولائی ۱۹۸۴

### الحمد لله رب العالمين

یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے محتاج بندے محمد بن ارکماں حنفی کی کتب میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور اللہ اس کو اپنے دین پر تقویٰ، علم، حلم کے ساتھ استقامت نصیب فرمائے اور اسے اور اس کے تمام احباب و مشائخ اور ان لوگوں کو جو ان کے لئے دعائے مغفرت کریں، سب کو بخش دے۔

والحمد لله وحده اللهم صل على نبي الرحمة وشفيع الامة  
 محمد وآله وصحبه وسلم الى يوم  
 اس کو محمد بن ارکماں حنفی نے تحریر کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ  
 وَسَلَّمَ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ اِنْ رَبَّنَا لَغَفُورٌ  
 شَكُورٌ، وَوَهَبَ لَنَا مِنَ الْمَنِّ وَمَالًا یَحْصِیْهِ عَدْعَادٌ وَلَا حَصْرَ  
 حِصْرِ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ شَهَادَةٌ  
 اَرْجُوْهَا عِنْدَ اللّٰهِ تِجَارَةٌ لِاتَّبُورٍ وَاشْهَدُ اِنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
 وَرَسُوْلُهُ الْبَخْصُوصُ بِشَرْحِ الصُّدُوْرِ وَوَضْعِ الْوِزْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ  
 عَلٰی الْعِلْمِ الْمَشْهُوْرِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ ذَوٰی الْمَجْدِ  
 الْبَآثُوْرِ وَالْفَضْلِ الْبَآثُوْرِ وَبَعْدُ

اسماء نبویہ کی یہ شرح میری اس شرح کے بعد جس کو میں نے اس سے قبل تالیف کیا  
 تھا۔ اس کتاب میں میں نے تحریر و تفصیل اور اصل مراجع کے حوالہ جات کے اضافے  
 کے ساتھ کچھ فوائد بھی زیادہ کئے ہیں جنہیں دانش مند لوگ پسند کریں گے اور اسانید  
 غالباً حذف کر دی گئی ہیں کیونکہ وہ بسا اوقات تطویل کا باعث بن جاتی ہیں۔ میں اللہ  
 تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ اس کتاب کو مقبول عام بنا دے گا اور میں اس کتاب کے  
 سبب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تک وصولیابی کا امیدوار ہوں اور میں اللہ  
 تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کتاب کو میرے عمل کا اختتام بنا دے۔

اور مجھے اس چیز تک رسائی نصیب فرمائے جس کی میں اس کی بارگاہ سے سوال کرتا

ہوں۔

میں نے اس کتاب کا نام: الریاض الانیقة فی شرح الاسماء خیر الخلیفة

رکھا ہے۔

## مقدمہ کتاب

یہ مقدمہ چند فصول پر مشتمل ہے۔

### الفصل الاول:

علماء نے بیان کیا ہے کہ اسماء کی کثرت مسیحی کی عظمت و رفعت کی دلیل ہے کیونکہ ایسا مسیحی کی ذات اور اس کی شان کی اہمیت کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اسی لئے کلام عرب میں تم زیادہ اسماء والے مسمیات کی اہل عرب کے ہاں زیادہ طلب و اہمیت پاؤ گے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کی تعداد اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کی تعداد کے برابر ننانوے بتائی ہے۔ علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کی تعداد تین سو تک بتائی ہے۔ امام ابو بکر ابن عربی نے ترمذی کی شرح میں بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار اسماء گرامی ہیں جن میں سے بعض قرآن و حدیث میں وارد ہیں اور بعض کتب قدیمہ میں پائے جاتے تھے۔

[ (حوالہ) ۱۔ ابن عربی رحمہ اللہ نے عارضۃ الاحوذی، ۱۰/۲۸۱ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے اور ان کے اسماء کی تعداد اپنے اسماء کی تعداد کے برابر رکھی جب شے عظیم ہوتی ہے تو اس کے اسماء بھی عظیم بن جاتے ہیں۔ بعض صوفیاء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ایک ہزار نام ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء کی یہ تعداد بہت ہی قلیل ہے اگر تمام سمندر اللہ تعالیٰ کے اسماء کے لئے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے۔ میرے رب کے اسماء کے لکھنے سے پہلے اور اگر ان کی مثل سات سمندر اور بھی لائے جائیں تب بھی اللہ کے اسماء شمار نہ ہو سکیں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسماء مبارکہ کو شمار کیا ہے جو واضح طور پر اسم کے صیغے کے ساتھ وارد ہیں تو وہ ستانوے اسماء مبارکہ:

الرسول، النبی، الامی، الشہید ..... الی آخرہ ہیں۔ انتہی]

(امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسماء مقدسہ میں سے بعض لفظ اسم کے ساتھ وارد نہیں بلکہ صیغہ فعل اور مصدر کے ساتھ وارد ہیں۔ علماء کی ایک جماعت نے ان کا بھی اعتبار کیا ہے۔ ان علماء میں قاضی عیاض وابن دحیہ رحمہما اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

جمہور بالخصوص علماء حدیث نے اللہ تعالیٰ کے اسماء کریمہ میں بھی اس بات کا اعتبار

کیا ہے۔

## ایک اشکال اور اس کا جواب

حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لی خمسة اسماء<sup>۱</sup> میرے پانچ اسماء ہیں۔

جواب

اس اشکال کا جواب حافظ ابوالعباس العزفی نے یہ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے آپ کو بقیہ اسماء پر مطلع فرمانے سے قبل کا ہے اور ان کے شیخ حضرت قاضی عیاض نے شفاً میں فرمایا کہ حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے یہ پانچ اسماء وہ ہیں جو سابقہ کتب میں موجود تھے اور اُمم سابقہ کے اہل علم کے ہاں معروف تھے۔ اس جواب کی بعض لوگوں نے تردید فرمائی ہے۔ سابقہ کتب میں موجود اسماء کی تعداد پانچ سے زائد ہے۔

(مصنف اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں) لی خمسة والی حدیث

پانچ سے زائد اسماء کے ثبوت کی منافی نہیں کیونکہ یہ ضابطہ ہے کہ عدد تخصیص پیدا نہیں

[ (حوالہ) ۲ اس حدیث کو امام بخاری نے جلد ۴ ص ۲۳۵ میں، امام ترمذی نے سنن ترمذی میں روایت کیا

ہے۔ عارضۃ الاحوزی ۲۸۰/۱۰

اور ابن عربی فرماتے ہیں: یونس نے ابن شہاب سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے۔ وقد سباه الله رؤفا

رحیماً (بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف اور رحیم رکھا ہے) امام مسلم نے ابو موسیٰ سے ان الفاظ کی

زیادتی روایت کی ہے۔ المقفی ونبی الرحمة ونبی التوبة اور ایک روایت میں نبی اللحمۃ ہے۔ اھ ]

کرتا۔ کئی احادیث میں اعداد کا ذکر موجود ہے لیکن ان میں حصر مراد نہیں مثلاً حدیث  
 سبعة يظلهم الله في عرشه ۷ (قیامت کے دن سات افراد ایسے ہوں گے جنہیں  
 اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا)

حالانکہ بہت ساری احادیث میں سات سے زائد کا ذکر بھی وارد ہے۔ اس وقت  
 مجھے ان میں سے تقریباً ستر احادیث متحضر ہیں اور مشہور احادیث ان کے علاوہ ہیں۔

۲: میرے نزدیک خمسہ کے لفظ کا ثبوت قابل غور ہے اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو  
 ممکن ہے کہ یہ قریب ترین راوی کے کلام میں سے ہو کیونکہ اکثر روایات میں ان کی اسماء  
 کے الفاظ ہیں اور بعض طرق حدیث میں ان کی تعداد چھ تک بتائی گئی ہے۔ حضرت جبیر  
 رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں چھ سے بھی زائد کی تعداد بیان ہے۔ اس اشکال کے  
 ان دو جوابات کے بعد میں نے ابن عساکر کی کتاب مبہمات القرآن میں بعینہ یہی دو  
 جواب دیکھے۔ وہ فرماتے ہیں حدیث میں عدد کا جو ذکر ہے اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ  
 یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ

[حوالہ ۳] اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور صحیح مسلم میں ابوالیسر سے مرفوعاً وارد ہے۔ من أنظر  
 معسراً أو وضعه اظله الله في ظله يوم لا ظل الاظله (جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو  
 معاف کر دے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں لے گا جس دن سوائے اس کے سایہ رحمت کے کوئی سایہ  
 نہ ہوگا۔) ابن حجر نے فتح الباری جلد ۲/۱۴۴ میں فرمایا کہ حدیث میں مذکور یہ دونوں خصلتیں ان سابقہ سات  
 خصلتوں کے علاوہ ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عدد حصر کے لئے نہیں ہوتا۔ ابن حجر فرماتے ہیں میں نے  
 ان احادیث کی جستجو کی جو اس بارے میں وارد ہیں تو مزید دس خصلتوں کا اضافہ معلوم ہوا۔ میں نے ان  
 خصلتوں میں سے ایسی سات خصلتوں کو جو جید اسانید سے وارد تھیں کو منتخب کیا اور انہیں ابوشامہ کے اشعار کی  
 تزییل کے طور پر دو شعروں میں منظوم کیا ہے۔ جو یہ ہیں۔ وزسبعة اظلال غاز وعونه وانظار ذی  
 عسر وتخفيف حمله وار فاد ذی غرم وعون مکاتب وتاجر صدق فی المقال وفعله (اور ان  
 سات پر مجاہد اور اس کے مدد کرنے والے کا اضافہ کر اور تنگ دست کو مہلت دینے والا اور اس کے بوجھ کو ہلکا  
 کرنے والا اور قرض دار کو عطیہ دینے والا اور مکاتب کی مدد کرنے والا اور قول وفعل میں سچ کرنے والے تاجر کا)  
 ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ایک جزو میں نقل کیا ہے اور اس جزو کا نام معرفة الخصال

85185

الموصله الى الظلال رکھا ہے۔ [



وسلم ہی کا ہو۔ اور عدد حصر کا مقتضی نہیں اور ان پانچ اسماء کے ذکر کی تخصیص یا تو اس لئے ہے کہ سامع کو دیگر اسماء کا علم تھا۔ گویا آپ نے فرمایا میرے پانچ فضیلت و عظمت والے اسماء ہیں یا تخصیص کی وجہ ان اسماء کی شہرت ہے۔ گویا آپ نے فرمایا میرے پانچ اسماء مشہورہ ہیں۔ اب ہم ان احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کی تعداد میں وارد ہیں اور یہ تعداد ہمیں حضرت جبیر ابن مطعم، جابر بن عبد اللہ، ابو موسیٰ اشعری حریف، ابن مسعود، ابن عباس، ابوالطفیل اور عوف ابن مالک کی مروی احادیث کے ذریعے پہنچی ہے۔

### حدیث جبیر

حضرت جبیر سے ان کے بیٹے محمد اور نافع نے روایت کی۔ محمد سے زہری نے، زہری سے بہت ساری مخلوق نے روایت کی ہے۔ ان میں سفیان، شعیب، معمر، مالک، محمد بن میسرہ وغیرہ شامل ہیں۔

### سفیان کی روایت کا ذکر

أخبرني ابو الفرج محمد بن ابى بكر بن الحسين العثباني بقرأتى عليه بطيبه، أخبرنا والدى، أخبرنا عبدالله بن الحسين المقدسى فى كتابه أن الهكى ابن علان أخبره ..... أخبرنا على ابن خلدون، أخبرنا على ابن الحسينى البوازى، أخبرنا محمد ابن عبدالرحمان بن أبى نصر، أخبرنا يوسف بن القاسم البیانحى، أخبرنا ابو العباس محمد بن يعقوب الهاشمى، حدثنا اسحاق ابن ابراهيم، أخبرنا سفیان ح واخبر فيه عالیا ام الفضل بنت محمد المقدسى، أخبرنا ابو اسحاق ابراهيم بن احمد الشامى عن اسماعيل بن يوسف، أخبرنا عبدالله بن عمر البغدادى، أخبرنا أبو الوقت الهروى، أخبرنا ابو عاصم الفضيلى، حدثنا عبدالرحمن بن أبى الشريح الأنصارى، حدثنا محمد ابن عقيل، حدثنا على ابن خشر، حدثنا سفیان عن الزهرى، عن محمد ابن جبیر ابن مطعم عن أبيه عن رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لی اسماء أنا محمد وانا احمد، وأنا  
 الباحی الذی یبھی بی الکفر وأنا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی،  
 وأنا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کئی اسماء ہیں۔ میں محمد

ہوں، میں احمد ہوں، میں وہ ماجی ہوں، جس کے سبب کفر مٹایا جائے گا۔

میں عاقب ہوں، عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں سفیان سے اور امام مسلم نے اسحاق بن  
 ابراہیم الحنظلی اور زہیر بن حرب اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ان تینوں نے سفیان  
 سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے جامع اور شمائل میں سعید ابن عبدالرحمن وغیرہ سے  
 اور ان سب نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

### روایۃ شعیب

اخبرنی ابو الطیب احمد بن محمد الانصاری الادیب بقرأتی علیہ  
 اخبرنا ابو الفرانی ابراہیم الکنانی، اخبرنا الحسن بن محمد الدیلہی  
 اخبرنا ابو حفص عمر بن محمد الکرمانی، اخبرنا ابوبکر القاسم بن  
 عبداللہ اخبرنا ابو منصور ابن زاهرخ اخبرنا ابو الشام بن الحسين  
 اخبرنا القاضي ابوبکر الجری، اخبرنا ابوسہیل القطان، حدثنا  
 ابو یحییٰ بن الہیثم حدثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قرآته عالیاً علی  
 ابی العباس احمد بن عبدالقادر الجہالی عن ابراہیم بن احمد، اخبرنا  
 احمد بن ابی طالب اخبرنا عمر بن عبداللہ الخزیبی، اخبرنا عبد الاول  
 بن عیسیٰ اخبرنا ابو الحسن الداودی، اخبرنا ابو محمد السرخسی، اخبرنا  
 عیسیٰ بن عمر السمرقندی، اخبرنا ابو محمد الدارمی، اخبرنا الحکم بن

[ (حوالہ) ۴ اس حدیث کو امام احمد نے مسند ۸۰/۴ میں، امام ترمذی نے ترمذی ص ۱۸۳ میں اور جامع میں

روایت کیا ہے..... عارضۃ الاحوذی ۲۸۰/۱۰

نافع اخبرنا شعيب بن ابي حمزة عن الزهري قال اخبرني محمد بن جبیر بن مطعم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول- "ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الباقى الذى يبحو الله بى الكفر وانا العاقب الذى ليس بعده احد (۵) اس کا حاشیہ نہیں ہے۔

جبیر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں باقی ہوں۔ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی (نبی) نہ ہو۔

### روایۃ معمر

اخبرني ابو الطيب الانصارى سباعاً اخبرنا اسماعيل بن ابراهيم الحنفى اخبرنا ابو الفتح البيدوى، اخبرنا ابو الفرج بن عبد المنعم، اخبرنا ابو الفرج بن عبد الوهاب، حدثنا اسماعيل بن محمد الاصباني املاً اخبرنا محمد بن عبد الله التاجر، اخبرنا ابو القاسم الطبراني، حدثنا اسحاق الدبري، اخبرنا عبدالرزاق، اخبرنا معمر عن الزهري عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ان لي اسماء انى انا احمد وانا محمد وانا الباقى الذى يبحو الله به الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى وانا

[ (حوالہ) شعيب کی روایت کو امام دارمی نے کتاب الرقائق ۲/۳۱۸ میں باب اسماء النبی صلی اللہ کے تحت روایت کیا ہے اور الفاظ یہ ہیں:

ان لي اسماء انا محمد وانا احمد وانا الباقى الذى يبحو الله بى الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى وانا العاقب والعاقب الذى ليس بعده احدہ]

## العاقب (۶)

حضرت جبیر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے اسماء ہیں میں احمد ہوں اور میں محمد ہوں اور میں ماجی ہوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں میرے سامنے لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور میں عاقب ہوں۔

معمر کہتے ہیں میں نے زہری سے دریافت کیا کہ عاقب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

اس حدیث کو امام بخاری نے محمود بن غیلان سے اور امام مسلم نے یونس بن یزید سے اور انہوں نے زہری سے اور امام مسلم نے بھی عقیل بن خالد سے اور انہوں نے زہری سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان لی اسماء اور خمسہ کے لفظ کا ذکر کسی نے بھی نہیں کیا۔ البتہ یہ لفظ مالک اور محمد بن میسرۃ کی روایت میں موجود ہے۔

مالک کی روایت

اخبرنی قاسم بن عبدالرحمن اجازۃ اخبرنا ابراہیم بن احمد البعلی، اخبرنا مکرم بن محمد، اخبرنا محمد، اخبرنا حمزة بن احمد اخبرنا الحسن بن الفرج، اخبرنا یحییٰ بن

[حوالہ ۶) معمر کی مروی حدیث کو امام عبدالرزاق نے المصنف میں کتاب الجامع باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت روایت فرمایا ہے۔ حدیث ۱۹۶۵۷-۱۰/۳۳۶-

اور اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر میں ج ۲ ص ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵ میں روایت کیا ہے اور امام بخاری نے دو جگہ نقل فرمایا ہے۔ ۱- ج ۳/۲۳۵ میں ابراہیم بن المنذر سے اور ج ۶ ص ۱۸۸ میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث بخاری میں محمود بن غیلان سے مروی ہیں ملی جیسا کہ امام سیوطی نے فرمایا ہے اور اسی حدیث کو امام مسلم نے یونس کی سند کے ساتھ (جیسا کہ امام سیوطی نے فرمایا ہے) کتاب الفصائل باب فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت روایت کیا ہے۔ ج ۳/۱۸۲۸]

بکیر، اخبرنا مالک عن ابن شهاب عن محمد بن جبیر بن مطعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ”لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الباحی الذی یبحو اللہ بی الکفر وانا الحاشرة الذی یحشر الناس علی عقبی وانا العاقب (۷) جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے اسماء ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں اور میں باحی ہوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے بعد اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں۔

امام مالک نے یونہی اسکو موطا میں روایت فرمایا ہے ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث یحییٰ کی روایت میں مرسل ہے اور معین بن عیسیٰ وغیرہ نے اس کو امام مالک سے موصولاً روایت کیا ہے اور امام دارقطنی نے اس حدیث کو اوہام مالک میں شمار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے (۸) اس حدیث کو مالک کی سند سے موصولاً روایت کیا ہے۔

### روایت محمد بن میسرۃ

اخبرنی شیخنا قاضی القضاة شیخ الاسلام علم الدین ابن شیخ الاسلام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی مشافہہ عن والدہ ان الحافظ ان الحجاج المزی اخبرہ ان الرشید محمد بن ابی بکر العامری ح انبانی عالیاً محمد بن مقبل عن محمد بن احمد الامام ان علی بن احمد بن عبدالواحد اخبرہ

[ (حوالہ) (۷) مالک کی روایت کو امام مالک نے موطا ج ۲ ص ۱۰۰۰۴ میں روایت کیا اور یہ موطا کی آخری حدیث ہے لیکن اس میں انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی ہے اور امام سیوطی کے ہاں یحشر الناس علی عقبی کے الفاظ ہیں۔ ]

[ (حوالہ) (۸) صحیح بخاری ۳/۲۲۵ ]

قالا اخبرنا ابو القسّم الخرساني، اخبرنا ابو عبد الله الفرادي  
 في كتابه اخبرنا الحافظ ابوبكر البيهقي، حدثني ابو الحسن  
 العلوي، اخبرنا ابوبكر بن دلويه، حدثني احمد بن حفص بن  
 عبد الله، حدثني ابي حدثني ابراهيم بن طهمان عن محمد بن  
 ميسرة عن الزهري عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه  
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال

لي خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الباقي الذي يبحو  
 الله بي الكفر وانا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وانا  
 العاقب يعني الخاتم (۹)

جبیر بن مطعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں محمد  
 ہوں، اور میں احمد ہوں میں وہ ماجی ہوں کہ میری برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور  
 میں وہ حاشر ہوں لوگ میرے سامنے جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں یعنی خاتم  
 ہوں۔

### نافع بن جبیر کی روایت

اخبرني ابو الفضل الازهرى سباعاً، اخبرنا ابو الفرج الغزى،  
 اخبرنا احمد بن منصور، ح وانباني عالياً ابو عبد الله الحلوى،  
 عن الصلاح بن ابي عمر قالا اخبرنا ابو الحسن الحنبلي عن ابي  
 المكارم بن اللبان اخبرنا ابو علي الحداد، اخبرنا ابو نعيم،  
 حدثنا عبد الله بن جعفر حدثنا اويس بن حبيب، حدثنا  
 ابوداؤد الطيالسي، حدثنا حباد بن سلمة عن جعفر بن ابي  
 وحشية عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابيه قال سمعت النبي  
 صلى الله عليه وسلم يقول انا محمد وانا احمد والحاشر

[ (حوالہ ۹) دلائل النبوة للبيهقي ج ۱ ص ۱۲۳ و ۱۲۴ ]

### والماحی والخاتم والعاقب (۱۰)

حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد، حاشر، ماجی، خاتم اور عاقب ہوں۔  
اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں جہز بن اسد سے اور انہوں نے حماد سے اسی سند کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔

اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں نقل فرمائی ہے۔

اس حدیث میں اسماء کی تعداد چھ بیان فرمائی گئی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ خمسۃ کا لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک کی جزء نہیں آپ نے صرف اسماء کا لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ اور جبیر رضی اللہ عنہ نے ان اسماء میں سے کچھ کا ذکر فرمایا ہے یا انہوں نے سب کا ذکر کیا ہے لیکن ان سے آگے روایت کرنے والوں نے بعض محفوظ کر لئے ہیں۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ابوصالح کی حدیث مجھے لیث نے بیان کی اور لیث کہتے ہیں مجھے خالد بن یزید نے سعید بن ابی ہلال سے بیان کی اور انہوں نے عقبہ بن مسلم سے روایت کی اور انہوں نے نافع بن جبیر سے روایت کیا کہ وہ عبد الملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے تو عبد الملک نے ان سے کہا کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اسماء کو شمار کر سکتے ہو جنہیں جبیر بن مطعم شمار کرتے تھے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا ہاں وہ چھ اسماء ہیں محمد، احمد، خاتم، حاشر، عاقب اور ماجی

حاشر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب قیامت کے زمانہ میں تمہیں عذاب شدید سے ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور آپ عاقب اس لئے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے اور ماجی اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے آپ کے قابعین کے گناہ مٹا دیئے ہیں۔ (۱۱)

[ (حوالہ ۱۰) مسند امام احمد ۴/۸۰، دلائل النبوة بیہقی ۱/۱۲۳ ]

[ (حوالہ ۱۱) دلائل النبوة للبیہقی ۱/۱۲۳، ۱۲۵۔ اس حدیث کو میں نے مستدر للحاکم اور دلائل النبوة لابی نعیم میں

کافی تلاش کیا مگر تلاش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ]

اس حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں۔ اس کو حاکم نے مستدرک میں اور امام بیہقی اور ابو نعیم نے الدلائل میں روایت کیا ہے۔

ابن وحیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مرسل حسن الاسناد ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث بلکہ متصل ہے کیونکہ نافع نے اپنے باپ سے روایت کی ہے لیکن اپنے باپ کا تذکرہ انہوں نے اس لئے نہیں کیا کہ عبدالملک نے اپنے کلام میں ان کا تذکرہ یہ کہہ کر ”التي كان يعدها جبير“ کر دیا تھا۔

### حدیث جابر رضی اللہ عنہ

حدیث جابر، حدیث جبیر ہی کی مانند ہے البتہ اس میں عاقب کا لفظ نہیں۔

اخبرني ابو عبد الله محمد بن ابى محمد الاموى فى كتابه عن ابى عبد الله بن قدامة ان ابا لحسن الحنبلى اخبره عن ابى المكارم بن اللبان، اخبرنا ابو على الحداد، اخبرنا ابو نعيم، اخبرنا ابو القاسم الطبرانى فى الاوسط حدثنا خير بن عروة حدثنا عروة بن مروان الدقى، حدثنا عبيد عمرو عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا الباحى الذى يبحو الله به الكفر واذا كان يوم القيامة كان لواء الحمد معى كنت امام المرسلين وصاحب شفاعتهم (۱۲)

[ (حوالہ ۱۲) مخطوط سے حدیث کا اول حصہ ساقط ہے اور وہ مجھے الزوائد میں ج ۸/۲۸۴ میں یوں ہے اور پیشی فرماتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں احمد ہوں، اور میں محمد اور میں حاشر ہوں جس کے سامنے لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں ماجی ہوں کہ میری برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ساتھ ہوگا اور میں مرسلین کا امام اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں۔ اور فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر و اوسط میں نقل کیا ہے اور اس کی سند میں عروہ بن مروان ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ قوی نہ تھے باقی رواۃ کی توثیق کی گئی ہے۔ ]



جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ماحی ہوں میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور قیامت کے دن لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ساتھ ہوگا اور میں مرسلین کا امام اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں۔

امام طبرانی فرماتے ہیں حضرت جابر سے اس حدیث کو صرف عبد اللہ نے روایت کی ہے اور عبد اللہ سے صرف عبید اللہ اور قاسم نے روایت کی ہے۔ (۱۳)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں ابو نعیم نے اس حدیث کو دلائل النبوة میں طبرانی کے واسطے سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وانا الحاشر الذی لا یحشر الناس الاعلیٰ قدمی  
اور میں وہ حاشر ہوں کہ لوگوں کو صرف میرے سامنے جمع کیا جائے گا۔  
اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل کو کبار محدثین نے قابل احتجاج قرار دیا ہے۔

### حدیث ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

اخبرتني ام الفضل بنت محمد الاثری بقرأتی علیها اخبرنا  
ابوالفرج الغزی اخبرنا ابوالمحاسن الختمی اخبرنا  
عبدالوہاب بن رواح، اخبرنا ابوطاهر السلعی، اخبرنا نصر  
بن احمد القاری، اخبرنا ابو محمد بن البیع، حدثنا الحسين  
بن اسماعيل المحاملي، حدثنا محمود بن خدّاش، حدثنا  
كثير بن هشام، حدثنا السعودي ج اخبرنا ابوالفضل بن  
عمر الازهری اسماعيل اخبرنا ابوالفرج الغزی، اخبرنا احمد  
بن منصور ح وكتب اليّ عالياً ابو عبد الله بن مقل عن محمد  
بن احمد البقدسی قال اخبرنا علي بن احمد السعری قال  
النسائی اجازة عن ابی المكارم بن اللبان، اخبرنا ابو علي  
الحداد اخبرنا ابو نعیم، اخبرنا عبد الله بن جعفر، حدثنا

[ (حوالہ ۱۳) طبرانی ج ۲/۱۹۹ ]

یونس بن حبیب حدثنا ابوداؤد الطیالسی، حدثنا السعدی  
عن عمرو بن مرة عن ابی عبیدة عن ابی موسیٰ اشعری رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ، قال سبی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نفسہ اسباء فینہا ما حفظنا قال انا محمد واحد والباقی  
والحاشر ونبی التوبة ونبی الرحمة (۱۴)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ہمیں فرمایا تھا ان میں سے بعض جو ہمیں یاد ہیں وہ یہ ہیں۔  
محمد، احمد، المقفی، الحاشر، نبی توبہ اور نبی رحمتہ ہوں۔

خبرنی ابوالعباس احمد بن عبدالقادر الحنفی قرأہ اخبرنا  
ابوالعالی الحلأ اخبرنا ابوالعباس الحلوی، اخبرنا  
ابوالفرج الحرانی، اخبرنا عبداللہ ابی البجدح، اخبرنا  
ابوالقسم بن الحسين، اخبرنا ابوعلی التیبی اخبرنا ابوبکر  
القطیعی، حدثنا عبداللہ احمد، حدثنا ابی، حدثنا وکیع عن  
السعدی ویزید اخبرنا السعدی عن عمرو بن مرة عن ابی  
عبیدة عن ابی موسیٰ قال۔

سبی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نفسہ اسباء منها ما حفظنا  
فقال انا محمد واحد والباقی والحاشر ونبی الرحمة (۱۵) ونبی  
التوبة وبنی الملحة۔

ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بذات خود (اپنے)  
اسماء بیان فرمائے تھے جن میں کچھ ہم نے یاد رکھے پس اور اس سند کے ساتھ امام احمد  
تک روایت موجود ہے۔

حدثنا عمرو بن الہیثم ویزید بن ہارون، اخبرنا السعدی

[ (حوالہ ۱۴) ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء، ۵/۱۹۹ اور ۱۰۰ میں ابوموسیٰ اشعری سے روایت فرمایا ہے۔ ]

عن عمرو بن مرة عن ابی عبیدة عن ابی موسیٰ قال سبی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسه اسما منها ما حفظنا ومنها ما لم نحفظ قال انا محمد وانا احمد والمقفی والحاشر ونبی التوبة والمحلحة (۱۲)

سیوطی نے نبی المکرمہ کا لفظ ذکر کیا ہے لیکن مسلم میں نبی الرحمة کا لفظ ہے [ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بذات خود (اپنے) اسماء بیان فرمائے۔ ان میں سے کچھ ہم نے یاد رکھے اور کچھ ہم بھول گئے۔ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں میں احمد، المقفی حاشر، نبی توبہ اور نبی جہاد ہوں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اسحاق بن ابراہیم الحنظلی سے اور انہوں نے جریر سے اور انہوں نے اعمش سے اور انہوں نے عمرو بن مرة سے نبی المکرمہ کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

### حدیث حذیفة

اخبرنی الشیخ شہاب الدین ابوالحیاء الخضر بن محمد الحلبي سباعاً علیہ، اخبرنا ابو حفص عمر بن اید غمش، اخبرنا عبدالرحمن بن محمد النصیبی، اخبرنا عبدالکریم بن عثمان العجیبی، اخبرنا عبدالطلب بن الفضل الهاشمی، اخبرنا ابو حفص عمر بن علی الکرابیسی ح، و اخبرنی عالیاً ابو عبداللہ الحلبي مکاتبة عن الصلاح بن ابی عمر، اخبرنا ابوالحسن بن البخاری، اخبرنا ابوالیمن الکندی، اخبرنا ابوشجاع النظامی، قالا اخبرنا، ابوالقسم البلخی، اخبرنا علی بن احمد الخزاعی اخبرنا الهیثم بن کلیب، اخبرنا الحافظ ابو عیسیٰ الترمذی فی الشبائل، حدثنا محمد بن طریف

[ (حوالہ ۱۲) مسند امام احمد ج ۴/۳۹۵، مسلم ۴/۱۸۲۸، ۱۹۲۹، کتاب الفصائل باب ۳۳ حدیث ۱۲۶- تنبیہ

الكوفي، حدثنا ابوبكر بن عياش عن عاصم عن ابي وائل عن  
 حذيفة قال لقيت النبي صلى الله عليه وسلم في بعض طرق  
 المدينة فقال انا محمد وانا احمد وانا نبي الرحمة ونبي التوبة  
 وانا المقفي وانا الحاشر ونبي الملحمة (۱۷)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مدینہ منورہ کے کسی راستے میں ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد  
 ہوں میں احمد ہوں میں نبی الرحمة اور نبی توبہ ہوں میں مقفی ہوں اور میں حاشر اور نبی  
 ملحمة ہوں۔

اس حدیث کو امام احمد نے نقل فرمایا ہے اور اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں سوائے  
 عاصم کے۔

### حدیث ابن مسعود

اخبرني ابو الفضل الازهرى اجازة ان لم يكن سباعاً اخبرنا  
 ابواسحاق البعلی كذلك اخبرنا محمد بن الهيجاء اجازة،  
 اخبرنا الحافظ ابوالحسن البكري اخبرنا ابوروح الهروي،  
 اخبرنا غنم بن ابي سعيد، اخبرنا ابوالحسن البهائي اخبرنا  
 ابوالحسن بن احمد بن هارون اخبرنا ابو حاتم بن حبان،  
 اخبرنا محمد بن اسحاق مولى ثقيف، حدثنا اسحاق بن  
 ابراهيم الحنظلي، اخبرنا روح، اخبرنا حباد بن سلبة عن  
 عاصم بن ابي النجود، عن زر عن عبد الله قال سمعت رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم يقول في سكة من سكك المدينة انا

[ (حوالہ ۱۷) مسند امام احمد ۵/۴۰۵، اس کی سند میں عاصم بن بھدلہ ہیں، پیشگی نے مجمع الزوائد ۸/۲۴۸ میں

حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا اس کو امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کے رواۃ صحیح کے رواۃ

ہیں سوائے عاصم بن بھدلہ کے وہ ثقہ ہیں لیکن سوء حفظ پایا جاتا ہے۔ ]

محمد واحمد والعاشر والمقفی، ونبی الرحمة (۱۸)

### حدیث ابن عباس

اخبرنی شیخنا العلامة تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد الشہنی رحمہ اللہ تعالیٰ بقراۃتی علیہ، اخبرنا ابو احمد عبداللہ بن علی الکنانی، اخبرنا ابو الحرم القلانسی، اخبرتنا مؤنسۃ بنت ابی بکر عن ام ہانی بنت احمد ح دا بنانی عالیاً محمد بن ابو محمد الاموی عن محمد ابن احمد بن قدامة ان علی بن احمد اخبرہ عن الفرج الثقفی قالا اخبرتنا فاطمة بنت عبداللہ، اخبرنا ابوبکر بن دندہ، اخبرنا الطبرانی فی الصغیر، حدثنا احمد بن محمد الواسطی، حدثنا ابونعیم الفضل بن دکین، حدثنا سلمۃ بن نبط بن شریط عن الضبک بن مزاحم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قال انا احمد ومحمد والعاشر والمقفی والخاتم (۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں احمد، محمد، العاشر، المقفی اور الخاتم ہوں۔ امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صرف اسی اسناد کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے۔

[ (حوالہ ۱۸) اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا ہے اور بیہقی کی کتاب موارد النظمین میں ۲۰۹۵ کے تحت موجود ہے۔ ]

[ (حوالہ ۱۹) یہ حدیث طبرانی صغیر ۱/۵۸ میں ہے۔ طبرانی کہتے ہیں حدثنا احمد بن محمد بن یحییٰ بن مہران السیوطی البغدادی اور خطیب کی تاریخ بغداد ۵/۹۹ میں ہے کہ احمد بن محمد بن مہران السوطی سے ابو القاسم طبرانی نے روایت کیا ہے اور یہ احمد بن محمد بن یحییٰ بن مہران السیوطی سے ہے۔ اخبرنا الطبرانی فی الصغیر حدثنا احمد بن محمد الواسطی، سیوطی سوطی اور الواسطی تینوں لفظوں میں واضح اختلاف موجود ہے۔ ]

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ضحاک (۲۰) اور ابن عباس کے درمیان منقطع ہے۔

### حدیث ابی الطفیل

اخبرنی محمد بن ابی الحسن الشاذلی و ابو هريرة عبد الرحمن بن ابی الحسن و غیر واحد اجازة، قالوا اخبرنا ابو الحسن بن ابی المجد اذناً عن ابی العباس الصالحی ان ابا الفضل الهدانی اخبره عن ابی طاهر السلفی، اخبرنا ابو علی الحسن بن حمزة بن محمد بقرأتی علیه بالكوفة اخبرنا ابو الحسن بن محمد بن الحشیش التیمی اجازة، حدثنا ابو حفص محمد بن دحیم الشیبانی، اخبرنا ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابی حکمة حدثنا محمد بن عمران بن ابی لیلی حدثنا اسماعیل ابو یحیی التیمی عن سیف بن وهب قال سعت ابا الطفیل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لی عشرة اسماء عند ربی (۲۱)

[ (حوالہ ۲۰) احمد شاہ نے مسند احمد کی تحقیق ۶۷/۴ میں فرمایا ہے کہ بعض لوگوں نے ابن عباس یا کسی بھی صحابی سے ضحاک کے سماع کا انکار کیا ہے۔ امام بخاری نے بھی حمید کے ترجمہ میں اس حدیث کو مرسل کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس حدیث کو ضحاک نے روایت کیا ہے وہ مرسل ہے۔ اس بارے میں مثبت اختلاف ہے اور یہ اختلاف خطا پر مبنی ہے کیونکہ ضحاک کا وصال ۱۰۲ھ میں ہوا ہے اور وہ اسی سال یا اس سے زیادہ عمر کے تھے۔ احمد شاہ کہتے ہیں کہ ان سے ابو جناب کلبی نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں سات سال ابن عباس کی صحبت میں رہا ہوں۔ ]

[ (حوالہ ۲۱) یہ حدیث اتحاف السادة المتقين ۱۶۳/۷ میں ہے۔ زبیدی فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ نے اپنی کتاب "المستوفی" میں مخطوطہ کی مذکورہ سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ اتحاف کی مذکورہ سند کو ہم بیان کرتے ہیں کیونکہ مذکورہ رواۃ کے اسماء میں غلطیاں پائی گئی ہیں۔ ابن دحیہ نے اپنے شیخ ابو طاہر السلفی سے اور انہوں نے ابو علی الحسن بن حمزہ سے اور انہوں نے ابو الحسن بن حشیش سے (مخطوطہ میں حشیش ہے) اور انہوں نے ابو جعفر بن دحیم سے اور انہوں نے عبد اللہ التمار سے اور انہوں نے محمد بن عمران ابی لیلیٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن یحییٰ تیمی سے اور انہوں نے سیف بن وهب سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد حدیث بیان کی ہے۔ ]

سیف بن وہب کہتے ہیں میں نے ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ ابوالطفیل کہتے ہیں آٹھ نام تو میں نے یاد رکھے اور دو بھول گیا ہوں۔ (اور وہ آٹھ نام یہ ہیں)

انا محمد واحمد والفتح والحاتم وابوالقاسم والحاشر والعاقب والماحی میں محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب اور ماحی ہوں۔

سیف بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابو جعفر سے بیان کی تو اس نے کہا اے سیف الملاء میں تجھے ان دو ناموں سے آگاہ کروں تو میں نے کہا ہاں ضرور بتائیں۔ انہوں نے فرمایا وہ دو نام یسین اور طہ ہیں۔ اس حدیث کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں محمد بن احمد بن ابراہیم اور انہوں نے احمد بن محمد بن عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن عمر بن ابان سے انہوں نے ابویحییٰ سے روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں محمد بن احمد بن الحسین سے اور انہوں نے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر بن ابان سے اور انہوں نے ابویحییٰ سے روایت کیا ہے۔

اور اسی حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عبدوس بن عبداللہ سے اور انہوں نے ابوبکر احمد بن لال الفقیہ سے اور انہوں نے حفص بن عمر سے اور انہوں نے ابوبکر بن ابویسیٰ بن عبدالاول سے اور انہوں نے ابویحییٰ تیمی ہی سے روایت کیا ہے۔ ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ ایسی سند ہے جو کسی شے کے مساوی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ ایک وضاع (حدیث گھڑنے والے) اور ایک ضعیف پر دائر ہے۔ وضاع تو ابویحییٰ تیمی ہے (۲۲) اور ضعیف سیف بن وہب (۲۳) ہے۔

[ (حوالہ ۲۲) ابو حاتم اتحاد السادة المتقين ۱۶۳/۷ میں فرماتے ہیں کہ ابویحییٰ تیمی ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے۔ اس سے روایت کرنا جائز نہیں اور دارقطنی نے فرمایا کہ وہ کذاب اور متروک ہے اور الارزی کہتے ہیں کہ ابویحییٰ تیمی ارکان کذب میں سے ایک رکن ہے۔ اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ ]

[ (حوالہ ۲۳) اتحاد ج ۱۶۳/۷ میں ہے کہ سیف بن وہب کے متعلق امام احمد نے فرمایا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے اور یحییٰ نے فرمایا کہ وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے اور نسائی نے فرمایا کہ وہ ثقہ نہیں۔ ]

## حدیث عوف رضی اللہ عنہ

و بالاسناد الباضی الی ابی نعیم حدثنا سلیمان بن احمد حدثنا  
احمد بن عبدالوہاب حدثنا ابوالبغیرۃ، حدثنا صفوان بن  
عمرو عن عبدالرحمن بن زبیر بن نفیر عن ابیہ عن عوف بن  
مالک قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وانا معہ  
حتی دخلنا کنیسة الیہود یوم عیدہم فکرهاوا دخولنا علیہم  
فقال لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الیہود واللہ لانا  
الحاشر وانا العاقب وانا البققی آمنتم او کذبتم (۲۴) ثم  
انصرف وانا معہ

عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے یہودیوں کے کینہ میں داخل ہو گئے اور وہ دن ان کی عید کا دن تھا۔ انہوں نے اپنے ہاں ہمارے داخل ہونے کو ناپسند کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے یہودیوں اللہ کی قسم میں حاشر ہوں اور میں عاقب ہوں اور میں مقفی ہوں۔ تم ایمان لاؤ یا تکذیب کرو، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور میں ساتھ لوٹا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے (۲۵) تہذیب الاسماء میں فرمایا۔ مذکورہ اسماء شریفہ کا غالب حصہ صفات ہیں جیسا کہ عاقب، حاشر، خاتم، ان پر اسم کا اطلاق مجازاً ہے۔ ابن عساکر نے مہمات القرآن میں فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کو آپ کی صفات

[ (حوالہ ۲۴) یہ حدیث مجھے نہیں ملی ]

[ (حوالہ ۲۵) تہذیب الاسماء ۱/۲۲، امام نووی نے ابن عباس کی یہ مروی حدیث مرفوعاً روایت کرنے کے بعد

کہا۔ ان مذکورہ میں سے بعض صفات ہیں۔ ان پر اسماء کا اطلاق مجازاً ہے۔ حدیث ابن عباس اسہی فی

القرآن محمد وفی الانجیل احمد وفی التوراة احمید وانا سبیت احمید لأنی احمید امتی

النار جہنم۔ ]



سے اخذ کیا جائے تو ان کی تعداد بہت بڑھ جائے گی اور وہ اسماء کریمہ جن پر ہمیں واقفیت حاصل ہوئی ان کی تعداد تین سو چالیس سے زائد ہے۔ ان اسماء کی درج ذیل چند اقسام ہیں۔

۱- وہ اسماء جو قرآن کریم میں صریح اسم کے ساتھ وارد ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

محمّد، احد، الاحسن، اذن خیر، الاعلیٰ، الامام، الامین، الامی، الامر، انفس العرب، آية الله، آلہ، البص، البرہان، البشیر، البلیغ، البینة، ثانی اثین، الحریص، الحق، حم، حبسق، الحنیف، خاتم النبیین، الخیر، الداعی، ذوالقوہ، رحمة اللعالمین، الرؤف، الرحیم، الرسول، سبیل اللہ، السراج، البنیر، الشاہد، الشہید، الصاحب، الصادق، الصراط المستقیم، طس، طسم، طہ، العامل، العبد، عبد اللہ، العروۃ الوثقی، العزیز، الفجر، فضل اللہ، قدم صدق، الکریم، کھیص، اللسان، البشر، البین، المدثر، المزل، المذکر، المرسل، المسلم، المشہود، المصدق، البطاع، البنادی، البنذر، البیزان، الناس، النبی، النجم الثاقب، النذیر، نعمت اللہ، النور، نون، الہدی، الولی، الیتیم، یسین،

۲- وہ اسماء کریمہ جو قرآن حکیم میں صیغہ فعل کے ساتھ وارد ہیں۔ درج ذیل

ہیں۔

اخذ الصدقات، الامر، الناهی، التالی، الحاکم، الذاکر، الراضی، الراغب، الواضع، رفیع الذکر، رفیع الدرجات، الساجد، الصابر، الصادق، الصفوح، العابد، العالم، العلیم، العفو، الغالب، الغنی، البلیغ، المتبع، المتبتل، المتربص، المحلل، المحرم، المرتل، المزکی، المسبح، المستعید، المستغفر، المؤمن، المشاور، البصلی،

المعزز، البوقر، المعصوم، المنصور، البؤلى، البؤيد، الناصب،  
الهادى، الواعظ

۳- وہ اسماء شریفہ جو حدیث اور کتب قدیمہ میں وارد ہیں۔

أجیر، أحمید، احاد، اخوماخ، الاتقى، الابری، الابيض، الانفر،  
الاصدق، الأجود، اشجع الناس، الآخذ بالحجزات، أرجح  
الناس عقلاً، الاعلم بالله، الأخشى لله، أفصح العرب، أكثر  
الانبياء تابعا، الأكرم، الاكلیل، امام النبیین، امام المتقين،  
امام الناس، امام الخیر، الامان، أمانة اصحابه، الامین،  
الاول، الآخر، اخرايا، الاواه، الابطحي، البارقليط، الباطن،  
البرقليطس، بباؤذماؤذ، البيان، التقى، التلقيط، التهامى،  
الشبال، الجبار، الخاتم، الحاشر، حاط حاط، الحافظ،  
حامد، حامل لواء الحمد، حبيب الله، حبيب الرحمن،  
حبيطا، الحجة حرز اللعين، الحسيب، الحفيظ، الحكيم،  
الحليم، الحديد، الحيى، الخاتم، خازن مال الله، الخاشع،  
الخاضع، خطيب النبیین خليل الله، خليفة الله، خير  
العالمين، خير خلق الله، خير هذه، الامة دارالحكمة، الدامغ،  
الذكر، الرافع، راكب البراق، راكب الجمل، رحبة مهداة  
رسول الرحبة، رسول الراحة، رسول البلاحم، ركن  
التواضعين، الرهاب، روح الحق، روح القدس، الزاهد،  
الزكى، الزمزمى، زين، وافى القيامة، سابق، سرخطيلس،  
سعيد، السلام، سيد الناس، سيد ولدادم، سيف الله، الشارع،  
الشافع، الشفيع، الشافع، الشاكر، الشكور، الشكار، صاحب  
اتلاج، صاحب الحجة، صاحب الحوض، صاحب الكوثر،

صاحب الحطيم، صاحب الخاتم، صاحب زمزم، صاحب  
السلطان، صاحب السيف، صاحب الشفاعة العظمى صاحب  
القضيب، صاحب اللواء، صاحب البحشر، صاحب البدرعة،  
صاحب الشعر، صاحب المعراج، صاحب البقام المحمود  
صاحب المنبر، صاحب النعلين، صاحب الهراوة، صاحب  
الوسيلة، صاحب لا اله الا الله، الصادق، المصدوق، الصالح،  
الضابط، الضحوك، الطاهر، طاب طاب، الطيب، الظاهر،  
العاقب، العدل، العربي، عصبة الله، العظيم، العفيف، العلي،  
الغفور، الغلاب، الغيث، الفاتح، الفارق، فارقليطات، الفرط،  
الفصيح، فلاح، فئة المسلمين، القائم، قاسم قائد الخير، قائد  
الغرا المنجلين، القتال، قثم، قدمايا، القرشي، القريب، قيم،  
الكاف، كنديرة، الباجد، الباحي، البامون، المبارك، المتقى،  
المتمكن، المتوكل، المجتبي، المخبر، المحج، محمود البخت،  
المخبر، المختار، المخلص، المرتجي، المرشد، مرحة  
ملحة، مرغبة، المسدد، المسعود، المسيح، المشفوع، مشقح،  
المصطفى، المصلح، المطهر، البطيع، المعطي، المعقب، المعلم،  
المعز، المفضل، المفضل، المقدس، البقي، مقيم السنة،  
المكرم، المبكى، المبدئي، المنتخب، المخنأ، المنصف، المنيب،  
المهاجر، المهدي، المهين، المؤتمن، موصل، ماذ ماذ، مود  
مود، ميذ ميذ، الناسخ، الناشر، الناصح، الناصر، نبي التوبة،  
نبي الرحمة، نبي الرحمة، نبي الملحة، نبي البلام، النسيب،  
النقي، النقيب، الهاشمي، الواسط، الواعد، الوسيلة، الوفي،  
حضور صلي الله عليه وسلم کی درج ذیل چار کنیتیں ہیں۔

ابو القاسم، ابو ابراہیم، ابو المؤمنین، ابو الارامل،

### الفصل الثالث

حضرت قاضی (۲۶) عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے انبیاء کرام کو اس شرف سے نوازا کہ انہیں اپنے اسماء سے موسوم فرمایا چنانچہ حضرت اسحاق، حضرت اسماعیل کو علیم اور حلیم سے موسوم فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حلیم اور حضرت نوح علیہ السلام کو شکور کے نام سے موسوم فرمایا اور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسماء سے مزین و موسوم فرما کر فضیلت سے نوازا۔ ان میں سے بعض اسماء قرآن کریم میں موجود ہیں اور اسماء کی ایک بڑی تعداد سابق انبیاء کرام کی مبارک زبانوں سے ادا کرائے۔ اس وقت ہمارے پاس ان اسماء میں سے تیس کے قریب نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم حمید ہے۔ حمید بمعنی محمود (جس کی تعریف کی گئی) ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی خود بھی تعریف فرماتا ہے اور اس کے بندے بھی اس کی تعریف کرتے ہیں اور حمید کا ایک معنی حامد (حمد کرنے والا) ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی بھی حمد فرماتا ہے اور اعمال طاعت (اعمال صالحہ) کی بھی تعریف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو احمد و محمد سے موسوم فرمایا محمد بمعنی محمود ہے۔ آپ کا یہ اسم گرامی حضرت داؤد کی کتاب زبور میں موجود تھا اور احمد کا معنی ہے حمد کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد کرنے والا اور جن کی حمد کی جاتی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ عزت و عظمت والا اسی بات کی طرف حضرت حسان نے اپنے اس شعر میں اشارہ فرمایا۔

[ (حوالہ ۲۶) الشفاء ۱/۴۵۸ ]

[ (حوالہ ۲۷) حضرت حسان بارگاہ نبوت کے شاعر تھے۔ آپ مخضرمی شعراء میں سے ہیں۔ آپ نے ساٹھ

سال زمانہ جاہلیت میں بسر کئے۔ اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں، آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ۵۴۰ھ میں

[ ہوا۔ ]

أنبر عليه للنبوۃ خاتم ..... من الله من نور يلوح ويشهد  
 وضم الاله اسم النبي الى اسبعه ..... اذا قال في الخمس المؤذن

اشهد

وشق له من اسمه ليجله ..... فذو العرش محمود وهذا محمد  
 (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے نبوت کے لئے خاتم اللہ کی طرف

سے ایسا نور جو چمک رہا ہے اور شہادت دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام سے ملا دیا جب مؤذن پانچ وقت واشہد کہتا  
 ہے اور ان کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ ان کی عظمت کا اظہار کرے۔ پس  
 عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

### قاضی عیاض کے بیان کردہ اسماء

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام اسماء بیان کر دیئے ہیں جن تک ان  
 کی رسائی ممکن ہوئی۔ وہ درج ذیل اسماء ہیں۔

الأكرم، الأمين، الأول، الآخر، البشير، الجبار، الحق، الخبير،  
 ذوالقوة، الرؤف، الرحيم، الشهيد، الشكور، الصادق، العظيم،  
 العفو، العالم، العليم، العزيز، الفاتح، الكريم، المبين، المؤمن،  
 البهين، المقدس، البولي، الولي، النور، المعادي، طه، يسين  
 (مصنف فرماتے ہیں) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مذکورہ اسماء کے  
 علاوہ کچھ اور اسماء بھی دستیاب ہوئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

الأبيض، الأحد، الأصدق، الأحسن، الأجود، الاعلى، الأمر،  
 الناهي، الباطن، البر، البرهان، الحاشر، الحافظ، الحفيظ،  
 الحسيب، الحكيم، الحلیم، الحيي، الخليفة، الداعي، الرافع،  
 الوداع، رفيع الدرجات، السلام، السيد، الشاكر، الصابر،  
 الصاحب، الطيب، الطاهر، العدل، العلي، الغالب، الغفور، الغني،

القائم، القريب، الماجد، المعطي، الناسخ، الناشر، الوفي، البراء،  
 البص، طس، طسم، حم، حبسق، الناشر، الوفي، البراء،  
 البص، طس، طسم، حم، حبسق، كهيصص  
 انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان میں سے ہر اسم کی وضاحت اپنے مقام پر ہوگی۔  
 یہ مقدمہ کتاب کا آخر ہے۔ یہ مقدمہ ایک مستقل تالیف بننے کی صلاحیت رکھتا  
 ہے۔

اب ہم تاجدار کائنات نور مجسم سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم نام محمد سے آغاز  
 کرتے ہوئے اسماء شریفہ کی شرح شروع کرتے ہیں۔ باقی اسماء کی شرح حروف تہجی کی  
 ترتیب سے کی جائے گی۔ البتہ بعض ایسے اسماء کو مقدم کیا جائے گا جو دوسرے اسماء کو  
 لازم ہیں جیسا کہ ناہی کو امر کے ساتھ منیر کو سراج کے ساتھ اور مستقیم کو صراط کے ساتھ،  
 اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کا خواستگار ہوں۔ بے شک وہ قریب و مجیب ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اینب

اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شرح

۱- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (۲۸) (محمد اللہ کے رسول ہیں)

۲- وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (۲۹) (اور محمد تو ایک رسول ہیں)

۳- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولُ اللَّهِ (۳۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔

سابقہ تمام احادیث میں اس اسم مبارک کا ذکر موجود ہے۔ یہ اسم گرامی رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء سے مشہور تر اور عظیم تر ہے۔

[ (حوالہ ۲۸) الفخ: ۲۹ ]

[ (حوالہ ۲۹) آل عمران: ۱۳۳ ]

[ (حوالہ ۳۰) الاحزاب: ۴۰ ]

## اسم محمد مدار ایمان ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک پر بہت سارے امور کا مدار ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱- کافر کے اسلام قبول کرنے کی صحت اسی اسم مقدس کے تلفظ پر موقوف ہے با ایں طور کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ کہے۔ کافر کے صحت اسلام کے لئے اسم احمد کا تلفظ کافی نہیں لیکن علامہ حلیمی (۳۱) رحمۃ اللہ علیہ نے اسم احمد کے تلفظ کو بھی اس شرط کے ساتھ کافی قرار دیا ہے کہ اس کے ساتھ ابوالقاسم کا اضافہ کر دیا جائے اور علامہ اسنوی (۳۲) رحمۃ اللہ علیہ نے ”التمہید“ میں اسی قول کو ثابت رکھا ہے۔

حلیمی نے منہاج میں فرمایا کہ اگر کافر اسلام قبول کرتے وقت احمد ابوالقاسم رسول اللہ کہہ دے تو اس کا یہ کہنا ”محمد رسول اللہ“ کہنے کے مترادف ہوگا۔ [

۲- نماز کے تشهد میں اسم محمد ہی کی ادائیگی متعین ہے احمد وغیرہ دیگر اسماء کا پڑھنا کافی نہ ہوگا جیسا کہ شرح المہذب اور التحقیق وغیرہ کتب میں ہے۔

۳- خطبہ میں بھی اسی نام مبارک کا پڑھنا متعین ہے۔

۴- اگر کسی کا نام محمد ہے اور اس نے اس نام کو انگشتی میں نقش کیا ہے تو اس منقش انگشتی کو ہاتھ میں پہن کر بیت الخلاء میں جانا مکروہ ہے۔

۵- اور اس منقش انگشتی کو بوقت استنجاء ہاتھ سے اتارنا واجب ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ

اگر کسی کا نام محمد ہو اور اس نے یہ نام اپنی انگشتی میں نقش کیا ہے اور اس سے مراد بھی وہ اپنی ذات لے رہا ہے تو اس نام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی ”محمد“

[ (حوالہ ۳۱) حلیمی نے اپنی کتاب منہاج الدین کے شعب الایمان میں یہ بات فرمائی ہے۔ حلیمی سے مراد حضرت شیخ الاسلام ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی جرجانی شافعی متوفی ۴۰۳ھ ہیں۔ ]

[ (حوالہ ۳۲) تمہید ص ۴۰ میں ہے۔ قال الحلیمی فی المنہاج ولو قال احمد ابوالقاسم رسول اللہ فهو کقولہ محمد رسول اللہ

سے احکام میں الحاق کرنا محل نظر ہے۔

اسم محمد سے انبیاء و مرسلین کا عدد نکلتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک ”محمد“ سے ضرب مع الکر اور بسط کے ذریعے انبیاء مرسلین کا عدد نکلتا ہے۔ مرسل انبیاء کرام کی تعداد ۳۱۳ ہے اور یہ عدد اسم محمد سے یوں نکلتا ہے کہ اس اسم میں پہلی میم غیر مشدد ہے اور دوسری میم دو حرفوں سے مشدد ہے۔ اب ہر میم کو توڑا جائے تو میم کا لفظ بن جاتا ہے۔ اب لفظ میم کی پہلی میم کے عدد چالیس اور دوسری کے بھی چالیس عدد اور درمیانی حرف یا کے دس عدد ان کو جمع کیا تو نوے کا عدد حاصل ہوا چونکہ میم کی تعداد تین ہے لہذا ہر میم کے نوے نوے عدد حاصل ہوئے ان سب کو جمع کیا تو دو سو ستر کا عدد حاصل ہوا اس کے بعد اسم محمد کے حرف دال کو توڑا جائے تو اس کی تفسیر ”دال“ بن جاتی ہے۔ اس میں تین حرف ہیں۔ الف، لام، د، حرف ”ذ“ کے چار عدد اور الف کا ایک عدد لام کے تیس عدد ہیں۔ ان سب کو جمع کیا تو پینتیس کا عدد حاصل ہوا اور اسم محمد کا تیسرا حرف ”حا“ ہے اور حرف حا کی تفسیر نہیں ہوتی۔ لہذا اس کے صرف آٹھ عدد ہوں گے۔ اب ان سب اعداد کو جمع کیا جائے تو ۳۱۳ کا عدد حاصل ہوگا اور یہی تعداد انبیاء مرسلین کی ہے۔

اسم محمد منقول ہے یا مرتجل؟

(۲۲) محمد علم ہے نحاۃ میں سے ابن معط (۲۲) کا خیال ہے کہ یہ مرتجل ہے لیکن علماء نے ان کے اس موقف کو غلط قرار دیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ اسم باب تفعیل کے اسم مفعول سے منقول ہے۔ صحاح میں ہے حمد ذم کی نقیض ہے کہا جاتا ہے۔

حمدت الرجل احمدہ حمداً و محمدہ فہو حمید و محمود تہمید حمد سے زیادہ بلوغ ہے اور محمد اس

[ (حوالہ ۳۳) قاضی عیاض الشفاء، ج ۱ ص ۱۴۴، میں فرماتے ہیں محمد بروذن مفصل مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ]

[ (حوالہ ۳۴) ابن معط سے مراد ابو الحسن یحییٰ بن عبد المعطی بن عبد النور الزواوی ہیں ان کی ولادت سن ۵۶۴ھ

ہجری اور وفات سن ۶۲۸ھ ہجری کو مصر میں ہوئی۔ مشہور کتاب الفیہ انہی کی تالیف ہے یہ کتاب یورپ میں بھی

طبع ہو چکی ہے۔ ]



ذات کو کہا جاتا ہے جس کی خصال محمودہ زیادہ ہوں۔ ”انتہی“  
 حمد، مدح اور شکر کے درمیان فرق میں طویل اختلاف ہے۔ یہ اس کے بیان کا محل  
 نہیں۔

امام بخاری و امام ترمذی نے نافع کے واسطے سے حضرت ابن عمر سے روایت کیا  
 ہے کہ

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتماً من فضة ونقش  
 فيه محمد رسول الله ونهى أن ينقش احد عليه (۳۴)  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگشتری بنوا کر اس پر محمد رسول اللہ  
 نقش کروایا اور احمد کو انگشتری پر نقش کرنے سے منع فرمایا۔  
 امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں  
 کو اپنی انگشتریوں پر محمد رسول اللہ نقش کرنے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نام محمد سے موسوم لوگوں کا تذکرہ

حضرت سہیلی (۳۵) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے قبل صرف تین افراد کا نام محمد ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ان لوگوں کے اباؤں نے جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ کے زمانہ اقدس کے قریب ہونے اور آپ کے  
 حجاز مقدس میں مبعوث ہونے کے متعلق سنا تو اس طمع میں اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا کہ  
 کاش وہ عظیم القدر ہستی ان کا بیٹا ہو جائے۔

ابن فورک نے اپنی کتاب الفصول میں ان تینوں کا تذکرہ کیا ہے اور وہ یہ لوگ  
 ہیں۔

۱- محمد بن سفیان بن مجاشع (فرزدق شاعر کا پردادا)

[ (حوالہ ۳۴) ترمذی، کتاب اللباس حدیث ۱۷۴۱ و ۱۷۴۵ ]

[ بخاری: فتح الباری ۱۰/۳۲۳ ]

[ (حوالہ ۳۵) الروض الانف ۱/۱۸۲ ]

۲- محمد بن اجمیہ (بضم حمزہ وفتح حاء اور ان دونوں حرفوں کے درمیان یا ساکنہ ہے) ابن جولاح (جیم کے ضمہ تخفیف لام کے ساتھ اور آخر میں حائملہ ہے)  
 ۳- محمد بن عمران۔

اور کہتے ہیں کہ ایک چوتھے آدمی کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن میں اسے بھول گیا ہوں۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محمد و احمد کے تسمیہ سے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ دونوں نام آپ کے انوکھے معجزات اور تعجب انگیز خصائص میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قبل ان دونوں ناموں کے ساتھ کسی کو موسوم کئے جانے سے ان کو محفوظ رکھا۔ احمد کا تذکرہ کتب سابقہ میں تھا اور اس کے ساتھ انبیاء کرام کو بشارت دی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت اس کے ساتھ کسی کو موسوم کئے جانے سے منع فرما دیا تھا اور نہ ہی اس اسم کے ساتھ کسی دوسرے کو بلانے کی اجازت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل اسم احمد کے ساتھ کسی مدعو کو نہیں بلایا گیا تا کہ کوئی ضعیف القلب انسان شک و التباس میں مبتلا نہ ہو جائے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک محمد کے ساتھ بھی آپ کی تشریف آوری سے قبل (جب تک یہ مشہور نہیں ہوا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا) عرب و عجم میں کسی نے بھی نام نہیں رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کچھ عرصہ قبل جب اس بات کی شہرت ہوئی تو اہل عرب کی ایک قلیل سی تعداد نے اپنے بچوں کا نام محمد اس امید پر رکھا تھا کہ کاش ان میں سے کوئی وہ ہستی ہو۔

(واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ) اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

وہ لوگ جو نام محمد سے موسوم تھے یہ ہیں۔

محمد بن اجمیہ بن الجلاح، محمد بن مسلمہ الانصاری، محمد

بن سفیان بن مجاشع، محمد بن حمران جعفی، محمد بن خزاعی  
السلمی محمد بن برا البکری ان چھ کے علاوہ کوئی ساتواں ایسا نہیں جس کا نام  
محمد رکھا گیا ہو۔

سب سے پہلے اسم محمد سے موسوم کون تھا؟

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے محمد بن سفیان کا نام محمد رکھا گیا تھا لیکن یمنی کہتے  
ہیں کہ سب سے پہلے یہ نام محمد بن الجمدی الازدی کا رکھا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے قبل محمد جس جس کا نام بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ہر ایک کی اس طرح حفاظت  
فرمائی کہ ان میں سے کسی نے بھی نہ بذات خود نبوت کا دعویٰ کیا نہ کسی دوسرے نے ان  
کے حق میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ناموں  
(احمد و محمد) کا تحقق ہو گیا۔ کیونکہ ان دونوں ناموں میں بیک وقت دوسرا کوئی آپ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے مزاحم نہ تھا۔

قاضی عیاض (۲۷) نے شفاء میں جہاں یہ فرمایا ہے کہ سب سے پہلے محمد بن تبجدی  
کا نام محمد رکھا گیا تھا قاضی عیاض کے اس قول پر ہمارے شیخ امام شمشہ رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء  
کے حاشیے میں فرماتے ہیں کہ محمد بن تبجدی ازدی ان چھ افراد میں شامل نہیں جن کے  
بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کے علاوہ ساتواں کوئی نہیں۔ قاضی کے اس قول کے مطابق  
تو ساتواں بھی ہے۔

سیرت مغلطائی میں درج ذیل افراد کا نام محمد بتایا گیا ہے۔

محمد بن تمدی بن ربیعہ بن سعد منقری، محمد بن عثمان سعدی، (میرے خیال میں یہ  
دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں)

محمد اسیری، محمد الفقیہی، محمد بن عتوارہ الیثی، محمد

بن حرمان العبری، محمد بن خولة الہمدانی، محمد بن

یزید بن ربیعۃ اور محمد بن اسامہ ابن مالک

اور فرماتے ہیں: محمد بن مسلمہ الانصاری محل نظر ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل موجود نہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم محمد سے موسوم کئے جانے کا سبب

شیخ الاسلام ابوالفضل ابن حجر نے اس عنوان کے تحت جو کچھ فرمایا ہے ہم اس عنوان سمیت ان کی عبارت کو یہاں نقل کرتے ہیں۔

أخبرني شيخنا الامام الشنبي قراءة وأبو العدل ابن الكويك سباعًا قال: أخبرنا ابو الطاهر بن أبي اليمين، أخبرنا ابراهيم بن علي الفطحي، أخبرنا محمد بن مزيد، أخبرنا ابو البجد بن الحسن القزويني، أخبرنا ابوبكر بن ابراهيم السجاذي، أخبرنا ابو الاسعد، أخبرنا جدتي فاطمة بنت الاستاذ أبي علي الدقاق، أخبرنا محمد بن الحسن الحسنی، أخبرنا محمد بن محمد علي الانصاري بطوس، حدثنا بكر بن محمد بن عبدالله بن ابراهيم البخاري، حدثنا أبي، حدثنا بحر بن النضر، حدثنا عيسى بن موسى بن غنجار، عن خارجة عن داؤد ابن أبي هند عن عكرمة عن ابن عباس قال:

لما ولد النبي صلى الله عليه وسلم عرق عنه عبدالمطلب بكبش وسماه محمدا فليل له يا ابا الحارث ما مبلک علی ان سبیته محمداً ولم تسبه باسم ابائه فقال اردت ان یحمد الله فی السماء ویحمدہ الناس فی الارض۔

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو عبدالمطلب نے ایک مینڈھا ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا اور آپ کا نام محمد رکھا۔ لوگوں نے کہا

اے ابو الحارث! کس چیز نے آپ کو اپنے پوتے کا نام محمد رکھنے پر آمادہ کیا؟ اپنے آباء کے نام پر ان کا نام نہیں رکھا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پوتے کی آسمان میں اللہ تعالیٰ تعریف کرے اور زمین میں لوگ ان کی حمد کریں۔ اس حدیث کو ابن عبدالبر نے الاستیعاب (۳۸) میں عطاء خراسانی کی سند سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔  
امام بیہقی دلائل النبوة میں فرماتے ہیں۔

أخبرنا أبو عبدالله الحافظ أنبأني أحمد ابن كامل القاضي شفاها ان محمد بن اسماعيل حدثه يعني السلمي حدثنا ابو صالح عبدالله بن صالح، حدثنا معاوية بن صالح عن أبي الحكم التنوخي قال قالو العبد المطلب أرائيت ابنك ما سببته؟ قال سببت محمدا، قالو فبا رغبت به عن اسباء اهل بيته قال اردت ان يحمده الله تعالى في السماء وخلقه في الارض (۳۹)

(ترجمہ) ابو الحکم التنوخی نے کہا کہ لوگوں نے عبدالمطلب سے کہا تم نے اپنے پوتے کا کیا نام رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے ان کا نام محمد رکھا ہے۔ لوگوں نے ان سے کہا اپنے خاندان کے لوگوں کے نام چھوڑ کر یہ نام اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آسمان میں اور اس کی مخلوق زمین پر تعریف کرے۔ امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

[ (حوالہ ۳۸) الاستیعاب میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ البتہ دلائل النبوة للبیہقی ۱/۹۳ اس کی مثل حدیث موجود

ہے۔ ]

[ (حوالہ ۳۹) دلائل النبوة للبیہقی ۱/۹۳ ]

علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کیا کرتی تھیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے شکم اطہر میں تھے تو انہیں غیب سے یہ آواز آتی تھی کہ تیرے شکم میں اس امت کے سردار ہیں جب وہ زمین پر تشریف لے آئیں تو یوں کہو! میں اسے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر شریر کے شر سے بے شک تمہارا یہ بیٹا حمید، ماجد کا بندہ احمد ہے جس کی زمین و آسمان والے حمد کرتے ہیں اور انجیل میں اس کا نام احمد ہے۔ قرآن میں اس کا نام محمد ہے۔ پس اس وجہ سے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام محمد رکھا۔ (۴۰)

ابو الربیع بن سالم اپنی سیرت میں کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے آپ کا نام اپنے ایک خواب کی وجہ سے محمد رکھا تھا۔ مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ چاندی کی ایک ایسی زنجیر ان کی پشت سے نکلی ہے جس کا ایک کنارہ آسمان میں اور ایک کنارہ زمین میں ہے۔ اور ایک کنارہ مشرق میں اور ایک کنارہ مغرب میں ہے۔ پھر وہ گویا کہ ایک ایسا درخت بن جاتی ہے جس کے ہر پتے پر ایک نہر ہے۔ پس مشرق و مغرب والے سب اس کے ساتھ معلق (لٹک جاتے ہیں) ہو جاتے ہیں۔ عبدالمطلب نے خواب لوگوں سے بیان کیا تو تعبیر بتانے والوں نے اس کی تعبیر بتائی کہ ان کی پشت سے ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کی مشرق و مغرب والے سب تابعداری کریں گے اور آسمان و زمین والے ان کی حمد و تعریف کریں گے۔ پس عبدالمطلب نے اسی لئے ان کا نام محمد رکھا اور یہ نام رکھنے کی ایک وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا وہ خواب بھی تھا جس کو انہوں نے عبدالمطلب سے بیان کیا تھا۔

ان احادیث کا تذکرہ جن میں بیان ہے کہ یہ اسم پاک ازل میں مکتوب

تھا اور انبیاء کرام کی مہروں، پتھروں حیوانات و نباتات میں منقوش تھا

اخبرنی ابو الفضل محمد بن عمر بن عمر بن حصین الوفائی

[حوالہ ۴۰ ایضاً ۱/۹۲]

بقراتی علیہ اخبارنا ابو الفرج الغزی، اخبارنا الحافظ قطب  
الدين عبد الکریم بن عبد النور الحلوی وغیرہ اخبارنا  
العز العرانی، اخبارنا ابو علی اسباعیل بن صالح الصفار، اخبارنا  
الحسن بن عرقہ، حدثنی عبداللہ بن ابراہیم الغفاری المدنی  
عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن سعید بن ابی سعید  
المقبری عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم لیلة عرج لی الی اسباء فما مررتُ بسباء الا وجدت اسبی  
فیہا مکتوباً محمد رسول اللہ (۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ جس رات مجھے آسمانوں کی بلندیوں میں لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی  
گزرا تو میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا پایا۔ محمد رسول اللہ  
امام بزار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حدثنا قنیة بن المرزبان حدثنا عبدالله بن ابراهيم هو  
الغفاری،

حدثنا عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابيه عن ابن عمر  
قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم  
لما عرج بی الی السباء ما مررت بسباء الا وجدت اسبی  
مکتوباً فیہا محمد رسول اللہ (۴۲)

[ (حوالہ ۴۱) یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ اس کی مثل حدیث تزیہ الشریفہ ۱/۳۵۱ میں الفاظ سے موجود ہے لیلة  
اسری بی رایت علی العرش مکتوباً لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ اس روایت کے متعلق ابن  
عراق نے فرمایا قتلی نے الدیباج میں نقل کیا ہے اور حدیث جعفر بن محمد بن ابیہ عن جدہ کا حصہ ہے۔ اس  
حدیث کی سند میں ابو بکر عبدالرحمان بن عفان اور محمد بن مجیب بن الصانع ہیں۔ ابن حجر نے فرمایا کہ عبدالرحمن  
متھم بالکذب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ]

[ (حوالہ ۴۲) حدیث ہمیں نہیں ملی ]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو میرا کسی آسمان سے گزر نہیں ہوا مگر اس میں میں نے اپنا نام (یوں) لکھا ہوا پایا محمد رسول اللہ

اور امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبرانی صغیر میں روایت کیا ہے کہ

حدثنا محمد بن داؤد بن اسلم الصدفی (المصری) حدثنا احمد بن سعید المدنی، والنہری، حدثنا عبداللہ بن اسعیل المدنی عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما آدم اذنب الذنب الذی اذنبہ، رفع رأسہ، الی العرش فقال اسئلك بحق محمد الاغفرت لی فاوحی اللہ الیہ ومن محمد؟ فقال تبارک اسمک لما خلقتنی رفعت الی عرشک فاذا فیہ مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلت انہ لیس احد اعظم عندک قدراً مما جعلت اسنہ مع اسمک فارحی اللہ الیہ یا آدم انہ آخر النبیین من ذریعتک، وان امتہ آخر الامم من ذویتک ولو لاه یا آدم ما خلقتک (۶۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا صدور ہوا تو انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھا کر دیکھنے کے بعد عرض کیا، یا اللہ میں بارگاہ میں بحق محمد درخواست کرتا ہوں کہ تو میری لغزش معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ محمد کون ہے؟

حضرت آدم نے عرض کی اے اللہ تو نے جب مجھے پیدا کیا تو میں نے سر اٹھا کر

[ (حوالہ ۴۳) الطبرانی الصغیر ۲/۸۲، پیشی نے الجمع ۱/۲۵۲ میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایسے راوی

بھی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا اور طبرانی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اوسط اور صغیر میں نقل کیا

[-ہے]



تیرے عرش پر نگاہ ڈالی تو اس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اسی سے میں نے جان لیا کہ آپ کی جناب میں ان سے زیادہ عظمت والا کوئی نہیں کہ جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی کی کہ اے آدم وہ تیری ذریت میں سے آخری نبی ہیں اور ان کی امت تیری اولاد میں سے آخری امت ہے۔

اے آدم! اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

(حضرت عمر سے صرف اسی اسناد کے ساتھ روایت کی جاتی ہے اور اس روایت

میں احمد بن سعید منفرد ہیں)

اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں صحیح قرار دیا

ہے اور فرمایا کہ اس روایت میں عبدالرحمن بن زید منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت فرمایا ہے۔

حدثنا ایقازی ابواحمد محمد بن احمد، حدثنا احمد بن

الحسن بن عبد الملك، حدثنا علی بن جبیل، حدثنا جریر عن

لیث عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم

ما فی الجنة شجرة علیها ورقة الامکتوباً علیها لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ (۴۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جنت کے ہر درخت کے پتے پتے پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

[حوالہ ۴۴) الحلیۃ میں مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔ ابن حبان کی کتاب المجرد ص ۱۱۶/۲ میں علی بن جمیل بن یزید

بن عبد اللہ الاقی کے ترجمہ کے تحت مذکور ہے کہ اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں علی بن جمیل

ایسی بن یونس اور جریر سے روایت کرتے ہوئے حدیثیں وضع کرتا ہے۔ اس کی حدیث کو لکھنا اور اسے روایت

کرنا کسی حال میں جائز نہیں اور حدیث مانی الجنت شجر الخ کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ یہ حدیث تنزیہ الشریعہ ۱/۳۵۰

میں ہے اور طبرانی کبیر کا حوالہ دیا ہے۔ اللالی المصنوعہ ۱/۱۶۵ تاریخ بغداد ۵/۴]

حلیۃ الاولیاء میں ابو نعیم فرماتے ہیں کہ لیث کی مجاہد سے مروی حدیث غریب ہے۔ اس میں علی بن جمیل الاتی جریر سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

امام بزار وغیرہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس خزانے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے اور پھر مشقت اٹھاتا ہے۔

اور مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو جہنم کا ذکر کرتا ہے اور پھر ہنستا ہے اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا ذکر کرتا اور پھر غفلت میں مبتلا رہتا ہے۔ (اود آخر میں) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (لکھا ہوا تھا)

امام بیہقی نے دلائل النبوة میں ہشام بن ابراہیم المخدومی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ بن جعفر بن ابی کثیر نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

کان تحتہ کنز الہما (۴۵) (اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا) کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھنے کے باوجود کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو روز قیامت کے حساب کا یقین رکھنے کے باوجود کیسے ہنستا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھنے کے باوجود کیسے غمگین ہوتا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کے زوال اور اہل دنیا کے ساتھ اس کے انقلابات کو دیکھنے کے باوجود اس سے کیسے مطمئن رہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

امام بیہقی نے جویر سے انہوں نے ضحاک بن زوال بن بسرہ سے انہوں نے حضرت علی سے اسی آیہ کریمہ کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ

[ (حوالہ ۴۷) البف ۸۲ ]

خزانہ ایک سونے کی تختی تھی جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

اخبرني ابو الفضل عبدالرحمن بن احمد القبصي اخبرنا محمد بن الحسن الفرسي اخبرنا الحافظ ابو الفتح اليعربى، اخبرنا ابو عبدالله محمد بن ابراهيم البقدي في الرابعة وابو عبدالله محمد بن عبد المؤمن بن الى الفتح قراءة قالا اخبرنا ابو البركات داؤد بن احمد بن محمد بن ملاعب اخبرنا ابو الفضل محمد بن عمر بن يوسف الادموي، اخبرنا ابو القاسم يوسف بن احمد بن محمد النهرواني، اخبرنا ابوسهل محمد بن عمر العسكري حدثنا ابو صالح سهل بن اسماعيل الموسوني، حدثنا ابو العباس عبدالله بن وهب الغزي، حدثنا محمد بن ابي السري العسقلاني حدثنا شيخ بن ابي خالد البصري، حدثنا حماد بن سلمة عن عمرو بن دينار عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كان نقش خاتم سليمان بن داؤد لا اله الا الله محمد رسول الله (۳۶)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی مہر کا نقش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔  
امام طبرانی نے کبیر میں روایت فرمایا ہے کہ

حدثنا ازهر بن ظفر البصري، حدثنا محمد بن مخلد الرعيني عن حميد بن محمد الحمصي عن ارطاة بن المنذر عن خالد بن معدان عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كان فص سليمان بن داؤد

[ (حوالہ ۳۶) یہ حدیث ہمیں نہیں ملی ]

سباویًا فالقی الیہ فوضعه فی خاتمه ان لا اله الا الله محمد

عبدی ورسولی (۴۷)

عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد علیہا السلام کی انگشتری کا نگینہ آسمانی تھا اور انہوں نے اس کو اپنی مہر میں رکھا تھا (جس میں لکھا ہوا تھا) ان لا اله الا الله محمد عبدی

ورسولی

### محمد نام رکھنے کی فضیلت

حفاظ حدیث فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اور ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس سے متعلق وارد تمام احادیث موضوع ہیں۔ ابوبکر نے اسی موضوع پر ایک جز مرتب کیا ہے لیکن اس جز کی تمام احادیث ساقط الاعتبار ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ محفوظ حدیث ابی امامہ ہے۔ ابن بکیر کہتے ہیں۔

حدثنا ابوالحسین حامد بن حباد بن المبارك بن عبدالله بن  
العسکری اخبرنا اسحاق بن سیار بن محمد ابويعقوب  
النصیبی، حدثنا حجاج بن المنهال، حدثنا حباد بن سلمة عن  
برد بن سنان عن مكحول عن أبي امامة الباهلي عن رسول  
الله صلى الله وسلم من ولد له مولود فسماه محمدا احب لي

وتبركا باسبي كان هو مولوده في الجنة (۴۸)

[ (حوالہ ۴۷) مجمع الزوائد ۵/۱۵۲ میں فرمایا کہ اس حدیث کو طبرانی نے بکیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند

میں محمد بن مخلد الرعینی ہیں جو بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ ]

[ (حوالہ ۴۸) سیوطی نے اللالی ۹/۵۵ میں حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مکحول علماء تابعین اور فقہاء

تابعین میں سے تھے۔ ایک سے زائد محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے

احتجاج کیا ہے اور امام بخاری نے الادب المفرد میں ان سے روایت کیا ہے۔ ابن معین اور نسائی نے ان کی

توثیق کی ہے اور ابن المدینی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ متین نہیں اور کبھی کہا وہ

صدوق مگر قدری ہیں۔ ابوزرعہ نے فرمایا کہ ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ]

ابو امامہ باہلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو پس وہ اس کا نام میری محبت کی زیادتی کے سبب اور میرے نام سے تبرک حاصل کرنے کی غرض سے محمد رکھے تو وہ اور اس کا بچہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔

اس سند پر کوئی اعتراض نہیں اگرچہ اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات میں نقل کیا ہے۔ لیکن ہمیں ان سے اس حدیث کو موضوع قرار دینے میں اتفاق نہیں جیسا کہ میں نے اس کی وضاحت مختصراً الموضوعات اور ”القول الحسن فی الذب عن السنن“ میں کر دی ہے۔

حدیث مسلسل بالمحمدین

(اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کی سند میں اول تا آخر ایسے افراد شامل ہیں

جن میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے)

اخبرنی الحافظ تقی الدین محمد بن محمد بن فہد مشافہة  
بالسجد الحرام اخبرنا قاضی الاقضية ابوالطاهر محمد بن  
يعقوب الشيرازي اللغوي حدثنا محمد بن محمد بن الاندلسي  
حدثنا محمد بن احمد التلمساني حدثنا قاضي الجباعة محمد  
بن احمد بن محمد بن محمد بن عبد الله الحسيني حدثنا  
محمد بن محمد بن الخضر، حدثنا محمد بن يوسف  
الدمشقي هو الحافظ زكي الدين البرزالي ح وانبأني عالياً بدر  
جتين ابراهيم المالكي عن محمد بن احمد البهد قال عن  
محمد بن رزين بن مشرق عن البرزالي، حدثنا محمد بن ابي  
الحسين الصوفي، حدثنا محمد بن عبد الله بن محمود الطائي،  
اخبرنا الحافظ ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد الدقاق  
حدثنا محمد بن علي الكراني، حدثنا الحافظ ابو عبد الله

محمد بن اسحاق بن محمد بن يحيى العبدى، حدثنا  
 ابو منصور محمد بن سعد البارودى حدثنا محمد بن عبد الله  
 الحضرمى، حدثنا ابوبكر محمد بن عبد الله بن المثنى،  
 حدثنا محمد بن بشر، حدثنا محمد بن عمرو، حدثنا محمد  
 بن سيرين عن ابى كثير مولى محمد بن جحش ويقال ان  
 اسبه محمد ايضاً عن محمد بن جحش عن محمد رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم انه مرفى السرق على رجال فخذاه  
 مكشوفتان فقال له غط فخذيك فان الفخذين عورة (۳۹)

محمد بن جحش رسول الله صلى الله عليه وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم بازار میں ایک ایسے شخص سے گزرے جس کی دونوں رانیں ننگی تھیں، آپ نے  
 اسے فرمایا اپنی رانوں کو ڈھانپ لو کیونکہ رانیں قابل ستر اعضاء ہیں۔  
 شیخ الاسلام ابو الفضل بن حجر نے فرمایا یہ عجیب التسلسل حدیث ہے۔ اس حدیث  
 کی سند میں سوائے محمد بن عمرو کے کوئی ایسا راوی نہیں جس کا حال قابل نظر ہو۔ محمد بن  
 عمرو کے دادا کا نام سہل ہے۔ محمد بن محمود کو یحیی القطان نے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن  
 حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ امام احمد اور ابن خزیمہ کے ہاں اس حدیث کے متابع  
 موجود ہیں اور امام بخاری نے اپنی صحیح اس حدیث کو تعلیقاً روایت کیا ہے۔

[ (حوالہ ۳۹) البخاری، فتح الباری، ۱/۲۷۶-۲۷۵- مسند امام احمد، ۱/۲۷۵- ترمذی، ۵/۱۱۱ ]

## (حرف الہمزہ)

احمد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ  
بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (۵۰)

اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا  
رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت  
سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

اسم محمد سے پہلے جو حدیث گزری اس میں ”أنا احمد“ کے کلمات موجود ہیں۔  
حضرت امام احمد بن حنبل نے حدیث روایت کی ہے کہ

حدثنا، عبدالرحمن، حدثنا زهير بن محمد بن عقيل عن  
محمد بن علي انه سمع علي بن أبي طالب يقول قال رسول  
الله صلى الله عليه وسلم أعطيت ما لم يعط احد من الانبياء  
قبلي فقلنا يا رسول الله ما هو؟ قال نصرت بالرعب واعطيت  
منا تيح الارض وسبيت احمد وجعل بي التراب طهورا وجعلت  
امتي خير الامم (۵۱)

حضرت محمد بن علی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[ (حوالہ ۵۰) القف: ۶ ]

[ (حوالہ ۵۱) مسند احمد ۱/۹۸ - احمد شاکر نے ۱۱۳/۲ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور یہ حدیث مجمع الزوائد  
۱/۲۶۰ اور ۲۶۱ میں ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے اس کی تعلیل کے بعد کہا یہ حدیث حسن ہے۔ ]

مجھے وہ کچھ عطا فرمایا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا رعب سے میری مدد کی گئی۔ مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنے والی بنائی گئی اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا گیا۔

حضرت امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ دلائل النبوة میں سھیل ابن ابی صالح کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وان موسیٰ لما نزلت علیہ التوراة وقرء ہا فوجد فیہا ذکر ہذہ الامۃ وقال یا رب! انی اجد فی اللواح انہ ہم الآخرون السابقون فاجعلہا امتی قال تلك امة احمد الحدیث (۵۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو تورات نازل فرمائی گئی اور انہوں نے جب اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا تذکرہ پا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے۔

اے میرے پروردگار میں تورات کی الواح میں ایک امت کو پاتا ہوں جو آخرون و سابقون ہے تو اس کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔

تابعہ کا ایک شخص الحرث (۵۳) الرایش (یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے حمیر کے بادشاہوں سے جنگ کی اور مال غنیمت حاصل کیا) نامی اپنے منظوم کلام میں کہتا ہے۔

ویملك بعدہم رجل عظیم نبی لا یرخص فی الحرام  
یسمی احمد یالیت انی اعمر بعد مخرجہ بعام

اور ان (حمیر کے بادشاہوں) کے بعد ایک عظیم شخصیت بادشاہ بنے گی وہ ایسا نبی

[ (حوالہ ۵۲) دلائل النبوة ص ۱۴ ]

[ (حوالہ ۵۳) الحرث الرایش کا تذکرہ دیکھنا ہو تو اکامل ۱/۱۶۷ کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۵۳: الشفاء

[۴۴۴/۱]



ہوگا جو حرام کی اجازت نہیں دے گا۔

ان کا نام احمد ہوگا۔ کاش کہ ان کی بعثت کے بعد مجھے ایک سال کی عمر مل جاتی۔  
حضرت شیخ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احمد فعل کی بجائے اسم تفضیل سے علم  
منقول ہے اور اسم تفضیل ایک شے کی دوسرے پر فضیلت بیان کرنے کے لئے آتا  
ہے۔

حضرت قاضی (۵۴) عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں احمد حمد سے فعل کے وزن پر  
مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس طرح کہ محمد کثرت حمد سے فعل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔  
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمد کرنے والوں میں سب سے بزرگ تر اور حمد کئے جانے  
والوں میں سب سے افضل ہیں۔ تمام لوگوں سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ اس لئے  
آپ احمد الحمدین بھی ہیں اور احمد الحامدین بھی ہیں اور قیامت کے روز لواء الحمد (حمد کا  
جھنڈا) آپ ہی کے پاس ہوگا تاکہ آپ کے حق میں کمال حمد کا اتمام اور تحقق ہو جائے۔  
اور عرصات (۵۵) محشر میں صفت حمد کے ساتھ مشہور ہو جائیں گے اور آپ کا رب اپنے  
وعدے کے مطابق آپ کو امت کی شفاعت کے لئے مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور  
مقام محمود میں اولین و آخرین آپ کی حمد کریں گے اور آپ پر وہ محامد کھول دیئے جائیں  
گے جو آپ کے سوا کسی کو نصیب نہ ہوں گے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین کی کتابوں  
میں آپ کی امت کو حامدین (حمد کرنے والے) کا لقب عطا فرمایا ہے اور آپ کو سورہ  
حمد (فاتحہ) کے ساتھ خاص فرمایا اور حمد سے آپ کے کئی نام مشتق فرمائے۔ ان میں  
سے آپ کا مشہور ترین اسم محمد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حمد سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ  
نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد خود فرمائی اور اپنی کتاب کا آغاز بھی حمد سے کیا اور  
جنتیوں اور جہنمیوں کے استقرار کا اختتام بھی حمد پر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[ (حوالہ ۵۵) عرصات را پر سکون اور فتحہ دونوں جائز ہیں۔ یہ عرصہ کی جمع ہے اور عرصہ ہر وسیع جگہ کو کہا جاتا ہے

اور یہاں میدان محشر مراد ہے۔ ]

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۵۱)۵  
 اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا سب خوبیاں اللہ کو جو  
 سارے جہاں کا رب ہے۔

اور حمد ہی کو اہل جنت کا آخری دعویٰ بنایا۔

وَالْآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۵۲)۵

اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں سر اہا اللہ جو رب ہے سارے جہاں کا  
 اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی مبارک زبانوں کے ذریعہ ہر نیک کام کا افتتاح حمد  
 ہی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا اور حمد سے خالی کام کو قلیل البرکت اور منقطع عن البرکت قرار  
 دیا۔

اور بہت سارے وہ فضائل جو اسم محمد میں بیان ہوئے وہ اسم احمد میں بھی پائے  
 جاتے ہیں کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہے۔

حافظ ابوبکر اسماعیلی اپنی معجم میں فرماتے ہیں کہ محمد و احمد دونوں ایک ہی اسم کی  
 طرف راجع ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ ہمیں احمد بن الولید الیسری نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ محمد بن  
 ناجیہ ان سے کہا کرتے تھے اے شیخ (احمد) میں تجھے محمد کہوں گا پھر فرماتے ہیں کیونکہ محمد  
 اور احمد ایک ہی ہیں۔

احمد نام رکھنے کی فضیلت میں ایک ناقابل اعتماد حدیث بھی وارد ہے۔ جس کو ابن  
 بکیر نے اپنی حزب میں انس ابن مالک سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ  
 ہیں۔

يُوقَفُ عَبْدَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ فَيَوْمَرُ بِهِمَا إِلَى الْجَنَّةِ فَيَقُولَانِ رَبَّنَا  
 وَبِهَا اسْتَأْهَلْنَا الْجَنَّةَ وَلَمْ نَعْمَلْ عَمَلًا يَجَازِينَا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ

[ (حوالہ ۵۶) الزمر ۷۵ ]

[ (حوالہ ۵۷) یونس: ۱۰ ]

عبدی ادخلا الجنة فانی الیت علی نفسی ان لا یدخل النار من

اسہ احد ولا محمد (۵۸)

(قیامت کے دن) دو بندے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر کئے جائیں گے ان دونوں کو جنت میں داخل کئے جانے کا حکم دیا جائے گا وہ دونوں عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب کس وجہ سے تو نے ہمیں جنت کا مستحق قرار دیا حالانکہ ہم نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی جزاء میں ہمیں جنت ملے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندو! جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میں نے اپنی ذات سے یہ معاہدہ یمین کیا ہوا ہے کہ جہنم میں ہر وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا نام احمد یا محمد ہے۔

یہ حدیث ضعیف بلکہ باطل ہے جیسا کہ زہمی نے فرمایا ہے۔

اس حدیث میں یہ ضعف احمد ابن عبداللہ الزراع (۵۹) کی وجہ سے آیا ہے کہ وہ کذاب ہے اور اس کا شیخ صدقہ بن موسیٰ ہے۔

فائدہ

احمد عربی لغت میں علمیت اور وزن فعل کی بناء پر غیر متصوف ہے۔ اس لئے اس پر تنوین اور کسرہ نہیں آسکتے۔ کسی شاعر نے لفظ احمد کے بارے میں پہلی بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

دراکعة فی ظل غصن متوطة

بلؤلؤة ينطت بمنقار طائر

ایسی ٹہنی کے سایہ میں رکوع کرنے والی جس کے ساتھ موتی لٹکایا ہوا جو پرندے کی چونچ کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔

رکوع کرنے والی سے مراد اور وہ ٹہنی جس کے زیر سایہ رکوع کر رہی ہے۔ اس سے مراد حرف الف ہے اور موتی سے مراد صرف میم ہے۔ اور پرندے کی چونچ سے مراد صرف حا ہے۔

[حوالہ ۵۸) تنزیہ الشریعة ۱/۱۷۳]

[حوالہ ۵۹) ذہمی کہتے ہیں الزراع کذاب ہے دیکھے اللالی المصنوعة ۱/۵۵]

## خاتمہ

یہ بات مقدمہ کتاب میں گزر چکی ہے۔ دنیا کی تخلیق کے وقت سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل تک کسی کا نام احمد نہیں رکھا گیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کسی دوسرے کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔ آپ کے بعد سب سے پہلے جس کا نام احمد رکھا گیا بقول ابوبکر ابن حیثمہ کے وہ عربی لغت و عروض کے ماہر خلیل ابن احمد کا باپ ہے۔

حافظ ابوالفضل عراقی کہتے ہیں کہ ابوبکر ابن حیثمہ کے اس قول پر اعتراض کیا گیا ہے کہ ابوالسفر سعید بن احمد کا باپ خلیل بن احمد کے باپ سے پہلے گزرا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ابوالسفر سعید کے باپ کا نام احمد رکھا گیا ہے نہ کہ خلیل کے باپ کا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اکثر اہل علم نے ابوالسفر سعید کے باپ کا نام یحمد (یا کے ساتھ) بتایا ہے۔  
امام احمد اور ابن معین اس کے قائل ہیں۔

## أجیر

اس اسم مبارک کو حافظ ابوالعباس العزنی رحمۃ اللہ علیہ نے حرف جیم کے ساتھ اپنی مولد میں بیان کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بعض آسمانی صحائف میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اجیر ہے کیونکہ آپ اپنی امت کو جہنم سے بچائیں گے۔ میرے علم کے مطابق عزنی کے علاوہ دوسرے کسی شخص نے اس اسم کا تذکرہ نہیں کیا۔ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ کہیں یہ اسم اس کے بعد آنے والے اسم (احید) کی تصحیف نہ ہو۔

## احید

اس اسم پاک کا تذکرہ قاضی عیاض نے شفاء (۶۰) میں کیا ہے۔

[ (حوالہ ۶۰) الشفاء ۱/۳۵۶ ]

وہ کہتے ہیں تو رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احد نام تھا۔

اس پر مزید کوئی بات نہیں فرمائی۔

ہمارے شیخ امام ششمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اسم کا ضبط بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمزہ مضموم ہے اور حاء مہملہ ساکن ہے اور یا پر فتح اور کسرہ دونوں آسکتے ہیں اور آخر میں وال مہملہ ہے۔

ابن عدی نے کامل میں کہا۔

اخبرنا الخضر بن احمد بن امیہ الحرانی، حدثنا محمد بن

الفرح بن السکن، حدثنا اسحاق بن بشر الخراسانی، حدثنا

ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم اسمی فی القرآن محمد وفی الانجیل احمد وفی

التوراة احد وانما سبیت احد لانی احد امتی عن نار جہنم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں میرا نام محمد اور انجیل میں احمد اور تورات میں احد ہے اور

میرا احد نام اس لئے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو جہنم سے بچاتا ہوں۔

اس حدیث کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے۔

یہ تفسیر اس ضبط کے موافق ہے جو میں نے بعض نسخوں میں دیکھا ہے کہ حا کا کسرہ

اور ہمزہ فتح اور ضمہ دونوں کے ساتھ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حادی حید سے ہوگا اور حاد عن

اشی کا معنی ہے مال عنہ (یعنی ایک شے کو دوسری شے سے ہٹانا)

لہذا حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے دور ہٹاتا

ہوں۔ قاضی ابوالحسن الماوردی الشافعی نے یہ معنی اپنی تفسیر کے اوائل بیان کیا ہے اور

اس کا ضبط بیان کرتے ہوئے کہا کہ الف پر ضمہ اور فتح دونوں آسکتے ہیں اور حاکم سور

ہے۔

## احاد

ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نام پاک کا تذکرہ کیا ہے۔ اور کہا کہ یہ اسم پاک تورات کے دفتر خامس میں وارد تھا۔

حا اور دال کے درمیان الف نہیں البتہ حا کی تھخیم (پر کر کے پڑھی جاتی ہے) کی جاتی ہے اور علماء نے اس نام کی تفسیر واحد سے کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں واحد کا معنی صحیح ہونے کی درج ذیل وجوہ ہیں۔

۱- آپ واحد اس معنی میں ہیں کہ آپ انبیاء کرام میں سب سے آخر تشریف لانے والے اور ان کے لئے خاتم ہیں۔ اس معنی میں آپ واحد ہیں۔ انبیاء میں سے کوئی دوسرا اس معنی میں آپ کا شریک نہیں۔

۲- آپ اپنے سوا سب پر سردار ہونے میں واحد ہیں۔

۳- آپ اپنی شریعت کے ذریعے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے میں واحد ہیں۔

۴- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سارے ایسے خصائص میں واحد ہیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کا تعلق احکام دین سے ہے اور کچھ کا تعلق امور رفیعہ سے ہے مثلاً شفاعت عامہ، حوض کوثر، مقام محمود وغیرہ۔ مصنف فرماتے ہیں۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں واحد کا معنی ہے وہ ذات جو نہ منقسم ہو سکے نہ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک ہے۔

عربی لغت میں احاد ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ واحد سے معدول اسم عدد ہے اور یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں منع صرف کے اسباب میں سے عدل پایا گیا ہے۔ (عدل منع صرف کے اسباب میں سے دو کے قائم مقام ہوتا ہے) اور ثناء ثلاث رابع اور عشار

بھی معدول اسم عدد ہیں۔ کلام عرب میں ان اعداد کے علاوہ کوئی عدد سماعی طور پر معدول نہیں پایا جاتا البتہ کوفیوں نے خماس، سراس، سباع، ثمان اور تساع کو بھی قیاسی طور پر جائز قرار دیا ہے۔

اور یہ کوئی بعید امر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تورات میں موجود نام یہی عربی معدول نام ہو کر احاد واحد واحد مکرر سے معدول ہے۔ وجہ عدل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم متعدد امور میں واحد ہیں۔ اس لئے واحد واحد سے احاد کی طرف عدول کیا گیا تا کہ احاد اختصار کے ساتھ ان سب امور پر دلالت کرے۔

العدل علم نحو کی اصطلاح میں لفظ کو مکرر نہ لایا جانے کو کہا جاتا ہے۔ فتا مل

## اخوماخ

اس اسم کو عزنی نے بیان کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسم گرامی میت کے صحیفوں میں تھا اور اس کا معنی صحیح الاسلام ہے۔

## الاتقی

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے بیان کیا ہے اور اس کو انہوں نے مسلم میں مروی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اخذ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد علمتم أنى اتقاكم لله وابر كم واصلدكم حدیثاً (۶۱)

تم جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سے زیادہ نیکی کرنے والا اور تم سے زیادہ سچ بولنے والا ہوں۔ امام احمد فرماتے ہیں۔

حدثنا عبدالرزاق، اخبرنا ابن جریح، اخبرنى زيد بن اسلم

عن عطار بن يسار عن رجل عن الانصار انه قبل امرأته على

[حوالہ ۶۱) صحیح مسلم: کتاب الحج باب ۱۷ حدیث: ۱۳۱-۲/۸۸۳]

مهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو صائم، فائر امر آتہ  
 فسألت النبي صلى الله عليه وسلم، فقال ان رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم يرخص له في اشياء فقال انا اتقاكم لله  
 واعلمكم بحدود الله (۶۲)

عطا ابن یسار نے ایک انصاری مرد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا تو انہوں  
 نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم دریافت کرے۔  
 پس اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھ لیا۔ تو اس شخص نے کہا  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بہت ساری اشیاء میں رخصت عطا فرمائی گئی ہے۔  
 (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا) تو فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے  
 والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ کی حدود کو جاننے والا ہوں۔

الاتقی یقی یتقی قضی یقضی کی مثل سے اسم تفضیل ہے۔  
 اوس نے کہا کہ ایک ایڑی کے بل بچنے اور دوڑنے کو تقی کہا جاتا ہے۔  
 اور کسی نے کہا ہے۔

ولا اتقی الغیورا اذا رانی  
 (غیور آدمی جب مجھے دیکھ لے تو میں اس سے بچ نہیں سکتا)  
 اور کہا

تقی اللہ فینا والکتاب الذی یتلو

اللہ سے ڈرنے والا ہم میں موجود ہے اور وہ کتاب بھی موجود ہے جسے تلاوت کرتا  
 ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ اتقی تقی یتقی کا اسم تفضیل ہے اور تقی یتقی کلام عرب  
 میں مستعمل ہے)

اور یہ اتقی یتقی کا اسم تفضیل نہیں کیونکہ اگر اس سے اسم تفضیل بنایا جائے تو اس

[ (حوالہ ۶۱) مسند امام احمد ۵/۴۳۳ ]



میں دو ہمزے جمع ہو جائیں گے۔ ایک اصل مادے کا دوسرا اسم تفصیل کا پھر اس میں ایک ہمزہ حذف کر کے تخفیف حاصل کی جائے گی تو تین حرف باقی رہ جائیں گے حالانکہ سہ حرفی کلمہ سے اسم تفصیل سہ حرفی نہیں بنایا جاتا۔  
(یعنی ثلاثی مزید فیہ سے اسم تفصیل نہیں بنایا جاتا)

الصباح میں ہے۔ اتقی، المتقی، التقی، التقویٰ ایک ہی ہیں۔ التقویٰ کا واؤ یا سے بدلا ہوا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اتقیبت اس میں تا واؤ سے بدلی ہے کیونکہ یہ وقیت سے بنا ہے۔ لغت میں اصل تقویٰ قلت کلام کو کہا جاتا ہے۔ اس کو ابن فارس نے نقل کیا ہے۔

حقیقت تقویٰ میں اختلاف ہے۔ عبد ابن حمید کہتے ہیں۔

حدثنا هشام بن القاسم، حدثنا ابو عقيل الثقفي عن عبد الله بن يزيد عن ربيعة بن يزيد وعطية بن قيس عن عطية السعدی وكان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى يدع ما لا بأس به حذراً لما به البأس (۶۳)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ متقیوں کا درجہ نہیں پاسکتا جب تک وہ مباح کو حرام کے ڈر سے ترک نہ کرے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور امام ابن ماجہ نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔

یہ ایک مختصر اور جامع حدیث ہے جو شبہات اور مشکوک امور سے بھی بچنے کی ہدایت کر رہی ہے۔ حرام تو بہت دور کی بات ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں سہیل ابن ابی صالح سے اور انہوں نے اپنے

[ (حوالہ ۶۳) ابن ماجہ ۲/۱۴۰۹ - حدیث: ۴۲۱۵، ابن کثیر ۱/۶۲ بحوالہ ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث

حسن غریب ہے اور ترمذی میں حدیث نمبر ۲۳۵۱ ہے۔ ]

باپ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ”ما التقویٰ؟“ تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے ان سے فرمایا۔

اخذت طریق ذاشوک؟ کیا تو خاردار رستے پر چلا ہے؟

وہ عرض کرنے لگا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم کیسے چلے؟ تو وہ کہنے لگا کہ جب میں نے کانٹا دیکھا تو دوسری طرف ہٹا یا اس سے آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ گیا (یعنی میں دامن بچا بچا کر بڑی احتیاط کے ساتھ چلا) تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذلك التقویٰ (یہی تقویٰ ہے) چنانچہ (۶۵) المعترز اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

خل الذنوب صغیرھا      و کبیرھا ذالک التقیٰ

واضع کماش فوق      ارض الشوک یحذر ما یری

لا تحقرن صغیرةً      ان الجبال من الحصىٰ

۱- چھوٹے بڑے سب گناہوں سے اجتناب کر لو یہی تقویٰ ہے۔

۲- وہی روش اختیار کرو جو خاردار زمین پر چلنے والا دکھائی دینے والے کانٹوں سے ڈرتے ہوئے کرتا ہے۔

۳- چھوٹے سے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھنا کیونکہ پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں اور ذرات سے ملکر بنے ہیں۔

ابو عقیف جو کہ حضرت معاذ ابن جبل کے اصحاب میں سے ہیں ان سے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت معاذ ابن جبل کا یہ قول نقل کیا ہے۔

تحبس الناس یوم القیامة فی بقیع واحد فینادی مناد این

المتقون؟ فیقومون فی کنف من الرحمن لا یحتجب اللہ

[ (حوالہ ۶۵) ابن المعترز سے مراد عبداللہ ابن المعترز باللہ محمد بن المتوکل جعفر بن المعصم بن الرشید ہارون العباسی

البغدادی (ابو العباس) ہیں جو ادیب اور شاعر تھے۔ ان کی ولادت سن ۲۲۷ھ میں ہوئی اور بعض روایات کے

مطابق ۲۲۹ھ میں ہوئی اور وفات ۲۹۶ھ میں ہوئی۔ (دیکھئے معجم المؤلفین) ۶/۱۹۳ ]

عنہم ولا یستسرقلت من المتقون قال قوم اتقوا الشرك وعبادة

الآوثان واخلصوا اللہ العبادۃ فیہرون الی الجنة (۶۶)

قیامت کے دن لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں روکا جائے گا۔

اسی اثناء میں ایک پکارنے والا پکارے گا۔ متقی لوگ کہاں ہیں؟ تو متقی لوگ رحمن

سے ایک جانب کو کھڑے ہو جائیں گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے نہ حجاب میں ہوگا اور

نہ پوشیدہ۔

ابو عقیف کہتے ہیں میں نے حضرت معاذ سے عرض کیا کہ متقی کون لوگ ہیں؟

انہوں نے فرمایا متقی وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک اور بتوں کی عبادت سے اجتناب کیا

اور عبادت اللہ کے لئے خالص کی۔ پس وہ لوگ جنت کی جانب گزریں گے۔

یحییٰ نے طارق ابن حبیب سے روایت کیا ہے کہ بکر ابن عبداللہ نے طارق ابن

حبیب سے عرض کیا کہ آپ ہمیں مختصر سے کلام میں تقویٰ کی جامع تعریف بیان کریں

تا کہ ہم اس کو آگے باسانی روایت کر سکیں۔ اس پر طارق نے فرمایا۔

التقویٰ أن تعمل بطاعة الله رجاء رحمة الله على نور من الله

وأن تترك معیصۃ الله فحافة عذاب الله على نور من الله

تمہارا اللہ کی اطاعت پر اللہ کی رحمت کی امید کرتے ہوئے اللہ کی جانب سے

آئے ہوئے نور کی ہدایت کے مطابق عمل کرنا اور تمہارا اللہ کی نافرمانی کو اللہ کے عذاب

کے ڈر سے اللہ کی جانب سے آئے ہوئے نور کی ہدایت کے مطابق ترک کرنا تقویٰ

ہے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت میمون بن مهران سے نقل کیا کہ انہوں نے

فرمایا آدمی متقیوں کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ اپنی ذات کا اپنے

شریک (حصہ دار) کے محاسبہ سے زیادہ سخت محاسبہ نہ کرے یہاں تک کہ اس کے علم میں

ہو اس کا کھانا کہاں سے آیا۔ اس کا پینا کہاں سے آیا۔ اس کا لباس کہاں سے آیا؟ کیا یہ

[حوالہ ۶۶) ابن کثیر ۱/۶۲]

چیزیں اس کے پاس حلال سے آئی ہیں یا حرام سے۔

اس کو امام ترمذی نے اپنی (۶۷) جامع میں میمون سے روایت کیا ہے۔

جب تم نے تقویٰ کے یہ تمام معانی معلوم کر لئے تو سمجھ لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ تمام معانی کے اعتبار سے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھنے والے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کا بیان کردہ معنی محنت و پرہیز ہے تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا طویل قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں قدم مبارک متورم ہو جاتے اور آپ فرماتے

لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلاً ولبئكم كثيراً (۶۸)

جو کچھ میں جانتا ہوں تم جانتے تو ضرور تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر بادل دیکھتے تو بے چین ہو کر گھومنے لگتے اور فرماتے۔

أخشى أن يكون كما قال الله تعالى لقوم قالوا

”هَذَا عَارِضٌ مُّبْتَدِرٌ نَا بَلٌ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ“

میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ بادل اس طرح کے نہ ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو فرمایا تھا جس نے بادل دیکھ کر کہا تھا (یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی کثرت سے روزے رکھتے حتیٰ کہ لوگ کہتے آپ افطار نہیں فرمائیں گے اور آپ جب نماز ادا فرماتے تو آپ کے شکم مبارک سے رونے کی وجہ سے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز کی طرح آواز سنائی دیتی تھی اور آپ فرماتے تھے۔

[ (حوالہ ۶۷) الترمذی حدیث: ۲۲۵۹ ]

[ (حوالہ ۶۸) بخاری ۲/۴۳، ۷/۴۵ و ۸/۱۲۷، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰ ]

انى استغفر الله فى اليوم مائة مرة (۷۰)

میں اللہ سے دن میں سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں۔

یہ آپ کا تقویٰ تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم بنایا تھا۔

حضرت ابن عباس، معاذ، سعید اور بکر کے بیان کئے ہوئے معانی کے اعتبار سے آپ کا اتقی ہونا ہر مسلمان پر واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ ہیں اور آیت کریمہ میں بیان ہونے والے معنی کے اعتبار سے آپ کا اتقی ہونا بدیع ہے کیونکہ ان معانی میں عدل پایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت عدل کو کون نہیں جانتا۔ آپ کی صفت عدل کا بیان آپ کے اسم العدل، الاحسان اور ایتاء ذلی القربی کے تحت عنقریب آئے گا اور عنقریب الاجود اور ترک الفحشاء والمنکر والبغی کے تحت بھی اس کا بیان آئے گا کہ آپ ان امور سے معصوم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیان کردہ معنی تو واضح ہے۔ اس اعتبار سے آپ کا اتقی ہونا بھی کسی پر مخفی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہونے کے باوجود فرماتے ہیں۔

ولا تفضلونى على يونس بن متى (۷۱)

مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔

اس کی پوری تفصیل عنقریب آپ کے اسم سید ولد آدم کے تحت آئے گی۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

لا تنسنا يا اخى فى دعائك (۷۲)

اے میرے بھائی، ہمیں اپنی دعا میں فراموش نہ کرنا۔

[ (حوالہ ۷۰) فتح الباری ۱۱/۱۰۱/۹، ۶۲۸، البیہقی ۷/۲۲، الشفاء ۱/۲۸۸، مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء

للسیوطی ص ۲۶ ]

[ (حوالہ ۷۱) بخاری، فتح الباری ۶/۴۵۰، مسلم: ۳/۱۸۳۶، کتاب الفصائل: حدیث ۱۵۹ ]

[ (حوالہ ۷۲) ابوداؤدخ و تریاب: ۳۳، بیہقی: ۵/۲۵۱، عمل الیوم واللیۃ لابن السنی: ۳۷۹ ]

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

أنت منی وأنا منک (۷۳)

اور حضرت جابر سے فرمایا۔

أشبهت خلقتی وخلقی (۷۴)

(تم میری سیرت و صورت کے مشابہ ہو)

اور حضرت زید سے فرمایا۔

أنت أخونا ومولانا (۷۵)

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی ہیبت سے اس پر گھبراہٹ طاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔

هون عليك فانی لست بملك وانبا انا ابن امرأة من قریش

كانت تأكل القدير (۷۶)

کوئی پرواہ نہ کر میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش کی اس خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت تناول فرمایا کرتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوموا لی کما تقوم الاعاجم يعظم بعضها بعضا (۷۷)

[ (حوالہ ۷۳) بخاری: ۳/۲۲۲، ۵، ..... ۱۸، ۲۲، الحق: ۶/۸ ]

[ (حوالہ ۷۴) بخاری: ۳/۲۲۲، ۵، ۲۳، حدیث: ۳۷۶۵ ]

[ (حوالہ ۷۵) بخاری: ۳/۲۲۲، ۵، ۲۹، ۱۸۰، فتح الباری: ۵/۳۰۴، ۷/۳۹۹ ]

[ (حوالہ ۷۶) مستدرک الحاکم: ۲/۳۶۶، مجمع الزوائد: ۹/۲۰، بیہقی نے الطبرانی الاوسط کا حوالہ دیا اور کاہ کہ امام

طبرانی نے فرمایا کہ اس کی سند میں ایسے رواۃ ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ تاریخ بغداد: ۶/۲۷۷ ]

[ (حوالہ ۷۷) مسند امام احمد: ۵/۲۵۳، الترهیب وترغیب: ۳/۳۳۱، فتح الباری: ۱۱/۴۹، مشکوٰۃ حدیث: ۴۷۰۰ ]

منذری نے فرمایا اس کی اسناد میں ابو غالب ہے اور اس کا نام حذور ہے اور اسے نافع بھی کہا جاتا ہے اور سعید بن الحذور بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق طویل بحث کی گئی ہے۔ غالب تو شیق ہی ہے۔ ترمذی وغیرہ اس کی

مروی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ]

”میرے لئے اس طرح قیام نہ کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔“

ان کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول مشہور احادیث ہیں۔ اور دارانی کے بیان کردہ معنی کے اعتبار سے آپ کے اتقی ہونے کا تذکرہ آپ کے اسم زاہد کے تحت عنقریب آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

یا ایہا النبی اتق اللہ (۷۸)

تو اس سے اللہ نے آپ کو تقویٰ پر دوام اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یا ایہا الذین امنوا امنوا (۷۹)

یعنی اے ایمان والو ایمان پر دوام اختیار کرو۔

### الابر

اس اسم مبارک کو حضرت ابن دحیہ نے حدیث سابق سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔ یہ بردت فلانا (بالکسرة) ابرہ برا سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اس سے اسم فاعل کا صیغہ بر اور بار بمعنی محسن آتا ہے۔

بر ہر خیر و بھلائی کے لئے جامع کلمہ ہے اور بر کا اطلاق صدق پر بھی کیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

لا یزال الرجل یصدق حتی یکتب عند اللہ صادقاً ولا یزال

الرجل یکذب حتی یکتب عند اللہ کاذباً (۸۰)

[حوالہ ۷۸ (الاحزاب: ۱)]

[حوالہ ۷۹ (النساء: ۱۳۶)]

[حوالہ ۸۰ (بخاری: فتح الباری: ۱۰/۵۰۷، مسلم: باب البر والصلۃ حدیث: ۱۰۵، ترمذی حدیث: ۱۹۷۱،

ابوداؤد، الادب، باب ۸۷، مسند احمد: ۱/۳۸۳ و ۳۳۲]

انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے ہاں اس کو صادق لکھا جاتا ہے اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اس کو کاذب لکھا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے ”صَدَقَ وَبَرَّ وَكَذَبَ وَخَجَرَ“ البر کی جمع ابرار، بار اور برۃ آتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابر الناس اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک میں تمام خصال جمیلہ اور اوصاف حمیدہ جمع فرمادیئے ہیں جو مخلوق میں سے کسی دوسرے میں مجتمع نہیں۔

ابوعلی الخاتمی فرماتے ہیں عرب شعراء کے کلام میں سب سے زیادہ سچا شعر ابوایاس الدولی کا وہ شعر ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے۔

وما حملت من ناقة فوق رحلها ابر و اوفی ذمة من محمد  
کسی ناقہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی صادق اور آپ سے زیادہ کسی محسن اور آپ سے زیادہ کسی عہد کو پورا کرنے والے شخص کو اپنے کجاوے میں سوار نہیں کیا۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے حسنیٰ میں سے ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں بر کا معنی محسن، صادق الوعد اور خالق البر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دونوں معنوں کے اعتبار سے بر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت احسان کا بیان آپ کے بہت سارے اسماء کے تحت آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان ابر البر ان یصل الرجل اهل و دابیه  
زیادہ محسن وہ شخص ہے جو اپنے باپ کے احباب اور دوستوں سے اچھا تعلق رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی دلیل وہ حدیث ہے



جسے امام احمد رحمہ اللہ نے ابن بریدہ کے واسطے سے ان کے باپ بریدہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ راستے میں ایک جگہ آپ نے پڑاؤ ڈالا اور ہماری تعداد تقریباً ایک ہزار سواروں کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت طلب کی تھی مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اس لئے میری آنکھیں اپنی ماں کی محبت میں رو رہی ہیں۔ اور آپ کا اپنے چچا ابوطالب سے حسن سلوک کی دلیل شیخین کی وہ حدیث ہے جسے انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوطالب آپ کی حفاظت اور آپ کی نصرت و مدد کرتے تھے تو کیا ان کے اس عمل نے ان کو نفع دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے ان کو جہنم کی سختیوں میں پایا تو انہیں وہاں سے نکال کر جہنم کے بالائی حصہ تک پہنچا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اولاد سے حسن سلوک سے متعلق امام بخاری وغیرہ نے مسور بن مخرمہ سے روایت فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا جس پر اس کے خاندان نے حضرت علی سے نکاح کا وعدہ کر لیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ آپ کی قوم کہہ رہی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی خاطر ناراض نہیں ہوتے حالانکہ علی نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمانے لگے۔

انہا فاطمة بضعة منی وانی اکرہ أن تفنوها (۸۴)

فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے اور تمہارا اس کو آزمائش میں ڈالنا مجھے پسند نہیں۔

اور عاصی ابن ربیع نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کثرت سے ثناء کی اور اس کے بعد فرمایا اللہ کے نبی کی صاحبزادی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کو (نکاح میں) یکجا نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر حضرت علی نے ارادہ نکاح ترک کر دیا۔

اخبرنی شیخنا الامام الشہنی قرأۃ اخبرنا عبداللہ بن علی،

اخبرنا ابوالحرم اخر مؤنسة عن ام هانی بنت احمد اخبرنا

فاطمة بنت عبداللہ اخبرنا ابوبکر بن ربدۃ اخبرنا الطبرانی

فی الصغیر حدثنا علی بن عمرو بن تیمم بن زید بن ہال بن

ابی ہالۃ عصر حدثنی ابی محمد عن ابیہ عمرو عن ابیہ تیمم

عن ابیہ زید عن ابیہ ہالۃ انه دخل علی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم وهو راقد فاستيقظ فضم ہالۃ الی صدرہ ہالۃ ہالۃ

كانہ سربہ لقرابتہ من خدیجۃ (۸۵)

حضرت زید اپنے باپ ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ آرام فرما رہے تھے (تھوڑی دیر بعد) آپ بیدار ہوئے اور ہالہ کو اپنے سینہ اقدس کے ساتھ لگا کر فرمانے لگے، ہالہ ہالہ گویا کہ آپ حضرت ہالہ کی حضرت خدیجہ سے قرابت و رشتہ داری کی بناء پر ان سے اپنی خوشی و مسرت کا اظہار فرما رہے تھے۔

طبرانی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو اسی شیخ (علی ابن عمرو) سے ہی لکھا

[ (حوالہ ۸۴) مسلم فضائل صحابہ: باب: ۱۵: حدیث ۹۴ مسند امام احمد: ۳/۳۲۶، حلیۃ الاولیاء: ۲/۴۰ ]

[ (حوالہ ۸۵) طبرانی صغیر: ۱/۱۹۵، مجمع الزوائد: ۹/۳۷۷، بیہقی نے طبرانی کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے صغیر

میں نقل کرنے کے بعد فرمایا اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کی مجھے معرفت نہیں، فتح الباری: ۷/۱۴۰،

مستدرک الحاکم: ۳/۶۴۰ ]

ہے اور وہ شیخ اہل فضل میں سے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ کی مروی حدیث نقل کرنے کے بعد اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر مجھے اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آیا کاش کہ میری ان سے ملاقات ہوئی ہوتی اور میرے اس رشک کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کثرت سے تذکرہ فرماتے تھے اگر کوئی بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو تلاش کر کے انہیں گوشت کا ہدیہ ارسال فرماتے۔

## الابيض الاغر

پہلا (الابيض) نام مبارک میں نے حضرت ابوطالب کے اس شعر سے اخذ کیا ہے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے۔

وابيض يستسقى انعام بوجهه شبال الينامى عصبة للارامل  
وہ گورے رنگ والے کہ ان کے چہرہ انور کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔  
تیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہباں اور دوسرا نام (الاجر) حضرت حبان کے اس شعر سے اخذ کیا ہے۔ جو مقدمہ کتاب میں گزرا۔

اغر عليه للبنوة خاتم ..... من الله من نور يلوح ويشهد  
ان دونوں ناموں کا معنی ایک ہی ہے۔ یعنی خوبصورت چہرے اور بارونق و حسین رخسار والے۔

حسین و بے عیب رخسار والی شخصیت کو عربی میں رجل ابيض، امرأة بيضاء کہا جاتا ہے۔

الاجر اصل میں اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی پیشانی میں سفیدی ہو۔

الاصدق

اس اسم پاک کو حضرت ابن دحیہ نے حدیث سابق سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔  
وہ کہتے ہیں اصدق ثبوت مبالغہ کے لئے افعل کے وزن پر اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔  
اصل لغت میں صدق کا اطلاق قوت پر ہوتا ہے۔

رح صدق اس نیزے کو کہا جاتا ہے جو زخم پہنچانے کی خوب قوت اور نشانے میں  
اچھی طرح پیوست ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کوئی قوی ہے اور نہ ہی آپ سے زیادہ کوئی حق  
پر ثابت قدم، آپ سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ حق پر ثابت قدم ہیں۔ اس  
لئے آپ کا نام اصدق ہے۔

امام ترمذی شمائل میں فرماتے ہیں:

حدثنا ابو جعفر محمد بن الحسين واحمد بن عبدة الضبي  
وعلى بن حجر قالوا حدثنا عيسى بن يونس، حدثنا عمر بن  
عبدالله مولی غفرة، حدثنا ابراهيم بن محمد بن ولد علي بن  
ابي طالب قال كان علي بن ابي طالب اذا وصف النبي صلى الله  
عليه وسلم قال اصدق الناس لهجة

ابراہیم بن محمد جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا  
کہ حضرت علی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے تو کہتے۔

هو اصدق الناس لهجة

کہ آپ سب لوگوں سے زیادہ زبان کے سچے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور امام حاکم نے عمرو بن شعیب کے واسطے سے نقل کیا  
ہے کہ ان کے دادا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی زبان  
مبارک سے بہت ساری چیزیں (باتیں) سنتا ہوں۔ پس میں انہیں لکھ لوں تو حضور نے

فرمایا ہاں ( لکھ لو) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ورضا (دونوں حالتوں) میں لکھوں؟ تو آپ نے فرمایا۔

نعم فانی لا اقول فیہا الاحقا (۸۶)

ہاں لکھ لو ( کیونکہ) میں دونوں حالتوں میں حق ہی بولتا ہوں۔  
صحیحین کی قصہ ہرقل میں وارد حدیث میں ہے کہ ہرقل نے کہا

هل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما قال قال سفیان لا (۸۷)  
کیا تم ان کے دعویٰ نبوت سے قبل ان پر جھوٹ کی تہمت لگایا کرتے تھے؟ سفیان نے کہا نہیں۔

یہ اسم مبارک بھی اللہ تعالیٰ کے ان اسماء حسنیٰ میں سے ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (النساء: ۱۲۲)  
اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

## الاحسن

اس نام مبارک کا تذکرہ حضرت ابو حفص نفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کیا ہے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو لائے ہیں۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ (۸۸)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔

امام عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں معمر سے اور انہوں نے حسن بصری سے نقل کیا

[ (حوالہ ۸۶) مسند احمد: ۲/۱۶۲، فتح الباری: ۱/۲۰۷، المستدرک: ۱/۱۰۶، الداری: ۱/۱۲۵ ]

[ (حوالہ ۸۷) البخاری، فتح الباری: ۱/۳۱ ]

[ (حوالہ ۸۸) حم سجدہ ۳۳ ]

ہے کہ حسن بھری نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اور اس کے بعد فرمایا۔

هذا حبيب الله هذا ولي الله هذا صفوة الله هذا خيرة الله،  
هذا احب اهل الارض الى الله اجاب الله في دعوته ودعا  
الناس الى ما اجاب الله فيه من دعوته وعمل صالحا في  
اجابته وقال وانني من المسلمين (۸۹)

یہ اللہ کے حبیب ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں، یہ اللہ کا انتخاب ہیں، یہ اللہ کے پسندیدہ ہیں، یہ تمام اہل زمین سے زیادہ اللہ کے محبوب ہیں جنہوں نے اللہ کی دعوت قبول کی اور اللہ کی قبول کی ہوئی دعوت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اپنی قبول کی ہوئی دعوت میں عمل صالح کیا اور فرمایا میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے حضرت انس سے مروی حدیث سے اخذ کیا ہے۔  
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم احسن الناس وكان اجود

الناس وكان اشجع الناس (۹۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب زیادہ حسن والے تھے اور سب سے زیادہ جود و عطا والے تھے اور سب سے زیادہ شجاعت و بہادری والے تھے۔

یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام خلقی و خلقی ظاہری و باطنی محاسن مجتمع تھے۔

امام بخاری وغیر محدثین نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ وہ

[ (حوالہ ۸۹) ابن کثیر: ۱۶۹/۷ ]

[ (حوالہ ۹۰) شرح السنہ: ۱۳/۲۵۸ ]

فرماتے ہیں۔

ما رأيت من ذى لبة احسن فى حلة حراء من رسول الله صلى  
الله وسلم له شعر يضرب منكبيه بعيدما بين منكبين ليس  
بالقصير ولا بالطويل (۹۱)

میں نے سرخ لباس میں ملبوس خوبصورت بالوں والے کسی شخص کو آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ کے بال کندھوں کے قریب پہنچتے تھے۔  
دونوں شانوں کے درمیان قدرے وقفہ تھا اور آپ کا قد رعنانہ انتہائی دراز تھا نہ ہی کوتاہ  
(یعنی انتہائی موزوں و مناسب تھا)

حضرت براء ہی سے ان الفاظ کے ساتھ بھی منقول ہے۔

ما رايت احدا من خلق الله أحسن فى حلة حراء من رسول  
الله صلى الله عليه وسلم كان رسول الله صلى الله عليه  
وسلم رجلا مربوعا بعيد ما بين المنكبين عظيم البة الى  
شعبة أذنيه عليه حلة حراء ما رأيت شيأ قط احسن منه  
صلى الله عليه وسلم

میں نے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو سرخ لباس میں ملبوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپ معتدل و میانہ قد تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان  
وقفہ تھا۔ دونوں کانوں کی لوحوں تک پہنچنے والے عظیم گیسو اور سرخ لباس میں ملبوس  
ہوتے۔ میں نے کوئی چیز کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھی۔  
امام بخاری و امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ وہ  
فرماتے ہیں۔

قرأ النبي صلى الله عليه وسلم فى العشاء والتين والزيتون فلم  
اسمع احسن صوتاً منه

[ (حوالہ ۹۱) فتح الباری: ۱۰/۳۵۶ ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورہ والتمین و الزیتون تلاوت فرمائی۔ میں نے آپ سے زیادہ کسی حسین آواز والے کو نہیں سنا۔

حضرت امام بخاری و امام مسلم وغیرہ محدثین نے حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة اضحيان وعليه

حلة حمرء فجعلت انظر اليه والى القمر فهو كان احسن في

عيني من القمر

چاندنی رات تھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کو دیکھتا (بالآخر اس فیصلے پر پہنچا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں میں چاند سے کہیں بڑھ کر حسین (منور) ہیں۔

امام دارمی و امام بیہقی نے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں۔

قلت للربيع بنت معوذ بن عفراء صفى لنا رسول الله صلى الله

عليه وسلم فقالت يا نبى لورايتہ رأيت الشمس طالعة (۹۲)

میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں کچھ بتائیں انہوں نے کہا اے بیٹا! اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھ لیتا تو اسے یوں پاتا جیسے سورج چمک رہا ہے۔

حضرت امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ

أكان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل السيف؟

[ (حوالہ ۹۲) مشکوٰۃ المصابیح حدیث: ۷۵۹۳، تبریزی نے صرف دارمی کا حوالہ دیا ہے۔ یہ حدیث دارمی کے

مقدمہ کے دسویں باب میں ہے۔ ]



کیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا؟  
آپ نے فرمایا۔

لا مثل القبر  
نہیں، چاند کی طرح تھا۔  
اور مسلم کے الفاظ ہیں۔

لا بل مثل الشمس والقمر مستديراً  
تلوار کی مانند نہیں تھا بلکہ آفتاب و ماہتاب کی مانند (نورانی) و مستدیر تھا۔  
امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے  
ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم افلج الثنيتين اذا تكلم  
روى كالنور يخرج من بين ثناياه (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے داندان مبارک کشادہ تھے جب آپ  
کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے گویا نور نکلتا۔  
امام مسلم نے الجریری سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔  
میں اور صحابی رسول حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف  
کر رہے تھے۔ ابوالطفیل بولے۔

ما بقى احد راعى رسول الله غيرى  
اس وقت میرے سواروئے کائنات میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا ہو۔  
جریری کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ  
کیف كانت صفتہ  
یعنی مجھے بھی آپ کے کچھ شامل سنائیں۔

(المسلم: ۲/۲۵۹)

وہ فرمانے لگے۔

كان أبيض مليحاً مقصداً (۹۳)

آپ سفید و جاذب نظر رنگت و معتدل قامت تھے۔

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل البائن ولا

بالقصير ولا بالابيض الامهق ولا بالأدم ولا بالفطط ولا بأسبط (۹۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دراز اور کوتاہ قد نہ تھے۔ (بلکہ متوسط قامت تھے) رنگ مبارک نہ بالکل سفید تھا نہ بالکل گندم گوں تھا۔ (بلکہ سفیدی میں سرخی تھی) آپ کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بل کھائے ہوئے تھے)

امام ترمذی ہی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا،

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربعة ليس بالطويل ولا

بالقصير حسن الجسم وكان شعره ليس تجعد ولا سبط اسبر

اللون اذا مشى يتكفأ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوسط قامت تھے، نہ دراز قد تھے، پست قد، خوبصورت

جسم والے تھے۔ آپ کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے تھے (بلکہ کچھ بل کھائے ہوئے تھے) سفیدی میں سرخی رنگت والے تھے جب چلتے تو وقار سے چلتے۔

اور حضرت امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

انہوں نے فرمایا۔

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالطويل المتعط ولا

[حوالہ ۹۳) الوفا: ۲/۳۰۶]

[حوالہ ۹۴) شمائل ترمذی]

بالقصير المنزدد كان ربعة من القوم لم يكن بجعد القبط ولا  
 باسبط كان جعداً رجلاً ولم يكن بالبطهم ولا بالكلثم وكان  
 في وجهه تدويرا ابيض مشرباً ادعج العينين اهدب الاشفار جليس  
 المشاش والكتدا جود ذومسربة شتن الكفين والقدمين (۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست قد تھے بلکہ  
 میانہ قد تھے۔ آپ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے، جسم اطہر میں  
 فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ مبارک بالکل گول نہ تھا بلکہ تھوڑی سی گولائی تھی۔ رنگ سفید سرخی  
 مائل تھا۔ مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اقدس پر کثیر بال نے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ہاتھ پاؤں پر گوش تھے۔

حضرت ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں۔

حدثنا المسعودی عن عثمان بن عبد اللہ بن ہرمز عن نافع بن  
 جبیر عن علی بن ابی طالب قال کان رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم لیس بالقصیر ولا بالطویل ضخم الرأس واللحیة  
 شتن الکعبین والقدمین ضخم الکرادیس مشرب وجهه حبرة  
 طویل البربة اذا مشا تکفأ تکفأ کانہا یخط من صیب لم  
 ارقبلہ ولا بعدہ مثله (۹۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پست قد تھے نہ زیادہ دراز قد تھے۔ بڑے سر اور گھنی  
 داڑھی والے تھے۔ ٹخنے اور پاؤں مبارک پر گوش تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوڑے

[ (حوالہ ۹۵) مشکوٰۃ حدیث ۵۷۹۳، تبریزی نے ترمذی کا حوالہ دیا ہے اور البانی نے کہا کہ اس کی سند ضعیف

ہے۔ ]

[ (حوالہ ۹۶) ابوداؤد طیالسی ج: ۱ ص: ۲۳، ترمذی مناقب باب ۱۲ ]

جوڑوں والے اور آپ کا چہرہ مبارک سفید بہ سرخی مائل تھا۔ آپ کے سینہ اقدس سے ناف تک لمبی باریک بالوں کی لکیر تھی جب چلتے تو آگے زور دے کر چلتے گویا بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔  
ابوداؤد طیالسی فرماتے ہیں۔

حدثنا شعبة اخبرني سبأك سميت جابر بن سبرة يقول كان  
رسول الله صلى الله عليه وسلم اشهل العينين منهوس العقب  
خليع القم (۹۷)

جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشمان مبارک کشادہ تھیں۔ ان میں باریک باریک سرخ دورے تھے۔ ایڑی پر گوشت قلیل تھا۔ آپ کا دھان مبارک وسیع تھا۔

الشهلة: آنکھوں کی سیاہی میں سرخی کی آمیزش کو کہا جاتا ہے اور بعض احادیث میں الشهل کی بجائے اشکل کا لفظ وارد ہے۔ اشکل شکلة سے ہے اور شکلة آنکھوں کی سفیدی میں سرخی کی آمیزش کو کہا جاتا ہے۔ ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں۔

حدثنا ابن أبي ذئب عن صالح مولى التؤمة عن أبي هريرة قال  
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم شيخ الذراعين بعيد ما  
بين المنكبين اهدب (الاشفار) اشفار العين لم يكن سخابا في  
الاسواق ولم يكن فاحشاً ولا متفحشاً كان يقبل جنبياً ويد  
برجنبياً (۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمبے بازوؤں والے چوڑے سینے والے لابنی پلکوں والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازاروں میں شور کرنے والے نہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فحش بات اپنی زبان

[ (حوالہ ۹۷) مشکوٰۃ حدیث ۷۸۴ تبریزی نے مسلم کا حوالہ دیا ہے اور یہ حدیث ترمذی میں ۳۶۳۶ میں ہے۔

ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ]

[ (حوالہ ۹۸) ابوداؤد طیالسی ۳۰۴ ]

پر نہ لاتے تھے کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتے تو تمامہ متوجہ ہوتے جب کسی چیز کی طرف پیٹھ کرتے تو مکمل طور پر پیٹھ کرتے۔  
اور ابوداؤد طیالسی کہتے ہیں۔

حدثنا شيبان عن جابر عن أبي صالح عن ام هانئ قالت  
ما رأيت بطن رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ذكرت  
القراطيس بعضها على بعض (۹۹)  
حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم اطہر دیکھنے کا موقع ملا تو تہہ بہ تہہ رکھے ہوئے کاغذ یاد آئے۔  
حضرت امام ترمذی نے ابو مسلمہ کی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أبيض كأننا صيغ من  
فضة رجل الشعر (۱۰۰)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت ابیض تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔ سر مبارک کے بال نہ بہت پیچدار تھے نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین بین تھے۔  
امام ترمذی ہی نے ابو یونس کی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

ما رأيت شيئاً احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأن  
الشمس تجرى في وجهه (۱۰۱)

میں نے آج تک کہیں بھی کوئی چیز نہیں دیکھی جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

[حوالہ ۹۹) ابوداؤد طیالسی: ص ۲۲۵]

[حوالہ ۱۰۰) شمائل ترمذی ص ۲۵، اتحاف السادة المنقین ۷/۱۳۶ و ۱۳۹ کنز العمال حدیث ۱۸۵۵۳ و ۱۷۸۰۸]

[حوالہ ۱۰۱) مسند امام احمد: ۴/۲۵۴ و ۲۸۰]

سے زیادہ حسین ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سورج چہرہ اقدس میں طلوع ہو رہا ہے۔  
امام بزار نے سعید ابن مسیب کی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت  
ابو ہریرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان الفاظ میں توصیف کرتے ہوئے سنا:

كان رجلا ربعة وهو الى الطول اقرب شديد البياض اسود  
اللحية حسن الشعر اهدب اشفاء العينين بعيد ما بين  
المنكبين يطاءً بقدميه جميعاً ليس له اخمص يقبل جميعاً زيد  
بر جميعاً لم ارمثله قبله ولا بعدهض (۱۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قامت دیبا میانہ طوالت کی جانب زیادہ قریب تھا۔  
آپ کی رنگت سپید ریش مبارک خوب سیاہ، بال مبارک حسین، پلکیں مبارک لانی، سینہ  
مبارک چوڑا تھا۔ چلتے ہوئے اپنے دونوں پاؤں کو زمین پر قوت و تثبیت سے رکھتے۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پر گوش تھے۔ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوئے تو  
مکمل طور پر متوجہ ہوتے اور پیٹھ پھیرتے تو مکمل طور پر پیٹھ پھرتے۔ غرضیکہ میں نے  
آپ کی مثل نہ آپ سے پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في الدعاء حتى  
يرى بياض الابطين (۱۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں  
تک کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔  
(مصنف فرماتے ہیں)

بغلوں کی سفیدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کیونکہ تمام

[ (حوالہ ۱۰۲) تہذیب تاریخ ابن عساکر: ۱/۳۲۰، مجمع الزوائد ۲/۸۸ پٹھی کہتے ہیں اس حدیث کو بزار نے

روایت کیا۔ ]

[ (حوالہ ۱۰۳) مسلم: الصلوٰۃ حدیث ۲۳۵ ]

انسانوں کی بغلیں بالوں کی وجہ سے سیاہ ہوتی ہیں۔

یہ نکتہ السنوی نے اپنی کتاب مبہمات میں بیان کیا ہے۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

مَا مَسَّتْ حَرِيرَ اقْطٍ وَلَا دِيْبًا جَاءًا وَلَا شَيْئًا اَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ  
اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَهْتٍ رِيْحًا قَطٍ اَوْ قَالٍ عَرْفًا

اطيب من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱۰۴)

میں نے آج تک کسی ریشم اور دیبا جگ کو نہ کسی اور چیز کو مس کیا جو رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ہو اور نہ میں نے آج تک کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اور مہک سے زیادہ پاکیزہ ہو۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے

ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اَللَّوْنِ كَانِ عَرْقِهِ

اَللَّوْلُوْ اِذْ مَشِيْ تَكْفًا وَمَا مَسَّتْ اَلْحَدِيْثُ (۱۰۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید و روشن تھا۔ پسینہ کی بوند آپ کے چہرے پر

ایسے نظر آتی جیسے موتی۔ اور جب چلتے پوری طاقت سے آگے کو زور لگا کر چلتے (اس کے

آگے سابقہ حدیث کے مثل الفاظ ہیں)

(مصنف کتاب حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شیخ حضرت

امام شمشی رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے درج ذیل حدیث روایت کرتے ہیں)

قَرَأْتُ عَلٰی شَيْخِنَا اَلْاِمَامِ الشَّيْخِ اِدْرِكِ اَبِوَالطَّاهِرِ الرَّبْعِيِّ،

اَخْبَرْنَا اَبُو اسْحٰقَ الرَّزْرَازِيَّ فِي الرَّابِعَةِ اَخْبَرْنَا اَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ

مُحَمَّدُ بْنُ مَزِيْدٍ، اَخْبَرْنَا اَبُو اَلْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ

[ (حوالہ ۱۰۴) مسلم، الفہائل، حدیث نمبر ۸۲ ]

[ (حوالہ ۱۰۵) مسلم الفہائل باب ۲۱ حدیث ۸۲ و باب ۳۱ حدیث ۱۱۳ ]

القزويني، اخبرنا ابوبكر عبدالله بن ابراهيم الشحاذي،  
 اخبرنا القاضي ابوالحسن بن ابي زرعة، اخبرنا منصور بن  
 عبدالرحمن، اخبرنا ابومحمد عبدالملك بن نجيد، حدثنا  
 ابوالقاسم عبدان بن حبيد البنجي بجلب، حدثنا عمر بن  
 سعيد، حدثنا احمد بن دهقان، حدثنا خلف بن تميم، قال  
 دخلنا على ابي هرمز مغوده، فقال دخلنا على انس بن مالك  
 مغوده فقال صافحت بكفي هذه كف رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم فما مسيت حزاً ولا حريراً الين من كفه صلى الله  
 عليه وسلم

فقال ابوهرمز قلنا لانس صافحنا بالكف التي صافحت بها  
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فصافحنا، قال خلف قلنا لابي  
 هرمز صافحنا بالكف التي صافحت بها انس بن مالك  
 فصافحنا، قال احمد بن دهقان قلنا مخلف صافحنا بالكف التي  
 صافحت بها ابا هرمز فصافحنا،

قال عمر بن سعيد قلنا لاحمد بن دهقان صافحنا بالكف التي  
 صافحت بها خلف بن تميم فصافحنا.

قال عبدان، قلنا معمر بن سعيد صافحنا بالكف التي صافحت  
 بها احمد بن دهقان فصافحنا

قال منصور قلت لعبد الملك صافحنا بالكف التي صافحت بها  
 عبدان فصافحنا قال ابوالحسن قلنا لمنصور صافحنا بالكف  
 التي صافحت بها عبدالملك مصافحنا قال الشحاذي قلت لابي  
 الحسن صافحي بالكف التي صافحت بها منصور فصافحني.

قال ابوالمجد قلت للشحاذي، صافحني بالكف التي صافحت



بہا ابا الحسن فصافحنی۔

قال ابن مزید قلت لابی البجد صافحنی بالكف التی صافحت

بہا الشبازی فصافحنی

قبل لابن مزید صافح ابراہیم بالكف التی صافحت بہا ابا

لبجد فصافحه قال ابو الطاهر قلت لا براہیم صافحنی بالكف

التی صافحك بہا ابن یزید فصافحنی۔

قال شیخنا قلت لابی الطاهر صافحنی بالكف التی صافحت بہا

ابراہیم فصافحنی

خلف بن تمیم کہتے ہیں کہ ہم ابو ہرمرز کے پاس ان کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے فرمایا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کی عیادت کی غرض سے حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا میں نے اپنی اس ہتھیلی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہتھیلی کا مصافحہ کیا ہے۔ پس میں نے آج تک نہ کسی دیباچہ کو چھوا اور نہ کسی ریشم کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔

ابو ہرمرز کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس سے عرض کیا کہ آپ ہم سے اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کیجئے جس کے ساتھ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک کا مصافحہ کیا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے ساتھ مصافحہ فرمایا خلف کہتے ہیں ہم نے ابو ہرمرز سے کہا کہ آپ اپنی اس ہتھیلی کے ساتھ ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیے جس کے ساتھ حضرت انس سے مصافحہ کیا تھا پس انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

احمد بن دھقان کہتے ہیں ہم نے خلف سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کیجئے جس کے ساتھ ابو ہرمرز کے ساتھ مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

عمر بن سعید کہتے ہیں ہم نے احمد بن دھقان سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کیجئے جس کے ساتھ خلف سے مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے ہم سے

مصافحہ کیا۔

عبدان کہتے ہیں ہم نے عمر بن سعید سے کہا کہ آپ ہم سے اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کریں جس کے ساتھ احمد بن دھقان کا مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

عبدالملک کہتے ہیں ہم نے عبدان سے کہا کہ آپ ہم سے اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے عمر بن سعید کا مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

منصور کہتے ہیں میں نے عبدالملک سے کہا کہ آپ ہم سے اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے عبدان سے مصافحہ کیا تھا پس انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

ابوالحسن کہتے ہیں ہم نے منصور سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے عبدالملک کا مصافحہ کیا تھا پس انہوں نے ہم سے مصافحہ کیا۔

شمازی کہتے ہیں میں نے ابوالحسن سے عرض کیا کہ آپ مجھ سے اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے منصور کا مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

ابوالمجد کہتے ہیں میں نے شمازی سے کہا کہ آپ میرے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کیجئے جس کے ساتھ آپ نے ابوالحسن کا مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

ابن مزید کہتے ہیں میں نے ابوالمجد سے کہا کہ آپ میرا اس ہتھیلی کے ساتھ مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے شمازی کا مصافحہ کیا تھا پس انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ فرمایا۔

ابن مزید سے عرض کیا گیا کہ آپ ابراہیم کے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کریں

جس کے ساتھ آپ نے ابوالمجد کا مصافحہ کیا ہے پس انہوں نے ابراہیم کے ساتھ مصافحہ فرمایا۔

ابوطاہر کہتے ہیں میں نے ابراہیم سے کہا کہ آپ میرے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کریں جس کے ساتھ ابن مزید نے تمہارا مصافحہ کیا تھا۔ پس انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا۔

ہمارے شیخ نے فرمایا کہ میں نے ابوطاہر سے کہا کہ میرے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ کریں جس کے ساتھ آپ نے ابراہیم کا مصافحہ کیا تھا پس انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔

اور میں نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ اس ہتھیلی سے مصافحہ فرمائیں جس کے ساتھ آپ نے ابوطاہر کا مصافحہ کیا تھا تو انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ فرمایا۔

اخبرني ابو العباس بن عبد القادر المصري قراءة اخبرتنا سارة بنت شيخ الاسلام تقي الدين السبكي، اخبرنا ابو العباس الجزري، اخبرنا محمد بن عبد الهادي عن شهدة، اخبرنا علي بن الحسين، اخبرنا ابو علي بن شاذان، اخبرنا ابو محمد الحسن بن محمد العلوي حدثنا اسعيل بن محمد بن اسحاق بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب حدثنا علي بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن اخيه موسى بن جعفر عن جعفر بن محمد عن ابيه محمد بن علي عن علي بن الحسين قال قال الحسين بن علي (۱۰۶) سألت خالي هند بن أبي هالة عن حلية النبي صلى الله عليه وسلم وكان وصافا وانا ارجو أن يصف لي شيئا اتعلق به قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخبا فخبا يتلأأ وجهه تلالؤ القبر

ليلة البدر اطول من البربوع واقصر من الشذب عظيم  
الهامة رجل الشعران انفرقت عقيقته فرق، والا فلا يجاوز  
شعره شحبة اذنيه اذا وخره ازهر اللون واسع الجبين ازج  
الحواجب، سوابغ من غير قرن بينها عرق يدرة الغضب اقنى  
العرنين له نور يعلوه ويحبه من لم يتأمله أشم كث اللحية  
ادعج سهل الخدمين خليع الفم اشنب مفلج الاسنان دقيق  
السربة كان عنقه جيد دمية في صفاء الفضة معتدل الخلق  
بادنا متباسكا سواء البطن والصدر مشيح الصدر بعيد ما بين  
المنكبين صخم الكراديس انور التجرد موصول ما بين اللبة  
والسرة بشعر يجرى كا الخط، عارى الثدين مما سوى ذلك  
الشعر الذراعين والمنكبين واعالى الصدر طويل الزندين،  
رجب الراحة شتن الكفين والقدمين، سائل الاطراف، سبط  
العصب خيطان الاخبيض، مسيح القدمين ينبو عنها الباء اذا  
زال زال تقلعاً ويخطو تكفواً يشى هونا ذريع الشبة اذا مشا  
كانها يخط من صيب واذا التفت التفت جميعاً خافض الطرف  
نظرة الى الارض اطول من نظره الى السماء جل نظره الملاحظة  
يسوق اصحابه ويبداء من لقيه بالسلام قلت صف لي منطقه ؟  
قال كان صلى الله عليه وسلم متوا صل الاخزان دائم الفكرة  
ليست له راحة لا يتكلم في غير حاجة طويل السكوت يفتح  
الكلام ويختبه باشداقه ويتكلم بجوامع الكلم فصلا لا فضول  
فيه ولا تقصير، دمثا ليس بالجا في ولا البهين يعظم النعمة وان  
دقت لا يزم منها شيئاً، لم يكن يذم، ذواقا ولا يمدحه ولا يقام

[ (حواله ١٠٦) كنز العمال حديث: ١٤٨٠٤ ]

لفضبه اذا تعرض للحق بشئ حتى ينتصر لها اذا اشار أشاره  
بكفه كلها واذا تعجب قلبها واذا تحدث اتصل بها فضرب  
بابهامه اليه بطن راحته اليسرى واذا غضب اعرض واشاح  
واذا فرح غض طرفه جل ضحكه التبسم ويفتر عن مثل حب  
الغمام

قال الحسن فكتبها الحسين بن علي زمانا ثم حدثه بها  
فوجدته قد سبقني اليه فسأل اباة عن مدخل رسول الله صلى  
الله عليه وسلم ومخرجه ومجلسه وشكله فلم يدع منه شيئاً  
قال الحسن سألت ابي عن دخول رسول الله صلى الله عليه  
وسلم فقال كان دخوله لنفسه ما ذونا له في ذلك فكان اذا اوى  
الى منزله جزاء دخوله ثلاثه اجزاء جزاء لله وجزأ لنفسه  
وجزاء الاهله ثم جزأ جزاءه بينه وبين الناس فيرد ذلك على  
العامة بالخاصة لا يدخر عنهم شيئاً

وكان من سيرته في جزاء الامة ايثار اهل الفضل بأذنه وقسه  
على قدر فضلهم في الدين منهم ذوالحاجة ومنهم  
ذوالحاجتين ومنهم ذوالحوارج فيتشغل لهم ويشغلهم فيها  
اصلحهم والامة من مسالته عنهم ويقول ليبلغ الشاهد الفائب  
واللغوني حاجة من لا يتطيع ابلاغى حاجته فانه من ابلاغ  
سلطانا حاجة من لا يستطيع ابلاغها مثبت الله قدميه يوم  
القيامة

لا يذكر عنده الا ذلك ولا يقبل من احد غيره يدخلون رواداً  
ولا يتفرقون الا عن ذواق يخرجون ادلة يعنى فقهاً  
قلت فاخبرني عن مخرجه كيف كان يضع فيه قال كان

رسول الله صلى الله عليه وسلم يخترن لسانه الا فيما يعنيههم  
ويؤلفهم ولا يفرقهم يكرم كريم كل قوم ويوليهم عليهم  
ويخدر الناس ويحترس متهم من غير ان يطوى عن احد  
بشرة ولا خلقه وينقد اصحابه ويسأل الناس عما في الناس  
ويحسن الحسن ويصوبه ويقبح القبيح ويوهنه معتدل الامر  
غير مختلف لا يغفل محافة أن يغفلوا اديبوا لكل احد عنه  
عناد ولا يقصر عن الحق ولا يجاوزة الى غيره

الذين يلونه خيارهم وفضلهم عنده اعصبه اعلمهم نصيحة  
واعظمهم عنده منزلة احسنهم مواساة ويرازرة

فسالته عن مجلسه عما كان يصنع فيه رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا  
يجلس ولا يقوم الاعلى ذكر ولا بوطن الاماكن وينهى عن  
ايطانها واذا انتهى الى القوم جلس حيث ينتهي به المجلس  
ويأمر بذلك ويعطي كل جسائه نصيبه، حتى لا يحسب  
جليسه، ان احدا اكرم عليه منه من جالسه او قاده لحاجة لم  
يرده الابها او ببسور من القول، قدوسع الناس بسطه، وخلق  
هنارلهم ابا وصاروا عنده في الحق متقاربين، يتفاضلون فيه  
بالتوقى متواصفين، يوقرون الكبير ويرحمون الصغير وير  
فدون ذالحاجة ويرحمون الغريب.

فسألته عن سيرته في جلسائه فقال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم دائم البشر سهل الخلق، لين الجانب، پس بفظ ولا  
غليظ ولا سخاب ولا فحاش ولا اعياب ولا مزاح يتغافل عما لا  
يشتهى ولا يؤنس منه قد ترك من ثلاث لا يذم احدا ولا يعيره

ولا يطلب عورته ولا يتكلم الا فيها يرجو ثوابه اذا تكلم أطرق  
جساءة كاعا على رؤسهم الطير، واذا سكت تكلبوا لا  
يتنازعون عنده الحديث من تكلم عنده انصتوا حتى يفرغوا  
حديثهم، حديث اولهم، يضحك مَبًا يضحكون منه ويتعجب  
مبا يتعجبون منه ويصبر للغريب على الجفوة في المنطق  
ويقول اذا رائتم صاحب الحاجة يطلبها نارفدوه ولا يقبل  
انشاء (۱۰۸) الامن مكافى ولا يقطع علي احد حديثه حتى  
يتجوزه فيقطعه بانتهاه اوقيام

قلت نكيف كان سكوته قال كان سكوته صلى الله عليه وسلم  
على اربع على الحلم والحذر والتقدير التفكير ما تقديره  
ففي تسوية النظر والاستماع بين الناس واما تفكره ففيها يبقى  
ويفنى وجمع له الحلم والصبر وكان لا يغضبه شئ ولا يستفزه  
وجمع له في الحذر اربع اخذه بالحسن ليقتدى به وتركه  
القبیح لينتهى عنه واجتهاد الرأى فبا اصلح امته والقيام لهم  
فيها جمع لهم من امر الدنيا والآخرة

ترجمہ: حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے  
اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حلیہ مبارک کے متعلق پوچھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واصف  
تھے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
حلیہ شریف کو بیان کرتے ہوئے کوئی ایسی چیز بیان کریں گے جس کو میں  
اپنالوں گا۔

[ (حوالہ ۱۰۸) اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۶ تہذیب تاریخ ابن عساکر ۱/۳۳۲ ]

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

حضرت ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی نگاہوں میں بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند قد مبارک متوسط قد سے قدرے طویل تھا لیکن زیادہ طویل والے سے نسبتاً پست تھا۔ سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم کھائے ہوئے تھے۔ سر مبارک کے بالوں میں بسولیت مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ آپ کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے۔ رنگ چمکدار پیشانی کشادہ، ابرو خم دار باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غصہ میں ابھر جاتی۔ بینی مبارک مائل بہ طوالت تھی اور اس پر نور کا پہرہ تھا۔ ابتدا دیکھنے والا بینی مبارک ٹیڑھا تصور کرتا (لیکن بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں ہے) داڑھی مبارک گنجان آنکھ مبارک کی پتلی خوب سیاہ، رخسار مبارک ہموار ہلکے، دھن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ، دندان مبارک باریک اور ان میں سے سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ، سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر، گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے موتی کو تراشا گیا ہو اور رنگ میں چاندی کی طرح سفید تھی۔ تمام اعضاء پر گوشت اور معتدل، پیٹ، سینہ مبارک ہموار لیکن سینہ اقدس فراخ تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان قدرے فصل تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی



تھیں۔ جو حصہ بدن کپڑوں سے باہر رہتا روشن تھا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی دھاری تھی۔ چھاتی مبارک اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔ البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ کلاسیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر از گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے۔ اس طرح کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا اور جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے جھک کر چلتے۔ زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے۔ چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے اور آپ کی نظر پاک اکثر نیچی اور جھکی رہتی۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عموماً آپ کی عادت شریفہ تھی یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلتے وقت اپنے صحابہ کو آگے کر دیتے۔ سلام دینے میں ابتداء کرتے۔

حضرت حسین بن علی فرماتے ہیں:

میں نے ابن ابی ہالہ سے کہا کہ آپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز کلام سے آگاہ فرمائیں تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملال کی کیفیت میں رہتے ہمیشہ اپنی امت کے بارے میں فکر مند رہتے۔ آپ نے کبھی راحت و آرام نہیں پایا۔ بغیر ضرورت کے تکلم نہ فرماتے لمبا سکوت فرمانے والے تھے۔ کلام کا افتتاح و اختتام اپنی مبارک باچھوں کے ذریعہ فرماتے۔ (جو آپ کے فصیح و بلیغ ہونے کی دلیل ہے)

مختصر اور جامع کلمات کے ساتھ مفصل گفتگو فرماتے جن میں نہ مقصد سے زائد کوئی کلمہ ہوتا نہ ہی مقصد کی تفہیم میں محل کوئی کلمہ ہوتا۔ آپ نرم خو تھے اور درشت طبع نہ تھے اور نہ ہی کسی کی توہین کرنے والے تھے۔ نعمت کی تعظیم فرماتے اگرچہ معمولی سی بھی کیوں نہ ہوتی۔ کسی شے کی مذمت نہ کرتے آپ مذمت کرنے والے تھے ہی نہ اور نہ مدح

کرتے اپنی ناراضگی کا بدلہ نہ لیتے جب حق کی مخالفت ہوتی تو اس کا انتقام ضرور لیتے۔ جب اشارہ فرماتے اپنی پوری ہتھیلی کے ساتھ اشارہ فرماتے جب آپ کو تعجب لاحق ہوتا ہتھیلی کو پلٹ دیتے۔ جب گفتگو فرماتے دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے ہوئے دائیں ہتھیلی کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی کے اندر والے حصے پر مارتے جب غصہ آتا تو اعراض فرماتے۔ جب خوش ہوتے تو نگاہ جھکا دیتے۔ آپ کی مسکراہٹ عموماً تبسم ہوتی اور جب تبسم فرماتے تو اربوں کی طرح خوبصورت چمکتے ہوئے دندان مبارک ظاہر ہوتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو ایک عرصہ تک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے چھپائے رکھا پھر جب میں نے ان سے بیان کی تو میں نے انہیں پایا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی یہ حدیث حاصل کر چکے تھے۔ پس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت اور آپ کی مجلس اور شکل و صورت کے بارے میں سب کچھ دریافت کر رکھا تھا۔ کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

حضرت امام حسن فرماتے ہیں:

میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقت اپنے دولت خانے میں گزرتا تھا آپ اس میں کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ حضور گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے اور اس کے بعد قیام کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے۔ ایک حصہ اللہ کی عبادت کے لئے دوسرا حصہ اپنے اہل کے ساتھ موانست و معاشرت کے لئے تیسرا اپنی ذات کے لئے پھر اپنی ذات کے حصہ کو اپنے اور عام لوگوں کے درمیان تقسیم کر لیتے۔ خاص صحابہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں حاضر ہوتے۔ آپ ان کی وساطت سے عوام کو جو دولت خانہ میں حاضر نہ ہوا کرتے تبلیغ احکام فرماتے۔ اور نصیحت و ہدایت کی کوئی بات عام و خاص سے پوشیدہ نہ رکھتے۔

امت کے حصہ میں آپ کا یہ طریقہ تھا کہ اہل فضل کو ترجیح دیتے تاکہ وہ حاضر

خدمت ہو کر افادہ عام کریں اور اس حصہ امت کو بقدر حاجات دینیہ تقسیم فرماتے۔ اہل فضل میں سے کسی کو ایک مسئلہ دین دریافت کرنا ہوتا کسی کو دو اور بعض کو بہت سے مسائل کی ضرورت ہوتی۔ پس ان اصحاب حاجات کی طرف توجہ فرماتے اور ان کو وہی امور دریافت کرنے دیتے جن میں ان کی اور امت کی بہبودی ہو۔ آپ ان کے مناسب حال احکام بیان فرماتے اس کے بعد آپ حاضرین مجلس سے ارشاد فرماتے کہ تمہیں چاہئے کہ بقیہ امت کو جو حاضر نہیں یہ احکام پہنچا دو اور امت کو ترغیب دیتے کہ وہ ان لوگوں سے مسائل دریافت کریں اور فرماتے جو لوگ (مثلاً عورتیں بیمار، غائب وغیرہ) اپنی حاجتیں مجھ تک نہیں پہنچا سکتے تم ان کے حوائج مجھ تک پہنچاؤ کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجت بادشاہ تک پہنچاتا جسے وہ خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم (پل صراط پر) ثابت رکھے گا۔ اسی طرح کے ضروری مفید امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا کرتے تھے۔ اور ایسے امور کی شنوائی نہ ہوتی جن میں کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ طالب وسائل دولت خانہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ سے استفادہ علوم کرتے اور لوگوں کے رہبر بن کر نکلتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو وقت گھر سے خارج گزرتا تھا آپ اس میں کیا کیا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خاموش رہتے اور بجز مفید و ضروری امر کے لب کشائی نہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو (حسن و خلق سے) اپنا گرویدہ بناتے اور ایسی بات نہ کرتے جس سے وہ نفرت کرنے لگیں۔ آپ ہر ایک قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو ان کا سردار بناتے اور آپ لوگوں کو (عذاب خدا سے) ڈراتے۔ ان سے احترام کرتے اور بچتے مگر کشادہ روئی اور حسن خلق میں کسی سے دریغ نہ فرماتے۔

اپنے اصحاب کی خبر گیری فرماتے (مثلاً مریض کی عیادت، مسافر کے لئے دعا اور میت کے لئے استغفار فرماتے) اپنے خاص اصحاب سے لوگوں کے حالات دریافت

فرماتے (تاکہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیں) آپ اچھی بات کی تحسین فرماتے اور اس کی تائید کرتے اور بری بات کی برائی ظاہر فرماتے اور اس کی تردید کرتے آپ کا حال ہمیشہ معتدل تھا۔ اس میں اختلاف نہ تھا۔ آپ (لوگوں کی تذکیر و تعلیم سے) غافل نہ ہوتے تھے کہ مبادا وہ غافل ہو جائیں یا سستی کی طرف مائل ہو جائیں۔ آپ بہر حال (جمع انواع عبادت کے لئے) متعدد تھے حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ حق سے تجاوز فرماتے جو لوگ (استفادہ کے لئے) آپ کی خدمت میں حاضر رہتے وہ خیر الناس ہوتے اور سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ ہوتا جو سب مسلمانوں کا خیر خواہ ہوتا اور آپ کے نزدیک مرتبہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو محتاجوں کی غم خواری کرنے والا اور (مہمات امور میں) اپنے بھائیوں کی مدد کرنے والا ہوتا حضرت امام حسن فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے اپنے والد بزرگوار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا حال دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ حضور کا مجلس سے اٹھنا اور مجلس میں بیٹھنا بغیر ذکر الہی نہ ہوتا جب آپ کسی مجلس میں رونق افروز ہوتے تو جہاں جگہ خالی پاتے وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم دیتے۔ جو لوگ آپ کے پاس بیٹھتے آپ ان میں سے ہر ایک کو (حسب حال کشادہ روئی اور تعلیم و تفہیم سے) بہرہ ور فرماتے۔

آپ کا ہر ایک جلیس یہ سمجھتا کہ آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں۔ جو شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا کسی حاجت کے لئے آپ سے کلام کرتا آپ اس کے ساتھ اسی حالت میں ٹھہرے رہتے۔ یہاں تک کہ وہ خود واپس ہو جاتا جو شخص آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا آپ اس کی حاجت پورا کرتے یا اس سے کوئی نرم بات فرماتے (یعنی وعدہ فرماتے یا فرماتے کہ فلاں سے ہمارے ذمہ قرض لے لو) آپ کی کشادہ روئی اور حسن خلق تمام لوگوں کے لئے عام تھی۔ آپ (بلحاظ شفقت) سب کے باپ ہو گئے تھے اور وہ آپ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ (حسب حال و استحقاق ہر ایک کی حق رسائی ہوتی) آپ کی مجلس میں سب مساوی تھے۔ ہاں بلحاظ تقویٰ بعض کو بعض پر فضیلت تھی۔ وہ سب متوازے تھے جو مجلس مبارک میں بڑوں کی توقیر چھوٹوں پر

رحم کرتے اور صاحب حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے اور مسافر واجنبی کے حق کی رعایت کرتے۔

حضرت امام حسن فرماتے ہیں میں نے حضرت علی سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہم مجلس لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش رہنے والے نرم طبع تھے۔ آپ درشت طبع اور تند خونہ تھے۔ نہ شور مچانے والے تھے آپ اپنی زبان مبارک پر فحش بات کبھی نہ لاتے۔ آپ لوگوں کی عیب جوئی کرنے والے نہ تھے۔ مذاق کرنے والے تھے اور جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل برتتے۔ آپ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بہت دور رکھا تھا۔

(۱) کسی کی مذمت نہ کرتے نہ کسی کو عار دلاتے۔

(۲) نہ کسی کے پوشیدہ معاملات کی کھوج لگاتے۔

آپ اسی معاملے میں تکلم فرماتے جس میں ثواب کی امید رکھتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو اہل مجلس اپنے سر جھکا لیتے۔ ایسے محسوس ہوتا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ جب خاموشی اختیار فرماتے تو اہل مجلس کلام کرتے۔ گفتگو میں وہ آپ کے پاس ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرتے۔ آپ کے ہاں کوئی بات کرتا تو سب لوگ خاموشی سے اس کی بات کو سنتے یہاں تک کہ اس کی بات ختم ہو جاتی۔ ان حضرات کی بات آپ کے حضور میں ایسے ہوتی جیسے ان میں سے پہلے کی بات۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس چیز سے تبسم فرماتے جس سے لوگ ہنستے۔ اور آپ اس چیز سے تعجب کرتے جس سے لوگ تعجب کرتے۔ اجنبی اگر گفتگو کرنے میں سختی سے پیش آتا تو تحمل سے کام لیتے اور فرماتے جب تم سے کوئی حاجت مند حاجت طلب کرے تو اس کی مدد کرو۔ احسان کا بدلہ دینے والے کے سوا کسی کی مدح و ثناء کو پسند نہ کرتے۔ کسی کی بات کو نہ کاٹتے اس کی بات اس وقت تک سنتے رہتے جب تک وہ اس کو خود ختم نہ کرتا یا اٹھ کر چلا نہ جاتا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی سے پوچھا۔  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت کیسا تھا؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت حلم، حذر، تقدیر اور تفکیر چار چیزوں پر مشتمل ہوتا تھا۔  
 تقدیر تو یہ کہ آپ لوگوں کو دیکھنے ان کی بات سننے میں سب کو برابری و مساوات کا درجہ  
 دیتے اور آپ کا تفکر اس چیز میں ہوتا جو باقی رہنے اور فانی ہونے والی ہوتی اور آپ میں  
 حلم اور صبر دونوں صفات مجتمع تھیں۔ کوئی چیز آپ کو نہ غصے میں مبتلا کر سکتی تھی نہ اضطراب  
 میں۔ حذر میں آپ کے لئے چار چیزیں جمع تھیں۔ اچھائی کو حاصل کرتے تھے تاکہ لوگ  
 اس میں آپ کی اقتداء کریں اور بری چیز کو چھوڑتے تھے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔ اور  
 اس چیز میں کوشش فرماتے جس میں آپ کی امت کی بھلائی ہوتی اور امت کے لئے ہر  
 وہ کام انجام دیتے جس میں امت کے لئے دنیا و آخرت دونوں کا امر جمع ہوتا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے اس کی طوالت کے ساتھ دلائل النبوة میں دو سندوں  
 کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے شمائل میں متفرق طور پر روایت کیا ہے۔  
 امام بیہقی نے دلائل النبوة میں درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

اخبرنا ابونصر بن قتادة انبأنا ابو عمرو بن مطر، حدثنا  
 ابو زيد عبد الواحد بن يوسف بن ايوب بن الحكم بن ايوب،  
 حدثني عمي سليمان بن الحكم عن جدي ايوب بن الحكم  
 الخزاعي عن حزام بن هشام عن أبيه هشام عن جده جيش  
 بن خالد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو اخو ام  
 معبد عاتكة بنت خالد عنها قالت في وصفه صلى الله عليه  
 وسلم رايته رجلا ظاهر الوضوء ابلج الوجه حسن الخلق، لم  
 تعبہ نحلة ولم تدر به صقلة وسيم قسيم في عينيه دعج وفي  
 اشقاره غطف وفي صورته جبال، وفي عنقه سطح، وفي لحيته  
 كثافة أزج، اقرن، ان صبت فعليه الوقار، وان تكلم سبا وعلاه

البهاء اجمل الناس وابهاہ من بعيد واحلاہ واحسنہ من قريب،  
 حلوا المنطق فصل لا نذر ولا هذر كان منطقہ هذرات نظم  
 يتحذرن، ربة لابائين من طول ولا يفتحہ عيب من قصر،  
 غضناً بين غضنين (۱۰۹)

عاتکہ بنت خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں کہتی ہیں۔ میں نے  
 آپ کو روشن چہرے والا اچھے اخلاق والا پایا۔ جنہیں جو دو عطا کی وجہ سے نہ تکان لاحق  
 ہوتا اور نہ عدم عطا سے عیب لگتا۔ خوبصورت آنکھوں میں سیاہ تتلیاں، پلکوں میں خمدار  
 طول، صورت میں جمال، گردن میں طول، داڑھی میں گنجانی، ابرو کمان کی طرح ملے  
 ہوئے تھے۔ اگر خاموشی اختیار فرماتے تو وقار نمایاں ہوتا۔ کلام فرماتے تو خوبصورتی اور  
 جمال کا اظہار ہوتا۔ سب سے زیادہ حسن و جمال والے دور سے دیکھنے والے پر ہیبت  
 و رعب طاری ہوتا۔ قریب آنے والا آپ کو شیریں و اچھے اخلاق والا پاتا۔ گفتگو میں  
 شیرینی ہوتی، کلمات واضح طور پر ادا فرماتے جن میں نہ مقصد سے زائد کوئی کلمہ ہوتا اور  
 نہ کم۔ آپ میانہ قد تھے۔ آپ کا قد نہ بہت زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی آپ میں پست قد  
 ہونے کا عیب تھا گویا دو ٹہنیوں کے درمیان ایک ٹہنی تھی۔

مذکورہ احادیث کے مشکل وغیر مانوس الفاظ کی شرح

اللہ: شانوں تک پہنچنے والے بال

لیلۃ اضحیان: چاندنی رات، روشن رات

کان مثلث السیف: ابن دجیہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور  
 اعتدال کے ساتھ گول تھا۔ اسی لئے حضرت براء نے چاند میں پائی جانے والی گولائی  
 کے ساتھ تشبیہ دیکر قائل کے اس وہم کا ازالہ فرما دیا جو وہ تلوار میں پائے جانے والے  
 طول کی طرح خیال کر رہا تھا۔ سورج کے ساتھ تشبیہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ چاند کو  
 دیکھنے والا چاند سے مانوس ہوتا ہے۔ اور اس کی روشنی سے حرارت کی مشقت اٹھائے

[ (حوالہ ۱۰۹) دلائل النبوة: ۱/۲۰۳ ]

بغیر مستفید ہوتا ہے اور اس پر بآسانی نگاہ ڈال سکتا ہے۔ بخرف سورج کے کہ اس سے آنکھ چندھیا جاتی ہے اور اس کو دیکھنے والا اچھی طرح دیکھ نہیں پاتا۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں بعض روایات میں مثل الشمس والقمر مستدیراً کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

الفلج: سامنے والے دانتوں کے درمیان معمولی سا پایا جانے والا وقفہ

البائین: دبلے پن میں پائی جانے والی طوالت

الامهق: ایسی شدید سفید رنگت جس میں سرخی کی آمیزش بھی نہ ہو اور چمکدار بھی

نہ ہو۔

الآدم: شدید گندم گون رنگ

القطط: بہت زیادہ خمدار

السبط: ایسے سیدھے بال کہ جن میں کوئی خم نہ ہو۔

الرجل: بہت زیادہ خمدار اور بہت زیادہ سیدھے بالوں کے بین بین بال گویا کہ کنگھی کے ساتھ سنوارنے کی وجہ سے معمولی سا خم آ گیا ہو۔

التکفی: چلتے ہوئے آگے کی جانب جھکاؤ

البعط: بہت زیادہ دراز قد

التردد: جس کا جسم گھٹا ہوا ہو۔

البطهم: لٹکے ہوئے گوشت والا

المکثم: کوتاہ ٹھوڑی والا، بعض نے اس کا معنی گول چہرے والا بھی کیا ہے۔

بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ترمذی نے اسی معنی پر جزم کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ آپ کا چہرہ بہت زیادہ گول نہ تھا تا کہ حدیث جابر کے موافق ہو جائے۔ اس پر بعد والا لفظ ”فی وجهة تدویر“ بھی دلالت کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے چہرہ انور میں اعتدال کے ساتھ گولائی تھی۔

المشرب: سفید رنگت میں سرخی کی آمیزش والا۔



الادعج: آنکھ کی پتلی میں شدید سیاہی

الاهدب: لمبی پلکوں والا

المشاش والکرادیس: ان دونوں لفظوں کا معنی ہڈیوں کے جوڑ ہیں جیسا کہ گھٹنے، کلائیاں اور کندھے وغیرہ۔

الکتد: (کاف و قاء کے فتح کے ساتھ) دونوں شانوں کے درمیان کا حصہ۔

الاحبرد المربة: سینے سے ناف تک بالوں کی باریک دہاری

شتن الکفین: پر گوشت انگلیوں والا۔

الضحم: بڑا، عظیم

منحوس العقب: قلیل گوشت والی ایرٹھی۔

ضلیع الغم: وسیع دھان والا

شلح الزراعین: لمبے بازوؤں والا

الضحاب: بہت زیادہ چیخ و پکار کرنے والا۔

الاحص: پاؤں کا اندرونی حصہ جس کے ساتھ زمین مس نہیں کرتی (تلوے)

المشذب: واضح

الهامة: سر

الوفرة: کانوں کی لوتک پہنچنے والے بال

العقیقة: سر کے بال

راوی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال خود خم کھا جاتے تو آپ

ایسے ہی رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔

الحاجب الازج: طویل خمدار ابرو

الوافر: بال

العرنین: ناک کا بالائی حصہ

الاقنی السائل: ناک کا درمیانی ابھرا ہوا حصہ۔

الاشم: ناک کا لمبا بانا

الشنب: دندان کی رونق و ستھرائی، بعض نے اس سے دندان ک باریکی اور تیزی مراد لی ہے۔

العجید: گردن

الدمیة: ہاتھی دانت کا تراشا

البادن: پر گوشت

المتناسك: معتدل جسامت بعض حصہ بعض کے ساتھ گھٹا ہوا۔

سواء البطن والصدر: پیٹ اور سینہ کی ہمواری

مشیح الصدر: (میم کے ضمہ اور شین کے ساتھ) چھاتی کا قدرے نمایاں ہونا۔ نہ اس طرح کہ پیٹ کو دھنسا کر چھاتی کو ابھارا جائے۔

اشاح: کا معنی اقبل یعنی متوجہ ہونے کے ہیں اور اساح (سین کے ساتھ) کا معنی چوڑائی ہے۔

الزندان: بازوؤں کی ہڈیاں

رحب الراحة: ہتھیلی کی کشادگی اور کہا گیا کہ یہاں جو دو سخا سے کنایہ ہے۔

سائل الاطراف: لمبی انگلیوں والا۔

السبط: سیدھے غیر پیچیدار بال

القصب: (قاف اور ص کے ساتھ) ہر وہ ہڈی جس کا اندرونی حصہ خالی ہو۔

خبصان الاخصین: دونوں تلوؤں کی گہرائی۔

مسح القدمین: (حا کے ساتھ) پاؤں کی ہمواری

التقلع: پاؤں کو پوری قوت سے اٹھانا۔

الذریع: کشادہ قدم رکھنا یعنی آپ چلنے میں تیزی سے پاؤں اٹھاتے اور قدم

ذرا کشادہ رکھتے بخلاف متکبر آدمی کے چلنے کے مراد یہ بتانا ہے کہ آپ چلنے میں نرمی اور

وقار سے چلتے بغیر کسی جلد بازی کے جیسا کہ راوی فرماتے ہیں۔

”کانما یخط من صیب“ یوں محسوس ہوتا کہ گویا آپ کسی بلند جگہ سے اتر رہے ہیں۔

یفتح الکلام ویختمته باشداقہ (کہ آپ کلام کا افتتاح و اختتام باچھوں کے ذریعے کرتے جو آپ کی فصاحت و بلاغت کی دلیل ہے) کیونکہ آپ کا دھان مبارک اعتدال کے ساتھ وسیع تھا۔ عرب ایسے دھان کی مدح کرتے ہیں اور چھوٹے دھان کی وجہ سے مذمت کرتے ہیں۔

الدمث: نرم خو

البہین: غمہ کے ساتھ اہانت سے اور فتح کے ساتھ مہانت سے ہے اور اس کا معنی حقارت ہے۔

الشاح: نفرت کی

یفتقر: ہنستے ہوئے دانت ظاہر کئے

حب الغمام: اولہ

یدخلون روادا: آپ سے حاجت طلب کرتے ہوئے آئے

عن ذواق: بعض نے اس کا معنی علم کیا اور بعض نے اکمل

العتاد: تیار شدہ، حاضر شے

لا یوطن الاماکن: آپ مسجد میں اپنے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہ کرتے۔

لا یقبل الثناء الامن مکافی: بعض نے کہا اس سے مراد ہے کہ آپ صرف

سابقہ کسی احسان پر مدح قبول کرتے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد مسلم ہے کہ آپ

صرف مسلمان سے مدح قبول کرتے اور بعض نے کہا کہ آپ اس کی مدح قبول کرتے

جو مدح میں اعتدال سے کام لیتا۔

ایلج الوجه: روشن چہرے والا۔

النحلة: بلا معاوضہ کسی کو کوئی چیز دینا (عطیہ)

الصفلة: نحلہ کی ضد ہے کہ معاوضہ لے کر کوئی چیز دینا۔

الوسیم: خوبصورت اور تقسیم کا معنی بھی حسین ہے۔

الغطف: پلکیں لمبی ہونے کے بعد خم کھا جائیں ایسے ہی العطف کا معنی بھی یہی ہے۔ بعض روایات میں وطف کا لفظ بھی مروی ہے جس کا معنی لمبا ہوتا ہے۔

الصهل: کرخت آواز

السطح: لمبا ہونا

ان تکلم سبا: یعنی آپ جب گفتگو فرماتے تو سر اور ہاتھ بلند فرماتے۔  
لانزدرو لا ہزر: نہ ہی قلیل اور نہ ہی کثیر۔

لابائن من طول: یعنی آپ بہت زیادہ دراز قد نہ تھے۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ یہاں پر تصحیف کا احتمال ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ لفظ ”لابائن فی طول“ ہے۔

لا تقخه: یعنی حقیر نہیں بناتا۔

مجھے شیخ تقی الدین شمشی وغیرہ نے امام بوصیری کا یہ شعر سنایا اور وہ فرماتے ہیں مجھے  
عبداللہ بن علی نے سنایا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عز بن جماعہ نے سنایا اور وہ کہتے ہیں  
کہ ہمیں طریق اجازت کے طور پر امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ شعر سنایا:

فہو الذی تم معناه وصورته ثم اصطفاه حبیباً باری النسم

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

پس آپ کی ذات وہ جس پر باطنی و ظاہری کمالات ختم ہیں پھر آپ کو حبیب مصطفیٰ

بنایا۔ خلقت کے پیدا کرنے والے نے آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں۔

پس جوہر حسن آپ میں بے تقسیم ہے۔

خاتمہ

علامہ نفی فرماتے ہیں یہ اسم (الاحسن) اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے حسنی میں سے ہے  
جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (المؤمنون: ۱۳)

(ترجمہ) بڑی برکت والا ہے اللہ اور سب سے بہتر بنانے والا۔

## الْأَجْوَدُ

اس اسم مبارک کو حضرت ابن وحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک سے اخذ کر کے بیان کیا ہے جو حدیث اسم ”الاحسن“ کی شرح کے آغاز میں گزری ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ

النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ جو دو عطا

والے اور سب سے زیادہ شجاعت و بہادری والے تھے۔

حضرت ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْعَبَادَانِيُّ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

عَنْ نُوْحِ بْنِ زَكْوَانَ، عَنْ اَخِيهِ اَيُّوبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ اَنَسِ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخْبِرُكُمْ عَنِ الْاَجْوَدِ؟

اللَّهُ الْاَجْوَدُ وَاَنَا اَجْوَدُ وَلِدِ اَدَمَ (۱۱۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا، اللہ

تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے اور اولادِ آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔

[ (حوالہ ۱۱۰) مجمع الزوائد ۱/۱۶۶ و ۱۱۳، بیہمی فرماتے ہیں اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کی

سند میں سويد بن عبد العزيز ہیں جو محدثین کے نزدیک متروک ہے۔

المطالب العلیة لابن حجر حدیث ۳۰۷۷، ۳۸۲۸ - الترغیب والترہیب ۲/۳۵۰

جامع البیان العلم وفضلہ لابن عبد البر ۱/۱۲۳، المعجم دین لابن حبان ۲/۳۰۱ ]

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جود و کرم

حضرت امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اجود الناس واجود ما یكون فی رمضان حین یلقاہ، جبریل فیلقاہ کل لیلۃ فی رمضان یدارسہ القرآن فکان اذا لقیہ اجود بالخیر من الريح

المرسلۃ (۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور ماہ رمضان المبارک میں جب جبریل امین سے ملاقات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان جود و کرم نرالی ہو کر آتی تھی۔ آپ کی جبریل امین سے رمضان کی ہر رات ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ان کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے پس آپ کی ان سے جب ملاقات ہوتی تو لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں آپ کی سخاوت کا یہ عالم ہوتا کہ جیسے تیز ہوا چلتی ہے۔“  
حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس (۱۱۲)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔

الاجود، جاد بچود جودا سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور اس کا اسم فاعل جواد آتا ہے اور اجود کی جمع جودا جواد اور اجواد آتی ہے۔

### جود اور سخا میں فرق

نحاس نے جواد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

الجواد الذی یتفضل علی من لا یتحققہ ویعطي من لا یسأل

[حوالہ (۱۱۱) فتح الباری ۱۰/۳۵۵]

[حوالہ (۱۱۲) مسند احمد ۱/۳۶۱، لمبہتی ۳/۳۰۵، فتح الباری ۳/۱۱۶، مشکوٰۃ حدیث ۲۰۹۸]

ويعطى الكثير ويخاف الفقر من قولهم مطر جواد اذا كان  
 كثيرا و فرس جواد يعدد كثيرا قبل ان يطلب  
 جواد وہ ہے جو مستحق اور غیر مستحق سب کو عطا کرتا ہے اور جو سوال نہیں کرتا اس کو  
 بھی دیتا ہے جب دیتا ہے تو قلیل نہیں دیتا بلکہ کثیر دیتا ہے۔ اسے فقر و افلاس کا کوئی  
 اندیشہ نہیں ہوتا۔ موسلا دھار بارش کو عرب ”مطر جواد“ اور تیز رفتار گھوڑے کو ”فرس جواد“  
 کہتے ہیں۔

بعض حضرات نے جود و سخا کو مترادف قرار دیا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جواد کا  
 مرتبہ سخی سے بلند ہے۔ اسی لئے جواد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی جاسکتی ہے  
 اور جو حاجات طلبی کے وقت نرمی اختیار کر لے اس کو سخی کہا جاتا ہے۔ یہ ”ارض سخاویۃ“  
 سے ماخوذ ہے۔ ارض سخاویہ اس زمین کو کہا جاتا ہے جس کی مٹی نرم ہو۔ امام قشیری کے  
 رسالہ میں ہے۔

من اعطى البعض فهو سخي ومن اعطى الاكثر وبقي لنفسه  
 شياء فهو جواد ومن قاسى الضر واثر غيره بالبلفة فهو موثر  
 جو تھوڑا دے اور زیادہ اپنی ضروریات کے لئے رکھے وہ سخی ہے اور جو زیادہ دے  
 اور تھوڑا اپنی ذات و ضروریات کے لئے رکھے وہ جواد ہے اور جو اپنی مقدار ضرورت میں  
 بھی دوسرے کو ترجیح دے کر خود مشقت برداشت کرے وہ موثر (اشیاء کرنے والا)  
 ہے۔

اور بعض نے کہا کہ آسان و خوشدلی سے خرچ کرنا سخا ہے اور یہی جود کا معنی ہے  
 اور اس کی ضد تقصیر (بددلی و کنجوسی سے خرچ کرنا) ہے۔

### سماحت کی تعریف

سماحت کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے۔

التجافى عما لیتحققه البرء عند غیره بطیب نفسہ  
 کسی آدمی کی کوئی چیز کسی دوسرے کے پاس ہو۔ خوشدلی سے اس چیز اس سے

واپس نہ لینا اور اس کو نظر انداز کر دینا ”سماحت“ کہلاتا ہے اور اس کی ضد ”الشکاستہ“ ہے۔

## کرم کی تعریف

الانفاق بطیب النفس فیہا یعظم خطرہ  
عظیم القدر ونفع بخش چیز کو خوشدلی سے خرچ کرنا ”کرم“ کہلاتا ہے۔ حریت کو بھی  
کرم کہا جاتا ہے۔

اور کرم کی ضد ”الہذالۃ“ ہے۔

عبدالبن حمید روایت کرتے ہیں۔

حدثنا أبو نعیم و عبدالرزاق عن ابن عینیۃ عن محمد بن  
المنکدر سمعت جابر بن عبداللہ یقول ما سئل رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم عن شیء قط فقال لا  
جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بھی کسی چیز کا سوال  
نہیں کیا گیا کہ آپ نے اس کے جواب میں ”لا“ (نہیں) فرمایا ہو۔  
یعنی آپ نے کبھی بھی سوال کے جواب میں لا (نہیں) نہیں فرمایا۔  
اور عبدالبن حمید ہی روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن الفضل، حدثنا حباد بن سلمۃ، حدثنا ثابت  
عن أنس أن رجلاً سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاه غنبا  
فاتی قومہ فقال یا قوم اسلموا فواللہ ان محمد الیعی اعطاء  
رجل ما یخاف الفاقۃ وان کان الرجل لیجئی الی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم وما یرید بذالک الا الدنیا فما یسی حتی  
یکون دینہ احب الیہ من الدنیا وما فیہا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے بارگاہ  
نبوت میں حاضر ہو کر اپنی حاجت برآری کا سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے



بکریوں کا ایک ریوڑ عطا فرما دیا وہ شخص اپنے قبیلہ والوں کے پاس جا کر کہنے لگا۔ اے میری قوم اسلام قبول کر لو۔ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی مانند بخشش فرماتے ہیں جس کو فاقے کا ڈر نہیں ہوتا۔

حضرت انس فرماتے ہیں اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دنیا کے مال و دولت کی غرض سے حاضر ہوتا تو آپ کی صحبت کی بدولت ایک رات گزرنے سے پہلے اس کی حالت بدل جاتی حتیٰ کہ اب اس کے ہاں دنیا و مافیہا سے زیادہ دین پسندیدہ ہو جاتا۔

امام طبرانی نے حسن العرنی کی سند کے ساتھ حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا سئل شيئا فاراد أن يفعل

قال نعم واذا ارادا لا يفعل سكت وكان لا يقول لشيء لا (۱۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا آپ اسے کرنا چاہتے تو ”نعم“ (ہاں) فرماتے اور اگر نہ فرمانے کا ارادہ ہوتا تو خاموش ہو جاتے کسی چیز کے جواب میں ”لا“ (نہیں) نہ فرماتے۔

امام دارمی نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کان رسول

الله صلى الله عليه وسلم حييًّا لا يسأل شيئًا الا اعطاه (۱۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے حیا دار تھے کہ آپ سے جو چیز مانگی جاتی عطا فرما

دیتے۔

امام دارمی ہی نے محمد بن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

حدثني عبدالله بن ابي بكر عن رجل من العرب قال زحبت

[ (حوالہ ۱۱۳) مجمع الزوائد، ۹/۱۳، ۱۰/۱۷، ۱۱/۱۷، ۱۲/۱۷، ۱۳/۱۷، ۱۴/۱۷، ۱۵/۱۷، ۱۶/۱۷، ۱۷/۱۷، ۱۸/۱۷، ۱۹/۱۷، ۲۰/۱۷، ۲۱/۱۷، ۲۲/۱۷، ۲۳/۱۷، ۲۴/۱۷، ۲۵/۱۷، ۲۶/۱۷، ۲۷/۱۷، ۲۸/۱۷، ۲۹/۱۷، ۳۰/۱۷، ۳۱/۱۷، ۳۲/۱۷، ۳۳/۱۷، ۳۴/۱۷، ۳۵/۱۷، ۳۶/۱۷، ۳۷/۱۷، ۳۸/۱۷، ۳۹/۱۷، ۴۰/۱۷، ۴۱/۱۷، ۴۲/۱۷، ۴۳/۱۷، ۴۴/۱۷، ۴۵/۱۷، ۴۶/۱۷، ۴۷/۱۷، ۴۸/۱۷، ۴۹/۱۷، ۵۰/۱۷، ۵۱/۱۷، ۵۲/۱۷، ۵۳/۱۷، ۵۴/۱۷، ۵۵/۱۷، ۵۶/۱۷، ۵۷/۱۷، ۵۸/۱۷، ۵۹/۱۷، ۶۰/۱۷، ۶۱/۱۷، ۶۲/۱۷، ۶۳/۱۷، ۶۴/۱۷، ۶۵/۱۷، ۶۶/۱۷، ۶۷/۱۷، ۶۸/۱۷، ۶۹/۱۷، ۷۰/۱۷، ۷۱/۱۷، ۷۲/۱۷، ۷۳/۱۷، ۷۴/۱۷، ۷۵/۱۷، ۷۶/۱۷، ۷۷/۱۷، ۷۸/۱۷، ۷۹/۱۷، ۸۰/۱۷، ۸۱/۱۷، ۸۲/۱۷، ۸۳/۱۷، ۸۴/۱۷، ۸۵/۱۷، ۸۶/۱۷، ۸۷/۱۷، ۸۸/۱۷، ۸۹/۱۷، ۹۰/۱۷، ۹۱/۱۷، ۹۲/۱۷، ۹۳/۱۷، ۹۴/۱۷، ۹۵/۱۷، ۹۶/۱۷، ۹۷/۱۷، ۹۸/۱۷، ۹۹/۱۷، ۱۰۰/۱۷ ]

تحت ایک لمبی حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

[ (حوالہ ۱۱۴) اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۱۴ ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حسنین وفی رجلی نعل  
 کثیفۃ فوطئت بها علی رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فنفحنی نفحة بسوط فی یدہ وقال بسم اللہ اوجعتنی فبت  
 لنفسی لایباً اقول اوجعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبت  
 بلیلة کما یعلم اللہ فلما اصبحتنا اذا رجل یقول ابن فلان؟  
 قلت هذا واللہ الذی کان منی بالامس فانطلقت وانا متخوف  
 فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک وطئت بنعلک علی  
 رجلی بالامس فاؤ جعتنی فنفختک نفحة بالسوط فهذه ثمانون  
 نفحة فخذها بها (۱۱۵)

عبداللہ بن ابی بکر ایک مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حسنین کے روز  
 میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھیڑ ہو گئی۔ میں نے پاؤں میں ایک موٹی جوتی  
 پہن رکھی تھی میرا پاؤں جوتوں سمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک سے جا  
 ٹکرایا۔ (آپ کا پاؤں مبارک روندھا گیا) حضور نے اپنے ہاتھ مبارک میں رکھی ہوئی  
 چھڑی سے مجھ پر ہلکی سی ایک ضرب لگا دی اور فرمایا ”بسم اللہ“ تو نے مجھے تکلیف  
 پہنچائی۔ پس میں نے پوری رات اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے گزاری۔ اپنے آپ  
 کو کہتا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی پس رات میں نے جس کرب  
 اور اضطراب میں گزاری اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ایک شخص اچانک یہ  
 کہتے ہوئے آیا فلاں شخص کہاں ہے؟ میں نے (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا یہ  
 ہے۔ اللہ کی قسم! کل مجھ سے ہی کوتاہی ہوئی تھی۔ پس ڈرتے ہوئے میں آپ کی خدمت  
 میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل تو نے اپنے جوتوں سے میرا پاؤں  
 روندھا تھا جس کی وجہ سے مجھے اذیت پہنچی تھی۔ میں نے چھڑی سے تمہارے پاؤں کو  
 مارا تھا۔ پس یہ اسی (۸۰) بکریاں ہیں انہیں اس ضرب کے بدلے میں لے لو۔

[حوالہ ۱۱۵) داری: ۱/۳۵]

امام ترمذی نے شمائل میں زید بن اسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان رجلا جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله ان يعطيه فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ما عندى شئ ولكن ابتع على فاذا جاء فى شئ قضيته (۱۱۶)

فقال عمر يا رسول الله قد اعطيته فبا كلفك الله مالا تقدر عليه فكره النبي صلى الله عليه وسلم قول عمر فقال رجل من الانصار يا رسول الله انفق ولا تخف من ذى العرش اقلالا فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وعرف البشر فى وجهه ثم قال بهذا امرت۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے سوال کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کو کچھ عطا فرمائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے۔ پھر جس وقت میرے پاس کچھ آجائے گا تو میں اسے ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کے قرض کی ادائیگی کا وعدہ فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہ ہو۔ فاروق اعظم کی یہ بات حضور کو پسند نہ آئی۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ خراج کیجئے عرش کے مالک سے کسی قسم کی کمی کا خوف نہ کیجئے۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا آپ کے روئے مبارک پر تازگی و خوشحالی پائی گئی پھر ارشاد فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا۔

امام ترمذی ہی نے شمائل میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل انہوں نے ربیع بنت معوذ بن اعفر سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں:

[ (حوالہ ۱۱۶) الشفاء ۱/۲۳۳، الشمائل ص ۱۷۹ ]

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقناع من رطب واجر  
 زغب فا عطانی ملاکفہ حلینا او ذهباً (۱۱۷)  
 میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیوں کا ایک طباق لے کر حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے دست مبارک بھر کر زیور و سونا عطا  
 فرمایا۔

اخبرنی شیخنا العلامة تقی الدین الشہنی قراء ہ اخبارنا  
 عبداللہ بن علی اخبارنا ابو الحزم الفلانی، اخبارتنا مؤنسۃ  
 بنت ابی بکر عن ام ہانی بنت احمدح وانبائی عالیا محمد بن  
 ابی الحلبی عن محمد بن احمد بن قدامة أن علی بن احمد  
 الفقیہ اخبرہ عن ابی الفرج الثقفی قالا اخبارتنا فاطمة بنت  
 عبداللہ، اخبارنا ابوبکر بن زبدة اخبارنا الطبرانی، حدثنا  
 عبید اللہ بن رما حر القیسی بن مادة رملۃ سنة ۵۳۷۴ ،  
 حدثنا ابو عمرو زیاد بن طارق وكان قادات علیہ عشرون  
 ومائة سنة سعت ابا جزول زہیر بن صرد الجشمی یقول لها  
 اسرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین یوم ہوازن  
 وذهب یفرق السبی والشاء اتیتہ فأنشأت اقول هذا الشعر

امام طبرانی کہتے ہیں ہمیں عبید اللہ بن رما حر قیسی بن مادہ نے رملہ کے مقام پر سن  
 ۳۷۴ھ کو بیان کیا اور وہ کہتے ہیں ہمیں ابو عمرو زیاد بن طارق نے بیان کیا۔ اس وقت  
 ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی کہ وہ کہتے ہیں میں نے ابو جزول زہیر بن صرد جشمی کو سنا کہ وہ کہہ  
 رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں غزوہ حنین کے موقع پر ہوازن  
 کے دن قیدی بنایا ہوا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اس وقت مال  
 غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ میں نے اپنے یہ اشعار آپ کو سنائے۔

[ (حوالہ ۱۱۷) شامل ترمذی ص ۱۰۲ ]

امنن علينا رسول الله في كرم  
 امنن على بيضة قد عاقها قدر  
 ابقت لنا الدهر هتافا على حزن  
 ان لم تدار كهنا نعمات نشرها  
 امنن على نسوة قد كنت ترضعها  
 اذ كنت طفلا صغيرا كنت مرضعها  
 فانك المرء نرجوه ومنتظر  
 فشتت شملها في وهرها غير  
 على قلوبهم الغماء والغمر  
 يا ارجح الناس حلماً حين تختير  
 اذ فوك يملأؤ من محضها الدار  
 واذا يريك ماتأتى وماتذر

اے اللہ کے رسول ہم پر کرم فرماتے ہوئے احسان فرمائیے۔

۱- کیونکہ آپ کی وہ ذات ہے جس سے ہم خیر کی امید کرتے ہیں اور جس کے احسان کا انتظار کرتے ہیں۔

۲- احسان فرمائیے اس انڈے پر جس کی تقدیر نے مخالفت کی ہے۔ جس کی اجتماعیت کو زمانے میں حوادث نے بکھیر کر رکھ دیا ہے۔

۳- زمانے نے ہمیں نوحہ کرنے والی کبوتری بنا کر چھوڑ دیا ہے جن کے داؤں پر غم و حزن اور ناتجربہ کاری کے پردے پڑ گئے ہیں۔

۴- اگر آپ ان کی تلافی نہیں فرمائیں گے تو یوں سمجھا جائے گا کہ آپ نے انہیں منتشر کر دیا ہے۔

۵- اے وہ ذات جو لوگوں میں سب سے زیادہ بردبار و حلیم جب آپ کو آزمایا جاتا ہے۔

ان عورتوں پر احسان کیجئے جن کا آپ دودھ نوش فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا دھن مبارک ان کے خالص دودھ سے بھر جاتا تھا۔

۶- جب آپ چھوٹے بچے تھے ان کا دودھ پینے والے تھے اور جب آپ کو تردد

میں مبتلا کرتی ہر آنے اور چھوڑنے والی چیز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اشعار سماعت فرمائے

تو فرمانے لگے:

اس مال میں میرا اور بنی مطلب کا کوئی حق نہیں یہ تمہارے لئے ہے۔

اور قریش و انصار نے کہا

اس میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔

طبرانی کہتے ہیں۔

اس حدیث کو اس طرح مکمل صرف یہ سند روایت کرتی ہے۔ اس میں عبید اللہ منفرد

ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں)

میں کہتا ہوں یہ حدیث نہایت ہی عالی السند ہے۔ دوسری اسناد کے ذریعے یہ حدیث ہمارے تک دس واسطوں سے پہنچی ہے۔ ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور سند سے دور او یوں کے سقوط کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے شیخ الاسلام ابوالفضل بن حجر نے اس دعویٰ کی تردید فرمائی ہے اور انہوں نے اس حدیث کو حسن قرار دیا اور فرمایا کہ اس کا شاہد موجود ہے۔

## اشجع الناس

اس نام مبارک کو ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسم احسن کے تذکرہ کے تحت گزری ہوئی حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

### شجاعت نبوی

انس ابن مالک سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم اجمل الناس وجها واجودهم

كفا واشجعهم وفزع اهل المدينة فخرج على فرس عربي لا يبي

طلحة وقال لن تراعوا لن تراعوا وقال وجدته بحرا (۱۱۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ (ایک

[حوالہ ۱۱۹) البخاری ۸/۱۶، لیبھتی ۹/۱۰، ۱۰۰/۲۰۰]

رات اچانک مدینے کی طرف شور اٹھا) اہل مدینہ گھبرا کر اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر تحقیق کرنے نکلے اور واپس آ کر فرمایا گھبراؤ نہیں (خطرے کی کوئی بات نہیں) اور آپ نے ابو طلحہ کے گھوڑے کے بارے میں فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالرزاق، حدثنا معمر عن الزهري اخبرني كثير بن عباس بن عبدالمطلب عن ابيه قال شهدت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حينما قال فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم الا انا وابوسفيان بن الحارث وعلی بغلة شهباء فلما التقى المسلمون والكفار ولي المسلمون مدبرين فطفق رسول الله صلى الله عليه وسلم يركض بغلته قبل الكفار وانا اخذ بلجام بغلة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم اكفها وهو لا يألوا ما اسرع نحو المشركين وابوسفيان اخذ بفرز رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبل المسلمون واقتتلوا هم والكفار ورسول الله صلى الله عليه وسلم كما لبتناول عليها الى قتالهم فقال هذا حين حسي الوطيس ثم اخذ حصيات فرجى بهن في وجوه الكفار وقال انهزموا ورب الكعبة انهزموا ورب الكعبة فذهبت انظر فاذا القتال على هيئته فيما ارى فوالله ما هو الا ان يرماهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بحصياته فما زلت ارى جدهم قليلا وامرهم مدبرا حتى هزمهم الله وكانى انظر الى النبي صلى الله عليه وسلم يركض خلفهم على بغلته (۱۲۰)

[ (حوالہ ۱۲۰) فتح الباری ۳۱/۸، مسلم الجہاد حدیث ۷۶ ]

کثیر بن عباس اپنے باپ حضرت عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ

غزوہ حنین میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس میں اور ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے جب مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر کو کفار کی جانب دوڑا رہے تھے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھام کر تیز بھاگنے سے روک رہا تھا اور آپ مشرکین کی جانب تیزی سے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے اور مسلمان دوبارہ کفار کی طرف بڑھے مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے جنگ کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار سر اٹھا اٹھا کر ان کی لڑائی کا منظر دیکھ رہے تھے۔

اور آپ نے فرمایا اس وقت تندور گرم ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اٹھائیں اور کفار کے چہروں پر پھینکیں اور فرمایا رب کعبہ کی قسم یہ ہار گئے۔ رب کعبہ کی قسم یہ ہار گئے۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی اسی تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ میں اسی طرح دیکھ رہا تھا تو اچانک آپ نے کنکریاں پھینکیں۔ بخدا میں نے دیکھا کہ ان کا زور ٹوٹ گیا اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے اپنا خچر دوڑا رہے ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

كنا اذا اشتد البأس وحي الوطيس استقبلنا القوم بوجه  
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكن احدنا ادنى الى



القوم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وان الشجاع من  
يلحاذى الذی کان يحاذی رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱۲۱)  
جب گھمسان کا معرکہ ہوتا اور لڑائی کا تندور گرم ہوتا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے دشمن کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہم میں  
سے کوئی نہ ہوتا اور ہم میں بہادر وہ شخص ہوتا جو آپ کے ساتھ دشمن کے مقابل کھڑا ہوتا  
تھا۔

حضرت امام مسلم نے حارث سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت  
کیا ہے کہ حضرت علی سے بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقف کے بارے  
میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

کان اشدنا یوم بدر من حاذی ركبۃ رسول الله صلى الله  
عليه وسلم

بدر کے روز ہم سب سے زیادہ بہادر وہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
دشمن کے مقابل کھڑا ہوتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم ”ذی القوۃ“ کے تحت حدیث فضلت علی  
الناس بالسخاء والشجاعة کا بیان آئے گا نیز رکانہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے مقابلے کا واقعہ بھی آئے گا۔

بارگاہِ نبوت کی بے ادبی کرنے والا واجب القتل ہے

مالکی فقہاء نے فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہزم  
(شکست کھا گئے) کا کلمہ استعمال کرے تو اس سے فوری توبہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا  
اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
شان اقدس میں نازیبا کلمہ استعمال کیا ہے جن کلمات کے استعمال سے بارگاہِ نبوت کی  
سوء ادبی کا احتمال ہو۔ ان کلمات کو آپ کی شان میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ ”ہزم“ کا

[ (حوالہ ۱۲۱) جمع الجوامع للسیوطی: ۳۰۲/۲، کتاب کا عکسی مخطوطہ عام کتب کی طرح طبع ہے۔ ]

استعمال آپ کی شان میں اس لئے ناجائز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معاملات کی پوری بصیرت اور اپنی عصمت کا پورا یقین ہے۔

### هَزَمَ اَوْذَىٰ اور جُرِيحٌ کے کلمات میں فرق

بارگاہ نبوت میں ان تینوں کلمات کے استعمال میں علماء نے فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ”هزم“ کا استعمال تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جائز نہیں البتہ ”جریح“ (زخمی کئے گئے) اور ”اوذی“ (اذیت پہنچائی گئی) کا استعمال جائز ہے کیونکہ اذیت کی خبر دینا اذیت دینے والے کے حق میں تو عیب ہے لیکن جس کو اذیت پہنچائی گئی ہے اس کے حق میں عیب نہیں۔ بخلاف شکست خوردگی کی خبر دینے کے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں عیب ہے۔ کیونکہ بالفرض ایسا ہو تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہوگا۔ جس طرح کہ اذیت دینا موذی (اذیت دینے والا) کا فعل ہے۔

### غار ثور میں تشریف لے جانے کی وجہ

ابن دحیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں کیسے تشریف لے گئے اور احد کے دن دوزرھیں پہننے کا مظاہرہ کیوں فرمایا؟

فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ

غار کا قصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کی اجازت ملنے سے قبل کا ہے اور دو زرھوں میں مظاہرہ فرمانے میں یہ حکمت تھی کہ آپ قتال میں اقدام فرمانے کی تیاری کر رہے تھے تا کہ صحابہ کرام آپ کی اقتداء کریں۔ شکست خوردہ تو اقدام سے بالکل خارج ہوتا ہے۔ بخلاف اقدام کی تیاری کرنے والے کے یعنی شکست اور اقدام کی تیاری دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ شکست میں انسان مقابلے سے بالکل باہر ہو جاتا ہے اور تیاری کرنے والا تو دشمن کے مد مقابل ہی ہوتا ہے۔

### الاحذ بالاحجزات

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے بیان کیا ہے۔

شیخین نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا مثلی ومثل امتی  
کمثل رجل استوقد ناراً فجعلت الدواب والفراش یقعن فیہا  
فانا آخذ بحجز کم وانتم تقتحمون فیہا (۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی سی  
ہے جس نے آگ روشن کی۔ پس پتنگے اور ریگنے والے جانور اس میں گرنے لگیں پس  
میں تمہاری کمر سے پکڑ کر بچانا چاہتا ہوں اور تم اس میں داخل ہوئے جاتے ہو۔  
حضرت امام احمد بن حنبل نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا  
ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثلکم کمثل  
رجل اوقد ناراً فجعل الغراش والجنادب یقعن فیہا وھو ید  
یھن عنہا وانا آخذ بحجز کم عن النار وانتم تفلتون من یدی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے،  
جس نے آگ روشن کی پتنگے اور ٹڈیاں اس میں گرنے لگیں اور وہ ان کو آگ سے بچاتا  
ہے اور میں تمہاری ازار بند کی جگہ پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچاتا ہوں اور تم میرے  
ہاتھ سے پھسل کر نکل جاتے ہو۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا آخذ بحجز کم اتقوا النار واتقوا الحدود ثم انا فرطکم  
علی الحوض فین ورد فقد افلح (۱۲۴)

میں تمہاری کمر پکڑنے والا ہوں۔ جہنم کی آگ سے ڈرو اور حدود اللہ سے ڈرو پھر

[ (حوالہ ۱۲۳) مسند امام احمد: ۳/۳۹۲ ]

[ (حوالہ ۱۲۴) البخاری ۸/۱۲۷، مسلم باب فضائل الصحابہ حدیث: ۶، ۷، ۸، ۱۸، ۱۹ ]

میں حوض کوثر پر تمہارا منتظر ہوں گا پس جو حوض کوثر میں پہنچا وہ کامیاب ہو گیا۔

جزات اور جز "حزرة" کی جمع ہے اور جزرة ازار بند کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ ازار بند کی جگہ انسانی جسم کا وسط ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں میں تمہارے درمیان کو پکڑتا ہوں تاکہ تمہیں جہنم سے بچا سکوں۔

وسط کو پکڑنا زیادہ مضبوطی کا باعث ہوتا ہے اس لئے اس کی تعبیر جز کے ساتھ استعارہ بعد استعارہ کے طور پر کی گئی ہے۔

### آخذ الصدقت

اس اسم پاک کو ابن دحیہ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا (۱۲۵)

اے حبیب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو۔

اس آیت کریمہ کا نزول اگرچہ غزوة تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں کے حق میں اور ان کے اس نفلی صدقہ کے بارے میں ہوا ہے جو ان کی توبہ کی تکمیل کا حصہ تھا لیکن یہ اپنے الفاظ کے اعتبار سے ان کے سوا دیگر لوگوں اور زکوات مفروضہ کو بھی شامل ہے۔ اسی لئے مانعین زکوٰۃ نے کہا تھا۔

لاندفعها الا ان صلوتہ سکن لہ

ہم تو زکوٰۃ اسی شخصیت کو ادا کرنے کے پابند تھے جن کی دعا ہمارے لئے سکون کا باعث تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک نصاب لوگوں سے زکوٰۃ وصول فرما کر اس کے مصارف میں تقسیم فرماتے تھے جیسا کہ معلوم و معروف ہے۔

## اذن خیر

اس اسم پاک کو ابن العربی، العزفی اور ابن دجیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَقُولُونَ هُوَ اُذُنٌ قُلُّ اُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ (۱۲۶)

اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کہنے والا منافقین کا سرغنہ بتل بن الحارث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کی باتیں سننے کے بعد انہیں دیگر منافقین تک پہنچاتا تھا حسن بصری و مجاہد فرماتے ہیں اس لفظ سے منافقین کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری معذرتوں کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کی طرف سے اذیت ملنے کا ڈر بھی نہیں اور ان کے اذیت میں پڑنے کی پرواہ بھی نہیں۔

کیونکہ وہ تو ہر طرح کی معذرت وغیرہ کثرت سے سننے والے ہیں۔ اور ابن عباس وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ منافقین کا اس سے یہ مطلب تھا کہ ہماری جانب سے جو بات بھی آپ کے پاس پہنچائی جاتی ہے اس کو سنتے ہیں اور اس پر کان دھرتے ہیں۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے ہاں بے سرو پا باتیں اور چغلیوں پر کوئی پابندی نہیں۔

اہل عرب ہر قول کو کثرت سماع کی وجہ سے بطور مجاز اذن (کان) کہہ دیتے ہیں اور یہ از قبیل تسمیۃ الحال باسم محل ہے۔ جیسا کہ ”رؤیت“ (دیکھنے) کو آنکھ کہہ دیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہاں مضاف محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔

ذُو اُذُنٍ (کان والا) اور بعض نے کہا یہ عرب کے قول

اذن للشی بمعنی استمع سے ماخوذ ہے۔

اور درج ذیل حدیث میں اذن کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

[ (حوالہ ۱۲۶) التوبہ: ۶۱ ]

ما اذن اللہ لشیء کا ذنہ لنبی یتغنی بالقران (۱۲۷)  
 اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اس طرح نہیں سنی جس طرح اس نے اپنے نبی کے قرآن  
 پاک پڑھنے کو سنا۔

مشہور یہ ہے کہ اذن ذال کے ضمہ کے ساتھ ہے اور نافع نے ذال کے سکون کے  
 ساتھ پڑھا ہے اور ابن عطیہ نے ”اُذُنٌ خَيْرٌ“ کا معنی کیا ہے کہ وہ بھلائی اور حق سنتے  
 ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں سنتے۔ اور مشہور قرأت اضافت کے ساتھ اُذُنٌ خَيْرٌ ہے۔  
 عاصم کی قرأت میں ”خیر“ پر رفع اور اذن پر تنوین ہے۔

اور فرماتے ہیں یہ قرأت حسن کی تفسیر کے موافق ہے۔ جنہوں نے اُذُنٌ خَيْرٌ کی  
 تفسیر مَنْ يَقْبَلُ مَعَاذِ تَيْدِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ سے کی ہے یعنی جو تمہاری معذرتوں کو قبول  
 فرماتے ہیں وہ تمہارے حق میں بہتر ہیں۔  
 عزنی فرماتے ہیں۔

یہ اسم گرامی بیان اصوات کے ادراک کی اس فضیلت سے تعلق رکھتا ہے جو  
 فضیلت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرماد ہے۔ پس آپ کے ہاں خیر ہی کا گزر ہو سکتا ہے  
 اور آپ اچھی بات ہی سنتے ہیں۔  
 مصنف فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس اسم کی موافقت سابقہ طویل حدیث کے یہ الفاظ بھی فرما رہے  
 ہیں۔

فیتشاعن بهم ویشغلهم فیما اصلحهم والامۃ.....

لا یدکر عنہ غیر ذالک ولا یقبد من احد غیرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب حاجات کی طرف متوجہ رہتے اور صحابہ کو ان کی اور  
 امت کی بہبودی کے امور میں متوجہ رکھتے.....

آپ کی مجلس میں مفید اور ضروری امور کا تذکرہ ہوتا اور آپ کے ہاں ایسے امور

[حوالہ ۱۲۷) الداری: ۲/۴۷۳، شرح النبی للبقوی: ۴/۴۸۴]

کی شنوائی نہ ہوتی جن میں کچھ فائدہ نہ ہوتا۔  
 ترمذی نے شمائل میں حسن بن علی سے وہ روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں  
 کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ و شمائل کے  
 بارے میں دریافت کیا۔ اس کے جواب میں ہند بن ابی ہالہ نے آپ کے شمائل کا تذکرہ  
 فرمایا۔ اس روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں۔

و فی مجلسہ مجلس صلح و حیاء و امانۃ لا ترفع فیہ الاصوات

لا تو بن فیہ الحرم ای لا تذکر بسوء

آپ کی مجلس صلح، حیاء، خیر اور امانت کی مجلس ہوتی جس میں نہ آوازیں بلند ہوتیں  
 اور نہ عورتوں کا برائی کے ساتھ تذکرہ ہوتا۔ (۱۲۸)  
 صحاح میں ہے کہ اذن مونث کا صیغہ ہے۔ اس لئے اس کی تصغیر اذینۃ آتی ہے اور  
 اس میں جمع اور واحد برابر ہیں۔ کہا جاتا ہے رجل اذن اور رجال اذن

ارجع الناس عقلاً

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ابو نعیم کی الحلیۃ میں مروی درج ذیل حدیث سے  
 اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

عقل نبوی

ابو نعیم کہتے ہیں۔

حدثنا محمد بن احمد بن علی، حدثنا الحارث بن ابی  
 اسامة، حدثنا داؤد بن البحر، حدثنا عباد بن کثیر عن ابی  
 ادريس عن وهب بن منبه قال: قراءت احد وسبعون کتابا  
 فوجدت فی جمیعها ان اللہ لم یعط جمیع الناس من بدء الدنیا  
 الی انقضائها من العقل فی جنب عقل محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم الا کحبة رمل من بین جمیع رمال الدنیا وأن محمدا

[ (حوالہ ۱۲۸) الصحاح: ۵/۲۰۶۹ ]

صلی اللہ علیہ وسلم ارجع الناس عقلا وفضلهم رأیا (۱۲۹)

وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر (۱۷) کتابوں کا وقت نظر سے مطالعہ کیا۔ ان سب میں میں نے یہ پایا کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیام قیامت تک اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جو عقلیں عطا فرمائی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے سامنے ان کی حیثیت اتنی بھی نہ تھی جتنی ریت کے ایک ذرہ کو دنیا کے تمام ریگستانوں کے ذرات سے ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عقل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے برتر تھے اور ہر معاملہ میں آپ کی رائے لوگوں کی آراء سے افضل تھی۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں یہ اسناد ساقط ہے اور اس کی سند میں داؤد نامی راوی کذاب اور وضاع (اپنی طرف سے حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔ اس نے ایک کتاب عقل کے موضوع پر لکھی ہے جس میں تمام احادیث موضوع ہیں۔ حفاظ حدیث نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اس کتاب میں مندرج احادیث میں سے ایک درج ذیل حدیث ہے جس کو اس نے عباد سے اور انہوں نے ابن جریج سے اور انہوں نے عطاء سے اور انہوں نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

افضل الناس اعقل الناس (۱۳۰)

لوگوں میں سب سے افضل ذات سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

اور ابن عباس نے فرمایا اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف (۱۳۱) میں فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق کے ظاہری و باطنی معاملات کی تدبیر اور آپ کی سیاست خاصہ و عامہ اور آپ کی صفات حمیدہ اور آپ کے احوال مبارکہ اور آپ کی تبلیغ شریعت وغیرہ میں جو شخص بھی غور و فکر کرتا ہے۔ اس کو تمام انسانوں کی عقول پر آپ صلی

[حوالہ ۱۲۹) حلیۃ الاولیاء: ۳/۲۶]

[حوالہ ۱۳۰) تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۲۹ کشف الخفاء للعجلونی ۱/۵۷۱]

[حوالہ ۱۳۱) الشفاء: ۱/۱۲۶]



اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک کی برتری و افضلیت اور آپ کی رائے کی عمدگی کا یقین ہوتا ہے اور پھر ان سب امور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور بغیر کسی سابقہ تعلیم اور تجربہ کے تھا۔

اور قاضی عیاض ہی فرماتے ہیں۔

عقل ہی عمدگی رائے جو دت تدبیر، اصابت فکر، صدق ظن، اور امور کے انجام، نفس کی مصالح پر نظر اور مجاہدہ شہوت حسن سیاست و تدبیر فضیلتوں کا حصول اور رذیل کاموں سے اجتناب وغیرہ صفات ابھرتی اور متفرع ہوتی ہیں۔ ان تمام صفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال درجہ پر فائز تھے۔ جہاں تک آپ کے سوا کسی دوسرے بشر کی رسائی ناممکن ہے۔

### محل عقل

محل عقل میں اختلاف ہے۔ جمہور متکلمین اور شافعیہ کے نزدیک عقل کا محل قلب ہے اور اکثر اطباء اور احناف کے نزدیک عقل کا محل دماغ ہے۔

### عقل کی تعریف

بعض لوگوں نے عقل کی یہ تعریف کی ہے۔

هو التثبت في الامور لانه يعقل صاحبه عن التورط في المهالك  
امور میں تثبت کا نام عقل ہے کیونکہ عقل انسان کو ہلاکتوں میں گرنے سے بچاتی

ہے۔

اور بعض نے یہ تعریف کی ہے۔

هو التمييز الذي يميز به الانسان عن سائر الحيوان  
عقل وہ فطری صفت ہے جس کے ذریعے انسان باقی تمام حیوانوں سے ممتاز ہوتا

ہے۔

اور بعض حضرات نے ان الفاظ سے عقل کی تعریف کی ہے۔

صفتہ یبیزبہا بین الحسن والقبح  
عقل وہ صفت ہے جس کے سبب انسان حسن و قبح کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔  
اور علامہ محاسبی عقل کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

هو نور فی القلب یفید الادراک  
عقل قلب میں پایا جانے والا وہ نور ہے جو افادۂ ادراک کرتا ہے۔  
اور فرماتے ہیں۔

اس نور میں قلت و کثرت آتی رہتی ہے۔ جب وہ قوی ہوتا ہے تو سفلی جذبات  
و خواہشات کو کچل دیتا ہے۔

اور حضرت امام الحرمین نے عقل کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

العقل علوم ضروریۃ یعطیها حواس السمع والبصر والنطق او  
لابد فی کسبها من الحواس

عقل ان بدیہی علوم کا نام ہے جو حواس سمع، بصر اور نطق کو عطا کئے جاتے ہیں یا  
ان بدیہی علوم کا نام جن کے کسب و حصول میں حواس کا واسطہ لازمی ہے۔

### اقسام عقل

بعض نے فرمایا کہ عقل کی درج ذیل چند اقسام ہیں۔

- ۱- غریزی: عقل کی یہ قسم ہر انسان میں ہوتی ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔
- ۲- کسبی: عقل کی اس قسم کو انسان عقلاء اور دانشوروں کی صحبت و معاشرت سے  
حاصل کرتا ہے اور یہ کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔
- ۳- عطائی: عقل کی یہ قسم مومن کے ساتھ مختص ہے جس کے ذریعے وہ ایمان کی  
ہدایت پاتا ہے۔

۴- نبوی: یہ انبیاء کرام کی عقل ہے۔

۵- شرفی: یہ عقل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ آپ کی عقل تمام عقول  
سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں)

عقل کی ایک چھٹی قسم بھی ہے اور وہ عقل الزہاد (زاہد لوگوں کی عقل) ہے۔

اور اس کا مرتبہ عقل نبوی اور عطائی کے درمیان ہے۔

فقہاء کرام نے فرمایا

کہ اگر کوئی شخص وصیت کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ میرا حال میری موت کے بعد

سب سے زیادہ عقلمند لوگوں کو دیا جائے تو اس کی وصیت کی تنفیذ کرتے ہوئے اس کے مال کو زاہدوں پر صرف کیا جائے گا۔

علم و عقل میں سے کون افضل ہے؟

علم و عقل کے درمیان فضیلت دینے میں اختلاف ہے۔ ہمارے شیخ علامہ محی

الدین الکافیجی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ علم اس اعتبار سے افضل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

ذات و صفات کی معرفت تک پہنچانے میں عقل سے زیادہ مدد ہے اور عقل اس اعتبار سے

افضل ہے کہ وہ علم کی اصل اور اس کا منبع و سرچشمہ ہے۔

الاعلیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم گرامی کا تذکرہ علامہ نسفی نے اس مقام پر

کیا ہے جہاں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

بہت سارے اسماء کے ساتھ موسوم فرمایا ہے۔ (۱۳۲)

اس پر دلیل قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی ہے۔

وَهُوَ بِالْأَفْقِ الْأَعْلَى (۱۳۳)

اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں)

اس اسم کو اس آیت کریمہ سے اخذ کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر نہ ہو سکی۔ کیونکہ اگر ہم

[حوالہ ۱۳۲) نسفی: ۱۹۵/۴]

[حوالہ ۱۳۳) انجم آیت: ۷]

”استوی“ اور ”ہو“ اور ”دنا فتدلی“ کی ضمائر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع کرتے ہیں تو پھر مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے لیکن تفسیر میں یہ قول مرجوع ہے۔ نیز نحوی اعتبار سے بھی یہ درست نہیں کیونکہ اس طرح ہو ضمیر کو موصوف اور الاعلیٰ کو اس کی صفت قرار دینا پڑے گا حالانکہ علماء نحو کے نزدیک یہ طے شدہ بات ہے کہ ضمیر کو موصوف نہیں بنایا جاسکتا اگرچہ بعض نحاة اس بات کے قائل ہیں لیکن ان کی یہ رائے ضعیف ہے۔

### تاویل

(علامہ نسفی کے اس قول کی علامہ سیوطی ایک تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں) ممکن ہے کہ ”الاعلیٰ استوی“ کی ضمیر مستتر سے حال ہو اور ”ہو بالافق“ مبتداء و خبر مل کر جملہ بھی اسی ضمیر سے حال ہو۔ اور اس کی تقدیر یوں ہوگی۔

فاستوی الاعلیٰ ای علیا حال کونہ بالافق

اور فرماتے ہیں اگر ترکیب یوں ہو تو پھر علامہ نسفی کے موقف کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ مجھے اس کے علاوہ دوسری کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ الاعلیٰ ”علو“ سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ علو کی دو قسمیں ہیں۔

حسی و معنوی، علو معنوی معقولات کے مراتب میں پایا جاتا ہے جیسا کہ ادراکات عقلیہ اور کامل و ناقص کے درمیان پایا جانے والا تفاوت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں یہی علو معنوی مراد ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بلند ترین بزرگ ترین اور عظیم ترین ہیں۔ باقی سب آپ سے کم مرتبہ اور آپ کے جھنڈے کے نیچے ہیں۔

### الاعلم باللہ

اس اسم پاک کو ابن دجیہ رحمۃ اللہ نے حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔ علم باللہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی عظمت اور اس کے لئے ثابت امور کا علم مراد

ہے۔ جیسا کہ آپ کے اسم اتقی کی شرح میں گزری ہوئی حدیث میں ارشاد ہے۔  
 ”واعلمکم بحدود اللہ“ (اللہ کی حدود کو میں تم سے زیادہ جاننے والا ہوں) اللہ  
 تعالیٰ کی صفات و عظمت کا یہ علم متعارف سے زیادہ فوقیت والا ہے۔ اس کا بیان حضور  
 کے اسم مبارک العالم کے تحت آئے گا۔

## الاحشی للہ

اس اسم پاک کو میں نے اوپر جو حدیث ذکر ہوئی ہے اس سے اخذ کیا ہے۔  
 خشیت خوف کو کہا جاتا ہے بعض نے فرمایا کہ خشیت خوف سے بڑھ کر اور ہیبت  
 خشیت سے بڑھ کر ہے۔

### خشیت الہی

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں خشیت یہ ہے کہ تم اپنے اندر اتنا خوف پیدا کرو  
 کہ وہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے رکاوٹ بن جائے اور انسان کا اللہ سے  
 اس کی معرفت کی مقدار ڈرنا خوف ہے۔  
 امام بخاری و امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیراً ولضحکتکم  
 قلیلاً (۱۳۵)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم وہ جانتے  
 ہو جو میں جانتا ہوں تم روتے زیادہ اور ہنستے کم۔  
 ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف انعم وصاحب القرن قد التقم القرن وحتی جہتہ ینتظر

[ (حوالہ ۱۳۵) اس کی تخریج ۹۸ نمبر کے تحت گزر چکی ہے ]

حتیٰ یومر (۱۳۶)

میں کیسے آسودگی حاصل کروں جبکہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو اپنے منہ میں لئے ہوئے اور اپنی پیشانی جھکائے ہوئے انتظار کر رہا ہے کہ اسے کس وقت حکم کیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟  
آپ نے فرمایا

حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھا کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر بڑھاپا کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود، واقعہ، مرسلت، عمایتسا لون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے۔

اخبرتنا ام ہاتی بنت ابی الحسن سباعا، اخبرنا ابو العباس بن بحیرة، اخبرنا الحافظ ابوسعید العلائی، اخبرنا ابواسحاق ابراہیم بن محمد الطبری، اخبرنا ابو الحسن بن الحبیزی، اخبرنا ابوطاہر السلفی، اخبرنا المبارک بن عبدالجبار الصوفی، اخبرنا عبدالکریم بن محمد البحاملی، اخبرنا احمد بن ابراہیم بن شاذان، حدثنا محمد بن عیسیٰ بن قرۃ الزہری، حدثنا ابو غسان مالک بن یحییٰ، حدثنا علی بن عاصم عن سہیل بن ابی صالح عن ابيه عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد ینجیہ عبہ من النار ولا یدخلہ الجنۃ قالو ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتفدنی اللہ برحمة منہ وفضل (۱۳۸)

[ (حوالہ ۱۳۶) مسند امام احمد: ۳/۷۷۷، ۳۷۷، الترذی حدیث ۲۲۳۱، ۲۲۳۳ ]

[ (حوالہ ۱۳۸) فتح الباری ۱۱۱/۲۹۵، مسند احمد: ۲/۳۲۲ ]

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نہ جہنم سے بچائے گا اور نہ جنت میں داخل کرے  
گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ آپ کو بھی تو آپ نے فرمایا نہ میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ  
مجھے اپنی رحمت و فضل میں ڈھانپ دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے اپنا دست اقدس اپنے سر انور پر رکھا۔  
ابوغسان نے بھی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور محمد بن عیسیٰ  
نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور ابن شاذان نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔ اور عبدالکریم  
نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور مبارک نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور سلفی نے اپنا ہاتھ  
اپنے سر پر رکھا اور حمیزی نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور طبری نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا  
اور علانی نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور ابن بجمیر نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور ام ہانی  
نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔

(مصنف فرماتے ہیں)

ہم نے اس حدیث کو سند عالی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

## افصح العرب

یہ اسم پاک اس لفظ کے ساتھ اس حدیث میں وارد ہے جسے اصحاب غریب نے  
روایت کیا ہے البتہ اس کی سند مجھے نہ ملی۔ اور درج ذیل الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

انا افصح من نطق بالضاد بیدانی من قریش (۱۳۹)

میں ان لوگوں سے زیادہ فصیح ہوں جو حرف ضاد کا نطق کر سکتے ہیں۔

اس لئے کہ میں قریش سے ہوں

(امام جلال الدین سیوطی "بیدانی من قریش" کا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے

ہیں)

ای من اجل انی منهم

[حوالہ ۱۳۹) الفوائد المجمعہ للشوکانی ۳۲۷- تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۸۷ کشف الخفا للعجلونی]

اس لئے کہ میں قریش سے ہوں۔

”افصح من نطق بالضاد“ کا مطلب یہ ہے کہ میں تمام عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں کیونکہ ضاد کا تعلق عرب ہی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی کی لغت میں حرف ضاد نہیں پایا جاتا۔

الافصح فصیح یفصح سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جب بولنے والے کی لغت عمدہ ہو تو کہا جاتا ہے فصیح الرجل افصح باب افعال سے نہیں کیونکہ اسم تفضیل افعال کے وزن پر صرف ثلاثی مجرد سے بنایا جاتا ہے۔

جب کوئی عربی لغت میں گفتگو کرے تو اس وقت افصح الرجل کہا جاتا ہے۔ صحاح میں ہے۔

رجل فصیح و کلام فصیح ای بلیغ و لسان فصیح ای طلق  
یعنی مرد بلیغ اور کلام بلیغ تیز زبان (مطلب یہ ہے کہ فصاحت متکلم و کلام کی  
صفت ہو تو فصاحت بلاغت کے معنی میں ہوگی)

فصاحت دو معنوں میں استعمال ہے۔

۱- واضح ہونا: جیسا کہ افصح لاصح اس وقت کہا جاتا ہے جب صبح کی روشنی ظاہر اور واضح ہو جائے اور وضاحت کرنے والے کو مفصح کہا جاتا ہے۔

۲- خالص ہونا: افصح اللبن اس وقت کہا جاتا ہے جب دودھ سے جھاگ اتار دی جائے۔

### فصاحت نبوی

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ بریدہ سے اور وہ حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

یا رسول اللہ مالک افصحنا ولم تخرج من بین اظہرنا

یا رسول اللہ آپ کے ہم سب میں سے زیادہ فصیح ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ

آپ ہمیشہ ہمارے درمیان ہی رہے ہیں۔



اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كانت لغة اسعيل قد درست فجاء بها جبرئيل فحفظينها

فحفظتها

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان مٹ چکی تھی پس جبریل امین اس کو میرے پاس لائے اور مجھے یاد کروائی تو میں نے اس کو یاد کر لیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں یونس بن محمد بن ابراہیم بن الحارث سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موسلا دھار بارش کے دن صحابہ کرام سے فرمایا۔

کیف ترون بواسقها؟ (۱۴۱)

اس کے بادلوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

صحابہ نے عرض کیا بہت ہی خوبصورت ہیں اور ان کی سطحیں (تہہ بہ تہہ ہونا) بہت سخت ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا۔

کیف ترون قواعدھا؟

ان کی بنیادوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

صحابہ نے عرض کیا بہت ہی حسین اور ان کی پختگی بہت ہی شدید ہے۔

آپ نے فرمایا۔

کیف ترون جوفھا؟

ان کے اندرونی حصہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

صحابہ نے جواب دیا۔

ان کا اندرونی حصہ بہت ہی خوبصورت اور اس کی سیاہی بہت ہی زیادہ ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔

[ (حوالہ ۱۴۱) غریب الحدیث للہروی: ۱۰۴/۳ ]

کیف ترون رحاها استدارت ؟  
 ان کی چکی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جب وہ گھومتی ہے؟  
 صحابہ نے عرض کیا۔  
 ان کی چکی بہت ہی خوبصورت ہے اور اس کا گھومنا بہت ہی سخت ہے۔  
 آپ نے فرمایا۔

کیف ترون برقها اخفيا ام يشق شقا ؟  
 ان کی بجلی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ مخفی ہوتی ہے یا وسط آسمان  
 تک سیدھی پھیلتی ہے؟  
 صحابہ نے عرض کیا۔

بلکہ وہ وسط آسمان تک پھیلتی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔

الحياء یعنی بارش

اس کے بعد ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بہت زیادہ فصاحت کے  
 مالک ہیں۔ ہم نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔  
 آپ نے فرمایا۔

حق لبي فانما انزل القرآن على بلسان عربي مبين  
 زیادہ فصیح ہونا میرے شایان شان ہے کیونکہ قرآن مجھ پر واضح عربی زبان میں  
 اتارا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرو سروكم هذا

ولكنه كان يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلس اليه (۱۴۲)

[ (حوالہ ۱۴۲) مسلم نے اہل الصحابہ حدیث نمبر ۱۶۰ میں حضرت عائشہ سے یہ الفاظ منقول ہیں۔ ان رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم لم يكن يسرد الحديث كسر دكم ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اس تیزی کی طرح تیز نہیں بولتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم واضح مفضل تکلم فرماتے تھے۔ آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والا اسے بلا تکلف محفوظ کر لیتا تھا۔

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زبان و بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلحاظ فصاحت و بلاغت اتنی بلندی پر ہیں کہ آپ اس امتیاز سے کوئی سلیم الطبع ناواقف نہیں کسی بلند ہمت، کم گو، فصیح بیان، ماہر علم دین، غواص معانی اور تکلف سے بچنے والے پر آپ کا یہ امتیاز مخفی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات دیئے گئے اور نرالی حکمتوں کے ساتھ خصوصیت بخشی گئی۔ آپکو عرب کی ساری زبانیں سکھائی گئیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ہر قبیلے والوں سے ان کی بولی میں کلام فرماتے اور ان کی بول چال کا بلاغت کے ساتھ لحاظ رکھتے تھے یہاں تک کہ صحابہ کئی مقامات میں آپ کے ارشادات عالیہ کی شرح و تفسیر دریافت کیا کرتے تھے۔

جو شخص آپ کی سیرت و حدیث میں غور و فکر کرے گا اس پر مذکورہ بیانات کی صداقت بخوبی واضح ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش مکہ، انصار مدینہ اور اہل حجاز کے ساتھ کلام ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا ذی المسعار الہمدانی، طہفۃ الہندی، قطن بن حارثہ، اشعث بن قیس، وائل بن زحر، الکندی وغیرہ روساء حضر موت اور بادشاہان یمن کے ساتھ کلام فرمایا۔ (۱۳۳)

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالرزاق، اخبرنا معمر عن الزهزی عن صفوان بن عبدالله عن ام الدرداء عن كعب بن عاصم الاشعري قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

كعب بن عاصم اشعري سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لیس من ام بر من ام صیام فیم سفر (۱۴۴)  
سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

[ (حوالہ ۱۴۴) سنن کبریٰ: ۴/۲۴۲، جم ۵/۴۳۴، مجمع الزوائد ۳/۱۶۱۔ پیشی فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی اسناد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ ]

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مکتوب مبارک

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں:

حدثنا يحيى بن عبد الله بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر الحضرمي، حدثنا عبي محمد بن حجر بن عبد الجبار، حدثني سعيد بن عبد الجبار عن ابيه عبد الجبار عن امه ام يحيى عن وائل بن حجر، قال امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بكتب ثلاثة منها كتاب لي خالص وكتاب لي

ولاهل بيتي باموالنا هناك وكتاب لي ولقومي  
 وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین مکتوب لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان مکتوبات میں سے ایک خالص میرے لئے تھا اور ایک میرے اور میرے گھر والوں کے لئے تھا جس میں ہمارے اموال کے متعلق ہدایات تحریر تھیں اور تیسرا مکتوب میرے اور میرے قبیلہ والوں کے لئے تھا۔

اور جو میرے لئے خالص تھا وہ یہ ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى

المهاجرين امية وائل يستسعى ويترفل عن الاقوال حيث كانوا

من حضر موت

بسم الله الرحمن الرحيم یہ مکتوب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے

مہاجرین ابی امیہ کی طرف ہے کہ وائل کو رو سا حضر موت پر امیر مقرر کیا جاتا ہے اور وہ

ان سے جہاں کہیں بھی ہوں صدقات وصول کرے گا۔

اور جو مکتوب میرے اور میرے گھر والوں کے لئے تھا اس میں ارشاد تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى مهاجر بن  
ابى امية لابناء معشر وابناء ضمضاج اقوال شنوة بها كان لهم  
فيها من ملك ومزاهر وعمران وبحر وملح والحجر وما كان  
لهم من مال اترثوه وما لهم فيها من مال بحضر موت اعلاها  
واسفلها من الذبة والجوار الله لهم جار واليومنون على ذلك  
انصار۔

یہ مکتوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مہاجر بن ابوامیہ کی جانب  
ہے کہ رؤسا شنوة معشر ضمضاج کی اولاد کا حق ان کی مملوک جائیداد اور آباد زمینیں اور  
آبادی کے اردگرد کے غیر آباد رقبے اور سمندر، نمک اور تجارتی گزرگاہیں اور وہ مال  
وجائیداد جو انہیں وراثت میں ملا ہے اور جو مال وجائیداد حضرت موت کے علاقہ میں  
ہے وہ بھی ان کا حق ہے خواہ اس کا تعلق حضرت موت کے بالائی حصہ سے ہو یا نشیبی  
سے۔ اللہ تعالیٰ ان کو پناہ دینے والا ہے اور مومن اس بارے میں ان کے مددگار ہیں۔  
اور جو مکتوب میرے اور میرے قبیلے والوں کے لئے تھا۔  
اس میں یہ ارشاد عالیہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى وائل بن  
حجر والاقوال العباہلة من حضر موت باقام الصلوة وابتاء  
الزکوة من الصرمة الیشبية ولصاحبها التعبه لاجلب ولا حنب  
ولاشعار ولا وراط في الاسلام لكل عشرة من السرايا ما يحمل  
العراہ من التبر من اجبی فقد اربی

بسم الله الرحمن الرحيم یہ مکتوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے وائل  
بن حجر اور حضر موت کے رؤسا مباہلہ کی طرف ہے۔ جس میں نماز کے قائم کرنے اور

بکریوں کے عمدہ گلہ سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ چالیس بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اسلام میں نہ حرج ہے اور نہ عیب اور دھوکہ دہی اور عمدہ کھجوروں میں دسواں حصہ عشر ادا کرنا ہوگا جس نے زیادہ لیا بے شک اس نے سود وصول کیا۔  
خطابی اپنی کتاب غریب الحدیث میں روایت کرتے ہیں۔

حدثنی محمد بن الحسین بن ابراہیم قال اخرج الینا ابو اسحاق ابراہیم بن الحسین بن داؤد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن سعید بن عبدالجبار بن وائل بن حجر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتابا فی آدم ذکر انہ کتاب کتبہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجدہ وائل بن حجر املی علی بن ابی طالب وفیہ

محمد بن حسین بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ہمیں ابو اسحاق ابراہیم بن حسین بن داؤد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن سعید بن عبدالجبار بن وائل بن حجر نے ایک مکتوب نکال کر دکھایا جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور انہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب ہے جسے آپ نے میرے دادا حضرت وائل بن حجر کو لکھا تھا اور اس مکتوب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو املاء کروایا تھا اور اس مکتوب یہ کلمات مبارکہ تحریر تھے۔

من محمد رسول اللہ الی الاقیال العباہلۃ والارداع الشایب  
من حضر موت باقام الصلوۃ المفروضۃ واداء الزکوۃ  
المعلومۃ عند محلها فی الشعبۃ شاہ لا تعودہ الالیاط ولاضناک  
وانطوا الثجۃ وفی الیثوب الخمس ومن زنی منهم بکر  
فاصقعوہ مائۃ واستو خضوہ عاما ومن زنی منهم ثیب حضر  
جوه بالاضايم ولا توصفهم فی الدین ولا غبۃ فی فرائض اللہ  
وکل مسکر حرام ووائل بن حجر یرفد علی الاقیال امر

## آمرہ رسول اللہ

یہ مکتوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت موت کے روماء مباہلہ اور بیداز مغزنو جوانوں کی طرف ہے جس میں نماز فرض قائم کرنے اور زکوٰۃ معلومہ اپنے محل میں ادا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ چالیس بکریوں میں ایک ہے۔ جو نہ بہت دبلی اور نہ بہت موٹی ہو اور پیداوار میں پانچواں حصہ ہے۔ اور جو کوئی کنوارا زنا کرے اسے سو کوڑوں کی سزا دو اور ایک سال جلاوطن کر دو اور شادی شدہ زانی کو پتھروں سے رجم کر دو دین میں ڈھیل نہیں اور اللہ کے فرائض میں اخفاء نہیں اور ہر نشے والی چیز حرام ہے اور وائل بن حجر کو رؤسا حضرت موت پر امیر مقرر کیا جاتا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مکتوبات اور دیگر مکاتب میں بڑا واضح فرق ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا طرز تکلم یہی تھا اور ان کی بلاغت و تحریر کا انداز یہی تھا اور ان الفاظ کو اکثر استعمال کرتے تھے اس لئے آپ نے بھی ان کے مقابلے میں وہی الفاظ استعمال فرمائے تاکہ قرآن کریم اور وحی کے احکام لوگوں کو ان کی زبان میں واضح طور پر سمجھا دیئے جائیں۔ اس لئے آپ نے لوگوں کو قرآنی احکام کا مفہوم اسی زبان میں بیان فرمایا جس کو وہ لوگ استعمال کرتے اور بہتر سمجھتے تھے۔ (۱۳۵)



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامِ معتاد

### اور فصاحت معلومہ کے چند نمونے

رہی آپ کے کلامِ معتاد اور فصاحت معلومہ جو امع کلم اور ماثورہ حکمتوں کی بات تو اس بارے میں علماء نے کئی مجموعے تالیف کئے ہیں اور ایسے الفاظ و معانی کی کئی کتب تیار کی جا چکی ہیں۔ نمونے کے طور پر چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔

۱- السلبون تکافأ دمائهم ویسعی بذمتهم ادناہم وہم یدعہ

من سواہم (۱۳۶)

تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے اگر کوئی کم درجہ والا مسلمان کسی قوم کو امان دے گا یا عہد کرے گا تو مسلمانوں پر اس کی پابندی لازم ہے۔ تمام مسلمان دشمن کے مقابلے میں یکجان ہوں گے۔

۲- الناس کاسنان الشط (۲۳۷)

تمام انسان اس طرح برابر ہیں جس طرح کنگھی کے دندانے۔

۳- المؤمن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا (۱۳۸)

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی مانند ہے جس کا بعض حصہ بعض کو

مضبوط بناتا ہے۔

[ (حوالہ ۱۳۶) فتح الباری ۱۲/۱۶۱، ابوداؤد کتاب الجہاد باب ۱۵۸، ابن بامہ حدیث ۱۶۸۳- السنن الکبریٰ

بیہقی ۲۹/۸ ]

[ (حوالہ ۱۳۷) مناہل الصفا للسیوطی صفحہ ۱۱، الاسماء والکنی بلا دلابی ۱/۱۶۸، اللالی المصنوعۃ ۲/۱۵۶ ]

[ (حوالہ ۱۳۸) البخاری ۱/۱۲۹، ۳/۱۶۹، ۸/۱۳، مسلم البر والصلۃ باب ۱۷ حدیث ۸۵ ترمذی حدیث ۱۹۲۸ ]

۴- الْبَرُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (۱۳۹)

ہر انسان کو اس کی معیت حاصل ہوگی جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔

۵- والناس معادن (۱۵۰)

۶- ما هلك امرء عرف قدره (۱۵۱)

جو اپنی قدر کو پہچانتا ہے وہ ہلاک نہیں ہوتا۔

۷- المستشار مؤمن (۱۵۲)

جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔

۸- اسلم تسلم يؤتك الله اجرک مرتین (۱۵۳)

اسلام قبول کرو محفوظ ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ دہرا اجر دے گا۔

۹- نهيه عن قيل وقال واضاعة مال وكثرة السئوال ومنع

وهات وعقوق الامهات وواد البنات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اختلاف، اضاعت مال اور کثرت سوال اور کنجوسی و گداگری سے اور ماؤں کی نافرمانی اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۰- احب حبيبك هونا ما عسى ان يكون بغيضك يوما

وابغض بغيضك هونا ما عسى ان يكون حبيبك يوما (۱۵۴)

[ (حوالہ ۱۳۹) البخاری ۸/۳۸ و ۳۹- مسلم: البر والصلد باب ۵۰ حدیث ۱۶۵- الترمذی حدیث ۲۳۸۵ و

۳۵۳۵ و ۳۵۳۶- ابوداؤد الادب باب ۱۲۳ ]

[ (حوالہ ۱۵۰) متدرک الحاکم ۳/۳۲- حلیۃ الاولیاء ۶/۲۵۶- مناہل الصفا ص ۱۱ ]

[ (حوالہ ۱۵۱) الشفاء ۱/۱۷۴- مناہل الصفا صفحہ ۱۲ ]

[ (حوالہ ۱۵۲) ابوداؤد باب ۱۲۳- الترمذی حدیث ۲۸۲۲ و ۲۸۲۳- مسند امام احمد ۵/۲۷۴- المستدرک ۳/۱۳۱-

البیہقی ۱۰/۱۱۲- مجمع الزوائد ۸/۹۶ و ۹۷- الدارمی ۲/۲۱۹ ]

[ (حوالہ ۱۵۳) مجمع الزوائد ۸/۸۸ طبرانی اس حدیث کو اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند میں جمیل بن زید

ضعیف ہے۔ مناہل الصفاء صفحہ ۱۱۲ لجر دحین ۱/۲۰۳۵ ]

لوگوں کے مزاج مختلف قسم کے ہوتے ہیں جس طرح زمین میں مختلف قسم کی معدنیات ہوتی ہیں۔

اپنے دوست کو کم راز دار بناؤ مبادا وہ کسی روز تیرا دشمن بن جائے اور اپنے دشمن سے کم نفرت کرو ممکن ہے کہ کسی روز وہ تیرا دوست بن جائے۔

۱۱- والظلم طلبات يوم القيامة (۱۵۵)

ظلم قیامت کے روز تاریکیاں بن جائے گا۔

ان کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نادر حکیمانہ اقوال اور جوامع کلم بے شمار ہیں جن کے کئی مجموعے اور دواوین تیار کئے گئے ہیں جو عربی زبان کا طرہ امتیاز ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں)

اخبرني ابو الفضل الازهرى بقراتي عليه، اخبرنا ابو الفرج

الغزى، اخبرنا على بن احمد بن بيان، اخبرنا محمد بن

محمد بن مخلد، اخبرنا ابو علي الصفاء، اخبرنا الحسن بن

عرفة، حدثنا هشيم بن بشير عن عبدالرحمن بن اسحاق

القرشي، عن ابي بردة عن ابي موسى الاشعري قال-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت فواتح الكلم

وخواتمه وجوا معه (۱۵۶) فقلنا يا رسول الله علينا ما عليك

الله عز وجل فعلينا التشهد في الصلوة

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ مجھے کلمات کے آغاز اور ان کے انجام اور جامع کلمات عطا فرمائے گئے

ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم عطا فرمایا ہے اس میں سے

ہمیں بھی کچھ سکھائیے، تو آپ نے ہمیں نماز کا تشہد سکھایا۔“

[ (حوالہ ۱۵۵) فتح الباری ۵/۱۰۰- البخاری ۳/۱۶۹- مسند امام احمد ۲/۵۹ و ۱۳۷- الترمذی ۲۰۳۰ ]

[ (حوالہ ۱۵۶) المطالب العالیۃ حدیث ۳۸۲۳- اتحاف السادة المتقين ۷/۱۷۳ ]

اس حدیث کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی و ابویعلیٰ نے شعب الایمان میں روایت فرمایا ہے۔

امام ابویعلیٰ و امام بیہقی نے حضرت عمر سے دو طریقوں سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا ایہا الناس انی قد اتیت جوامع الکلم و خواتیمہ و اختصر لی

الکلام اختصاراً (۱۵۷)

اے لوگوں مجھے جوامع الکلم اور خواتیم الکلم عطا فرمائے ہیں اور میرے لئے کلام کو اختصار فرمایا گیا۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی کی تبلیغ اور اپنے دین کی توضیح کا منصب عطا فرمایا۔ اس لئے ان کے لئے بے نظیر لغت اور فصیح ترین و واضح ترین زبان سے نوازا پھر آپ کو ایسے جامع کلمات سے سرفراز فرمایا جنہیں آپ کی نبوت کے لئے چادر اور رسالت کے لئے علامت بنا دیا کہ تھوڑے سے کلمات میں بہت سارا علم پایا جائے تاکہ سننے والے ان کو آسانی سے یاد رکھ سکیں اور ان پر ان کلمات کا بوجھ نہ پڑے جو آپ کے جامع کلمات کی جستجو کرے گا وہ ان کے بیان کی کمی نہیں پائے گا۔ اور فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت سے اس امر کا بھی تعلق ہے کہ آپ نے ایسے کلمات سے تکلم فرمایا ہے جنہیں آپ ہی نے استعمال فرمایا ہے۔ آپ سے قبل کسی عربی سے ایسے کلمات نہیں سنے گئے نہ کسی قدیم کلام میں پائے گئے۔ نہ کوئی انسان ایسے کلام پر قادر ہو سکا۔

ان ارشادات عالیہ کے چند نمونے مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں۔ (۱۵۸)

[حوالہ ۱۵۷] ابن کثیر: ۴/۱۹۶۔ ابن کثیر نے ابویعلیٰ کا حوالہ دیا ہے۔]

[حوالہ ۱۵۸] مناهل الصفاء ص ۱۲]

(۱) مات حتف انفه (اپنی طبعی موت مرا)  
جو شخص میدان جہاد میں جنگ کے بغیر مر جائے تو اس کی تعبیر ان الفاظ سے فرمائی

ہے۔

(۲) میدان کارزار گرم ہو جائے اور گھمسان کی جنگ جاری ہونے کی تعبیر ان  
الفاظ سے فرمائی۔

وحی الوطیس (۱۵۹)

(تندور گرم ہو گیا ہے)

ولا یلدغ المؤمن من حُجرٍ مرتین (۱۶۰)

مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔

اس باپ سے تعلق رکھنے والے بہت سارے الفاظ ضرب الامثال کے طور پر  
استعمال ہوتے ہیں اور انہی کلمات میں وہ تمام اسمائے شریعہ بھی داخل ہیں جنہیں آپ  
نے ایجاد فرمایا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کیا ہے اور انہوں  
نے محمد بن ابراہیم سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن عتیک انہوں نے اپنے باپ سے  
وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

مات حتف انفه (وہ اپنی موت آپ مرا)

قسم بخدا یہ ایسا کلمہ ہے جو میں نے آپ سے پہلے عربوں سے نہیں سنا۔

سبعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مات حتف انفه

واللہ انہا لکلیۃ ما سبعتها من العرب قبل رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم

[ (حوالہ ۱۵۹) مسلم الجہاد حدیث: ۷۶ مسند احمد: ۱/۲۰۷ ]

[ (حوالہ ۱۶۰) البخاری، فتح الباری ۱۰/۵۲۹، مسلم الزہد حدیث: ۶۳ ابوداؤد الادب باب: ۲۹ ]

## اکثر الانبیاء تبعاً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو ابن دحیہ رحمۃ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث سے اخذ کیا ہے۔  
وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انا اول شفیع یوم القيامة وانا اکثر الانبياء تبعاً یوم القيامة  
لان من الانبياء من یاتی یوم القيامة ما معہ مصدق غیر  
واحد (۱۶۱)

قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا۔ انبیاء کرام میں  
سب سے زیادہ امتی میرے ہوں گے۔ انبیاء کرام میں بعض ایسے نبی بھی ہوں گے جو  
قیامت کے روز صرف ایک تصدیق کرنے والے کے ساتھ تشریف لائیں گے۔  
ابن دحیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ  
انہوں نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لی حوضاً طولہ ما بین الکعبۃ الی بیت المقدس ابیض من  
اللبن وانی اکثر الانبياء تبعاً یوم القيامة (۱۶۲)

مجھے ایسا حوض عطا کیا گیا ہے جس کی لمبائی کعبہ معظمہ سے لیکر بیت المقدس تک  
(کی لمبائی کی مانند) ہوگی جو دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور میں قیامت کے روز تمام  
انبیاء سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

تبعاً حرف تا اور با کے فتح کے ساتھ تابع کی جمع ہے جیسا کہ خدم خادم کی جمع ہے۔  
اگر تم یہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جزم و یقین کے ساتھ  
فرمایا کہ میں قیامت کے روز تمام انبیاء سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا اور دوسری  
حدیث میں اس بارے میں صرف امید کا اظہار فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاری

[حوالہ (۱۶۱) لیبہقی ۳/۹ تاریخ بغداد ۱۲/۴۰۰]

[حوالہ (۱۶۲) مسند امام احمد ۴/۴۲۴۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۶۵]

نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما بین الانبیاء نبی الا اعطی من الایات ما مثله امن علیہ  
البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا او حاہ اللہ الی فارجوا ان  
اکون اکثرہم تابعا یوم القیامة (۱۶۳)

انبیاء میں سے کچھ ایسے نبی بھی ہیں جنہیں معجزات کی اتنی مقدار عطا ہوئی کہ انسان

ان پر ایمان لائے۔

اور مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا فرمایا اس لئے مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے  
روز تمام انبیاء سے زیادہ پیروکاروں والا ہوں گا۔

(مصنف فرماتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ شاید یہ بات آپ نے اپنی امت کے احوال و تعداد کے منکشف  
ہونے سے پہلے فرمائی ہو اور بعد میں اللہ تعالیٰ آپ کی امید پوری فرمادی ہو۔

اخبرنی ابو الفضل بن احمد الامام قراءۃ، اخبرنا ابو احمد  
العسقلانی، اخبرنا ابو الحزم القلانسی، اخبرنا قاضی بن ابی  
الفضل، اخبرنا ابو حفص بن طبررد، اخبرنا ابو القاسم  
الشیبانی، اخبرنا ابو طالب بن غیلان، اخبرنا ابو بکر الشافعی،  
حدثنا محمد بن غالب، حدثنا خلف بن موسیٰ بن خلف،  
حدثنا ابی عن قتادة عن الحسن والعلاء بن زیاد عن عمران بن  
حصین ان عبد الله بن مسعود قال، قال رسول الله صلی اللہ  
علیہ وسلم۔

عرضت علی الانبیاء باتباعها فاذا النبی معہ ثلاثة من امتہ واذا  
النبی معہ عصابة من امتہ واذا النبی معہ نفرو اذا النبی لیس  
معہ احد وقد انباکم اللہ عن قوم لوط فقال

[حوالہ ۱۶۳) فتح الباری ۹/۱۳، ۳/۲۳۷]

أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ حَتَّى مَرَّ بِى مُوسَى بِنِى عِمْرَانَ فِى  
كَبْكَبَةٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَلَمَّا رَأَيْتَهُمْ اعْجَبُونِى وَرَاعُونِى قُلْتُ  
مِنْ هَذَا قَالُوا هَذَا إِخْوَكُ مُوسَى وَمَنْ مَعَهُ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
قُلْتُ يَا رَبِّ ائِنِّ امْتِى؟

قال انظر عن يمينك فاذا الظراب طراب مكة وقد سد وجوه  
الرجال فقال ارضيت يا محمد قلت رب رضيت

قال انظر عن يسارك فاذا الافق قد سد وجوه الرجال فقال  
ارضيت يا محمد قلت رب رضيت

قال فان مع هؤلاء سبعين الفا يدخلون الجنة بغير حساب (۱۶۳)  
حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا۔

مجھ پر انبیاء کرام کو ان کے پیروکاروں سمیت پیش کیا گیا پس (میں نے دیکھا  
کہ) کسی نبی کے ساتھ اس کے تین پیروکار ہیں اور کسی نبی کے ساتھ ایک جماعت اور  
کسی نبی کے ساتھ کچھ افراد ہیں اور کسی نبی کے ساتھ ایک بھی نہیں بے شک اللہ تعالیٰ  
نے قوم لوط کے بارے میں خبر دی ہے الیس منکم رجل رشید؟ (کیا تم میں ایک  
آدمی بھی نیک چلن نہیں ہے)

یہاں تک کہ مجھ سے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے ایک  
قافلے کے ساتھ گزر ہوا جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے تعجب اور خوف لاحق ہو گیا۔  
میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان  
کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب میری امت کہاں ہے؟  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی داہنی طرف نظر ڈالو پس میں نے ایک جگہ دیکھی جو مکہ کی سرزمین  
(کی مانند) نظر آئی جس میں لوگ ہی لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد تم راضی ہو

[ (حوالہ ۱۶۳) حلیۃ الاولیاء: ۹/۲ و ۱۳/۱۳۷-۱۳۸ اتحاف السادة المنقین للربندی ۱۰/۵۶۷ ]



گئے؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی بائیں جانب دیکھو۔ جب میں نے بائیں جانب دیکھا تو زمین سے افق آسمان تک فضا لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد کیا تم راضی ہو گئے؟ میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں راضی ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کے ساتھ ستر ہزار لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدالصمد، حدثنا عبدالعزیز بن مسلم، حدثنا ابوسفیان  
الشعبانی عن محارب بن دثار عن ابی بریدۃ عن ابیہ عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم قال اهل الجنة عشرون مائة صف هذه  
الامة بين ذلك ثمانون صفا (۱۶۵)

ابو بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی اور اس امت کی اسی کے قریب صفیں ہوں گی۔

اس حدیث کو طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اخبرنا عبد بن حبیر، اخبرنا عبید اللہ بن موسیٰ عن موسیٰ  
بن عبیدۃ الربدی عن ایوب بن خالد عن عبید اللہ بن ابی  
رافع عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تأتی امتی یوم القیامۃ مثل اللیل واللیل تتقولوا الملائکۃ لہا  
جاء مع محمد من امتہ اکثر مآجا جاء مع عامۃ الانبیاء  
حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[ (حوالہ ۱۶۵) الترمذی حدیث نمبر ۲۵۲۶ ابن ماجہ: ۴۲۸۹ - الدارمی: ۳۳۷/۲، المستدرک: ۸۲/۱، مسند احمد:

۵..... ۳۳۷ و ۳۵۵ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۰ و ۲۳۳ ]

”قیامت کے دن میری امت رات اور سیلاب کی مانند آئے گی تو فرشتے کہیں گے تمام انبیاء کرام کے ساتھ آنے والی امتوں کی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آنے والی امت زیادہ کس لئے ہے؟ (۱۶۶)

## الاکرم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے فرمایا ہے اور انہوں نے امام دارمی کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا اولهم خروجا وقائد هم اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا نصوا وانا  
مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا نيسوا الكرامة  
والبفاتيح يومئذ بيدي وانا اكرم ولد آدم على ربي يطوف  
على الف خادم كانهم بيض مكنون اولو لوء (۱۶۷)

میں قیامت کے روز انبیاء میں سب سے پہلے مرقد انور سے باہر نکلوں گا اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب وہ مہربلب ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ روک دیئے جائیں گے تو میں ان کی سفارش کروں گا اور وہ جب مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کی مغفرت کی خوشخبری سناؤں گا۔ ساری عزتیں اور سارے خزانے اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گے۔ میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کے ہاں مکرم و معزز ہوں گا۔ جنت میں میرے اردگرد ایک ہزار خدمت گار دست بستہ حاضر ہوں گے وہ اتنے خوبصورت ہوں گے جیسے

[ (حوالہ ۱۶۶) مجمع الزوائد: ۱۰/۳۳۴ پیٹھی نے فرمایا کہ اس حدیث کو امام بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی

سند میں موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔ ]

[ (حوالہ ۱۶۷) الدارمی: ۱/۲۶ ]

چھپائے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا اكرم الاولين والآخرين على الله ولا فخر (۱۶۸)

میں اللہ کے ہاں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے معزز و مکرم ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کے کئی مقامات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کی قسم یاد فرمائی ہے۔

امام بیہقی وغیرہ محدثین نے ابی الجوزاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔

ما خلق الله وما ذراً نفساً اكرم عليه من محمد صلى الله

عليه وسلم وما سبعت الله اقساماً بحياة احد الا بحياته فقال

لَعَدْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (۱۶۹)

اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام کائنات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز کوئی بھی نہیں میں نے نہیں سنا کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کے سوا کسی کی حیات کی قسم یاد فرمائی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَدْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (۱۶۹)

اے حبیب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

تیری حیات و بقاء کی قسم

ابن مردویہ نے ابوالجوزاء کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی

[حوالہ ۱۶۸) تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۷۵]

[حوالہ ۱۶۹) سورہ حجر: ۷۲]

اللہ تعالیٰ عنہما نے ”لَعَبْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ“ کی تفسیر میں فرمایا۔

ما حلف الله بحياة احد الابحياة محمد قال وحياتك وعبرك

وبقائك انهم لفي سكرتهم يعمهون

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے سوا کسی کی حیات کی قسم نہیں فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

”اے حبیب! تیری حیات کی اور تیری عمر کی اور تیری بقاء کی قسم یقیناً وہ کافر نشے میں بھٹک رہے ہیں“

اس حدیث کی مثل حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مکرم ہونے کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے قسم اٹھائی کہ آپ مرسلین میں سے ہیں اور آپ مجنون نہیں اور آپ خلق عظیم پر فائز ہیں اور آپ کو آپ کے رب نے نہ چھوڑا اور نہ ناراض ہوا۔

حضرت امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں۔

حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن الاسود بن قيس سعت جندبا

يحدث ان جبريل ابطأ على النبي فجزع فقل له فنزلت

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (۱۷۰)

اسود بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے جندب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ جبریل امین نے کچھ عرصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری میں تاخیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے تاب ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے متعلق چہ مگوئیاں شروع کر دیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ..... الآية

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور

[ (حوالہ ۱۷۰) سورہ ضحیٰ: ۱ ]

نہ مکروہ جانا۔

## رسول اللہ کی عبادت الہی

اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز ہونے کی ایک یہ علامت بھی ہے کہ آپ عبادت الہی میں بہت زیادہ مشقت اٹھاتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے عبادت میں کمی کرنے کا حکم فرمایا آپ کے سوا کسی کو اس کا امر نہیں فرمایا۔ بلکہ دوسروں کو تو زیادتی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ (۱۷۱)

ابن مردویہ نے محمد بن حنفیہ کے حوالے سے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لما نزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الہزمل قم  
اللیل الاقلیلا فقام اللیل کلہ حتی تورمت قدماء فجعل یرفع  
رجلا ویضع رجلا فہبط جبریل علیہ فقال  
طہ طئی الارض بقدمیک یا محمد ما انزلنا علیک القرآن  
لتشقی (۱۷۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یائہا المزممل قم اللیل ..... الایہ  
(اے جھر مٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے) کا نزول ہوا  
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری پوری رات قیام فرمایا کرتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں قدم  
مبارک میں ورم آ گیا جس کی وجہ سے آپ ایک پاؤں زمین سے اٹھاتے اور دوسرا  
زمین پر رکھتے۔ جبریل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔  
”اے طہ یعنی زمین کو اپنے قدموں سے روندھنے والے اے محمد اللہ تعالیٰ نے  
آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں“  
اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میمون بن مهران کے حوالہ سے ابن عباس

[ (حوالہ ۱۷۱) مسند احمد: ۴/۳۱۳ ]

[ (حوالہ ۱۷۲) البخاری التہجد باب: ۶ الرقاق باب: ۲۰ مسلم المناقین حدیث: ۸۰ ]

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اول ما انزل اللہ علیہ  
الوحي یقوم علی صدور قدمیہ اذا صلی فانزل اللہ ما انزلنا  
علیک القرآن لتشقی (۱۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلے پہلے وحی نازل ہوئی تو آپ نماز کی ادائیگی  
کے وقت پاؤں کے اگلے حصوں پر قیام فرماتے پس اللہ تعالیٰ نے طہ ما انزلنا علیک  
القرآن لتشقی نازل فرمائی۔

یہ حدیث ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت علی سے بھی مروی ہے جس کو امام بزار  
نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم ہونے پر دلالت کرنے والی  
آیات کی کثیر تعداد ہے اور آپ کی مدح و ثناء کرنے والی ان آیات میں سے آپ کے  
لئے ہر اچھی صفت کو ثابت کرنے والی اور آپ کے دشمنوں کی مذمت کرنے والی اور  
انبیاء سابقین کے واقعات سے آپ کو تسلی دینے والی اور آپ پر شفقت کا اظہار فرماتے  
ہوئے آپ کو کفار کے اسلام نہ لانے پر غم کی ممانعت کرنے والی آیات کریمہ سے قرآن  
کریم بھرا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم میں غور و فکر کر لے تو وہ اس بارے میں اتنا  
کچھ استخراج کر لے گا جس کے بیان سے زبانیں اور اکلام تھک جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ پیدا کئے گئے

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے  
کہ آپ ناف بریدہ پیدا کئے گئے تاکہ آپ کی شرم گاہ پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔  
امام طبرانی روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن احمد بن الفرّج، حدثنا سفیان بن محمد

الفزّاری، حدثنا ہیشم عن یونس بن عبید عن الحسن عن

[ (حوالہ ۱۷۳) اخلاق النبوة ص ۱۸۵ ]

انس بن مالک قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كرامتي على ربي أنى ولدت مختونا ولم ير احد سوءتى (۱۸۴)  
حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا اپنے رب کے ہاں مکرم ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ مجھے ناف بریدہ پیدا کیا گیا اور میری شرم گاہ کو کسی نے بھی نہیں دیکھا۔

### ملک الموت بھی آپ کے ہاں اجازت لے کر حاضر ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے ہاں مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ملک الموت (روح قبض کرنے والا فرشتہ) آپ کے پاس اجازت لے کر حاضر ہوئے اور آپ کی روح اقدس کو آپ کی اجازت سے قبض کیا۔ ملک الموت آپ سے قبل کسی کے ساتھ بھی اس طرح پیش نہیں آئے۔

اخبرنا ابوالبعالي بن احمد الفخري وام الفضل بنت محمد البصرية سباعا عليها قالا اخبرنا ابو الفرج بن الشنة اخبرنا ابو الحسن بن قريش اخبرنا عبدالمحسن بن عبدالعزيز عن محمد بن حامد الارتاحي اخبرنا ابو الحسن الفراء اخبرنا عبد الباقي بن فارس، اخبرنا الامام ابو عبد الله الشافعي قال لما كان قبل وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاث هبط اليه جبريل فقال يا محمد ان الله ارسلني اليك اكراما لك وتفصيلا وخاصة لك ليسئلك عما هو اعلم به منك يقول كيف تجدك قال احدني يا جبريل مغبوما واجدني يا جبريل مكروبا فلما كان يوم الثاني هبط اليه جبريل فقال له مثل ذلك فلما كان يوم الثالث هبط اليه جبريل معه ملك الموت ومعها ملك في الهوى يقال له اسعيل على سبعين الف ملك

[ (حوالہ ۱۸۴) الروض الانف للسهيلى: ۱/۱۸۱ ]

كل ملك منهم على سبعين الف ملك فسبقهم جبريل فقال يا  
محمد ان الله ارسلني اليك اكرام لك وتفضيلا لك وخاصة لك  
يسئلك عما هو اعلم به منك يقول كيف تجدك؟

قال اجدني يا جبريل مغموما واجدني يا جبريل مكروبا قال  
واستأذن ملك الموت على الباب فقال له جبريل هذا ملك  
الموت يستأذن عليك ولم يستأذن على آدمي قبلك ولا يستأذن  
على آدمي بعدك فقال ائذن له يا جبريل فقال، عليك السلام  
يا احمد ان الله ارسلني اليك وامرني ان اطيعك فان امرتني ان  
اقبض نفسك قبضتها وان امرتني ان اتركها تركتها قال  
وتفعل ذلك يا ملك الموت

قال نعم بذالك امرت

قال جبريل يا احمد ان الله اشتاق الي لقاءك

قال يا ملك الموت امض لها امرت به (۱۷۵)

امام ابو عبد اللہ شافعی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تین  
دن قبل حضرت جبریل امین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض  
کرنے لگے۔

”اے محمد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں آپ کی عزت و فضیلت اور آپ  
کی خصوصیت کے اظہار کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے وہ چیز دریافت کر رہا ہے  
جس کو وہ آپ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے  
ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل میں اپنے آپ کو عمگین پاتا ہوں اور  
اے جبریل میں اپنے آپ کو مشقت میں پاتا ہوں۔ دوسرے روز پھر جبریل امین بارگاہ  
نبوت میں حاضر ہو کر اسی طرح عرض کرنے لگے جس طرح پہلے عرض کیا تھا اور پھر  
تیسرے روز ملک الموت کے ہمراہ حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ ایک فرشتہ فضا



میں موجود تھا جس کا نام اسماعیل ہے اور وہ فرشتہ ستر ہزار فرشتوں پر رئیس تھا اور ان ستر ہزار فرشتوں میں سے ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے۔ سب سے پہلے جبریل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اے محمد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کی عزت و فضیلت اور آپ کی خصوصیت کے اظہار کے لئے بھیجا ہے۔ وہ آپ سے اس چیز کو دریافت کر رہا ہے جس کو وہ آپ سے زیادہ جاننے والا

ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پارہے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جبریل میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبریل میں اپنے آپ کو کرب میں پاتا ہوں جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ ملک الموت دروازے پر کھڑا آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے اور یہ ملک الموت صرف آپ سے اجازت طلب کر رہا ہے۔ آپ سے پہلے بھی اس نے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آپ کے بعد وہ کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملک الموت نے حاضر ہو کر عرض کیا سلام علیک یا احمد (اے احمد آپ پر سلامتی ہو) اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے آپ کے حکم کی تعمیل کا حکم دیا ہے اگر آپ مجھے اپنی روح مبارک قبض کرنے کا حکم دیں تو میں آپ کی روح قبض کروں گا اور اگر آپ مجھے اس کو ترک کرنے کا حکم دیں تو میں ترک کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت تو یہ کام کرے گا؟ اس نے عرض کی ہاں مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ جبریل امین نے عرض کیا اے احمد اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزریے۔

اس حدیث کو عدنی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

تنبیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسم گرامی بھی اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے نبی کو موسوم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

## الاکلیل

اس اسم پاک کو العزنی رحمۃ اللہ نے ذکر کیا ہے۔  
اور انہوں نے فرمایا

ان اللہ اظہر من صہیون نبیا ومکة اکلایلا محمودا  
اللہ نے صہیون سے نبی اور مکہ مکرمہ سے اکلیل محمود کو ظاہر فرمایا۔  
اور فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اکلیل محمود سے موسوم فرمایا۔ اکلیل کا  
معنی تاج ہے اور بعض نے کہا اکلیل مطلق تاج کو نہیں بلکہ گول اور مدور تاج کو اکلیل کہا  
جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے تاج اور اصفیاء کے سردار ہیں۔

الامام، امام المتقین، امام النبیین، امام الناس، امام الخیر

یہ پانچوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی ہیں۔

اسم الامام کو علامہ عزنی اور ابوالفتح بن سید الناس نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

شاید یہ اسم پاک اللہ تعالیٰ کے ارشاد

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ سے ماخوذ ہے۔

جس روز ہم تمام انسانوں کو ان کے امام یعنی ان کے نبی کے ذریعے بلائیں گے۔

کہا جائے گا اے فلاں کی امت جیسا کہ ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔

حدثنا الحسن بن عرفة حدثني عبد القدوس بن بكر بن حنيس

عن مسعر بن كدام عن قتادة عن انس بن مالك في قوله تعالى

يوم ن دعوا كل اناس بامامهم قال بينهم

حضرت انس نے اس آیت کریمہ میں بامامہم کی تفسیر بینہم سے کی ہے اور لغت

میں امام اسے کہا جاتا ہے جس کی خیر اور بھلائی میں اقتداء کی جاتی ہو۔

اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔

فَقَاتِلُوا آيَةَ الْكُفْرِ (۱۷۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ کا اطلاق ہر مقتداء پر ہوتا ہے۔ خواہ اس کی اقتداء اچھائی میں کی جائے یا برائی میں لیکن امام کا اطلاق صرف اس ذات پر ہوگا جس کی لوگ اچھائی میں اقتداء کرتے ہوں اور انباری فرماتے ہیں۔ امام کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے واحد کی مثال یہ ہے۔

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (۱۷۸)

میں آپ کو لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں۔

اور جمع کی مثال یہ ہے۔

وَجَعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (۱۷۹)

اے رب تو ہمیں متقی لوگوں کے پیشوا بنا۔

علامہ عزنی فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم امام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق آپ کی اقتداء کرتی ہے اور اپنے معاملات میں آپ کی طرف اور آپ کے اقوال و افعال کی طرف رجوع کرتی ہے اور یہ وجہ بھی ہے کہ آپ نے شب معراج تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی اور آپ کے اسم گرامی ”امام النبیین“ کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس نام کو امام احمد و امام ترمذی کی مروی اس حدیث سے اخذ کیا ہے۔

جو انہوں نے حضرت ابی ابن کعب سے روایت کی ہے۔

حضرت ابی ابن کعب فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[حوالہ ۱۷۷) التوبہ: ۱۳]

[حوالہ ۱۷۸) البقرة: ۱۲۳]

[حوالہ ۱۷۹) الفرقان: ۷۴]

اذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين وخطيبهم وصاحب  
شفاعتهم غير فخر

قیامت کے روز میں نبیوں کے امام اور ان کا خطیب اور ان کی سفارش کرنے والا  
ہوں گا بغیر کسی فخر کے۔

امام احمد کے ہاں یہ الفاظ ہیں۔

كنت امام الناس (میں تمام انسانوں کا امام ہوں گا)

اسی لفظ سے انہوں نے امام الناس والا اسم اخذ کیا ہے۔

اور یہ امام النبيين سے عام ہے کیونکہ انسانوں کی تمام اجناس کو شامل ہے اس اسم  
کو قیامت کے دن کے ساتھ خاص فرمانے کا نکتہ آپ کے اسم پاک ”سید الناس“ کے  
تحت آئے گا۔

تیسرے اسم پاک (امام المتقين) کو قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور  
یہ ایک حدیث پاک میں بھی وارد ہے جس کو امام بزار نے روایت کیا ہے۔

حدثنا عيسى بن مريم حدثنا يحيى بن ابي بكير حدثنا جعفر  
بن زياد الاحمر عن هلال الصيرفي حدثنا ابو كشير الانصاري  
حدثنا عبدالله بن اسعد بن زرارة قال قال رسول الله صلى  
الله عليه وسلم ليلة اسرى بي انتهيت الى قصر لولو يتلانا نورا  
واعطيت في علي ثلاث انك سيد المرسلين وامام المتقين وقائد  
الغرا المحجلين (۱۸۱)

حضرت اسعد بن زرارة کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب  
معراج میں نور کی مانند چمکنے والے موتیوں سے بنے ہوئے ایک محل تک پہنچا اور مجھے تین  
القاب عطا فرمائے گئے کہ آپ سید المرسلین ہیں اور آپ امام المتقين ہیں اور آپ ان  
لوگوں کے قائد ہیں جن کے (قیامت کے روز) ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکنے والے

[ (حوالہ ۱۸۱) موارد النظم ان حدیث ۲۳ - تفسیر القرطبی ۳/۱۰۱ و ۶/۱۱ کشف الخفاء للعجلوی ۲/۲۷۷ ]

ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) امام بزار نے اس حدیث کو یوں ہی روایت فرمایا ہے۔  
لیکن ابن قانع نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امرلی فی علی بثلاث خصال انه سید المسلمین، و امام المتقین  
وقائد الغرا المحجلین

مجھے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں تین شائل کا حکم دیا گیا کہ وہ  
مسلمانوں کے سردار اور متقیوں کے امام ہاتھ، پاؤں اور چہرہ چمکنے والے لوگوں کے قائد  
ہیں۔

اس روایت کے مطابق یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم امام المتقین کی  
دلیل نہیں بن سکتی۔

اور پانچویں اسم (امام الخیر) کو میں نے اس حدیث پاک سے اخذ کیا ہے جسے  
امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

اذا صلیتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنوا  
الصلوة فانکم لا تدرون لعل ذالک یرض علیہ قالوا لہ فعلینا  
قال قولوا اللہم اجعل صلوتک ورحمتک وبرکاتک علی سید  
المرسلین و امام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک  
امام الخیر وقائد الخیر ورسولہ الرحمة (۱۸۲)

جب تم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود شریف کا ہدیہ بھیجو تو درود  
بھیجنے میں خوبصورت و حسین انداز اختیار کرو تمہیں کیا خبر کہ شاید تمہارا یہ ہدیہ بارگاہ  
رسالت میں پیش کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں سکھائیں (کہ ہم کس  
طرح درود پڑھیں) انہوں نے فرمایا تم یوں کہو۔

[ (حوالہ ۱۸۲) ابن ماجہ حدیث ۹۰۶ ]

اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور اپنی نوازشات اور اپنی برکات سید المرسلین، امام الممتقین، خاتم النبیین حضرت محمد پر نازل فرما جو تیرے بندے تیرے رسول اور امام الخیر، قائد الخیر اور رسول رحمت ہیں۔

### الآمان امانة اصحابه

ان دونوں مبارک ناموں کو میں نے اس حدیث سے اخذ کیا ہے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

امانان (۱۸۳) عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع احدھا  
وبقی الآخر وما كان اللہ ليعذبهم وانت فيهم وما كان اللہ  
مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (۱۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو امان تھے اب ایک امن اٹھا دیا گیا اور دوسرا امن باقی ہے۔ (پھر یہ آیت تلاوت کی)

امام ترمذی کے ہاں حضرت ابو موسیٰ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ وہ کہتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل اللہ علی لامتی امانین  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے مجھ پر  
دو امانیں اتاریں (ایک میرا ان میں تشریف فرما ہونا اور ایک ان کا استغفار کرنا)  
(اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ  
يَسْتَغْفِرُونَ

(اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف  
فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں)

[ (حوالہ ۱۸۳) مسند امام احمد ۴/۳۹۳، ۴۰۳ ]

[ (حوالہ ۱۸۳) سورة انفال ۳۳ ]

(اور پھر آپ نے فرمایا)

فاذا مغیت ترکت فیہم الاستغفار الی یوم القیامۃ (۱۸۵)  
پھر جب میرا وصال ہو جائے تو میں ان کے اندر استغفار کو تا روز قیامت چھوڑ  
جاؤں گا۔

ان کے علاوہ دیگر محدثین نے صرف آیت کریمہ ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ  
وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ“ نقل کی ہے۔  
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ الی السماء فقال  
النجوم أمانة للساء فاذا ذهبت النجوم الی السماء ما توعد وانا  
أمانة لاصحابی فاذا ذهبت انی اصحابی ما یوعدون وأصحابی  
أمانة لامتی فاذا ذهب اصحابی اتی امتی ما یوعدون (۱۸۶)

(ایک مرتبہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھا  
کر فرمایا ستارے آسمان کے لئے امن کا سبب ہیں جب ستارے ٹوٹ پھوٹ جائیں  
گے تو آسمان پر وہ آئے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (یعنی ٹوٹ پھوٹ جائے گا) اور  
میں اپنے صحابہ کے لئے امن ہوں جب میرا وصال ہو جائے گا تو میرے صحابہ پر وہ  
آئے گا جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ (یعنی حوادث و فتن) اور میرے صحابہ  
میری امت کے لئے امن ہے جب وہ دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو میری امت  
پر وہ آئے گا جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت اور اپنی  
قوم کے لئے عذاب الہی سے امن تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی ان میں موجودگی کے سبب ان کو عذاب سے محفوظ رکھا اور عذاب کو ان سے دور

[ (حوالہ ۱۸۵) الترمذی حدیث ۳۰۸۲ ]

[ (حوالہ ۱۸۶) مسند امام احمد ۳/۳۹۹، الطبرانی الصغیر ۲/۷۳، مستدرک الحاکم ۳/۳۵۷ ]

رکھا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک حیات ظاہری سے متصف رہے اور جب تک آپ کی سنت باقی رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہیں اور جب آپ کی سنت مردہ ہو جائے (یعنی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا جائے) تو پھر بلاء و آزمائش اور فتنہ و فساد اور اختلاف انشقاق کا انتظار کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ”انا امانة لاصحابی“ کا بعض لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدعات سے امن کا سبب ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ امت کے باہمی اختلاف اور فتنوں سے امن کا سبب ہیں۔

## الامر الناهی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں مبارک ناموں کو ابن العربی اور علماء کرام کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (۱۸۷)  
 ”انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا“

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا (درج ذیل شعر ہمیں ہمارے شیخ امام شمشہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھ کر سنایا اور وہ فرماتے ہیں یہی شعر امام ابوالفضل الفخری کے سامنے پڑھا گیا اور میں سن رہا تھا اور امام ابوالفضل فخری اور امام شمشہ دونوں نے فرمایا کہ ہمیں ”بن علی کنانی نے بتایا اور کنانی نے فرمایا کہ ہمیں عبدالعزیز بن محمد بن جماعت نے بتایا کہ امام شرف الدین بوصیری نے اجازت کے طور پر ہمیں سنایا۔

نبینا الامر الناهی فلا احد ابر فی قول لامنہ ولا نعم  
 ہمارے نبی امر معروف، نہی منکر کرنے والے ہیں کوئی

ان سے سچا نہیں، نہیں اور ہاں بولنے میں

[ (حوالہ ۱۸۷) سورة الاعراف ۱۵۷ ]



علامہ عزنی فرماتے ہیں امر وناہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں اس لئے ان اوصاف کی آپ کی طرف اضافت کی جاتی ہے کیونکہ امر وناہی کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور ہمیں دلیل سے معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں اور آپ اس ذات سے احکام نقل کرتے ہیں جو حقیقی امر وناہی ہے (انتہی)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر ہونے کے کئی معانی ہیں اور صحیح ترین مذہب کے مطابق امر سے ایجاد شئی کی اور نہی سے ترک شئی کی طلب مقصود ہوتی ہے۔  
 شیخ شیرازی اور علماء اصول کی ایک جماعت کے نزدیک صحیح ترین روایت کے مطابق امر اور نہی دونوں میں علو (بلندی مرتبہ) کا اعتبار ہے۔ یعنی طالب کا مرتبہ مطلوب منہ (جس سے طلب کی جا رہی) سے بلند ہونا چاہئے۔ امام رازی، آمدی اور ابن حاجب کے نزدیک اصح روایت کے مطابق استعلاء یہ ہے کہ طلب عظمت کے ساتھ ہو۔

جب تم نے مذکورہ باتوں کو معلوم کر لیا ہے تو یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو امر وناہی کے اوصاف سے موصوف فرمانا تمام مخلوق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے علو اور آپ کے منصب کے استعلاء اور آپ کی قدر و عزت کی بلندی پر دلیل ہے اور اسی سے آپ کے احکام کی تعمیل اور آپ کے امر و نہی میں آپ کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے اظہار کے طور پر فرماتا ہے۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (۱۸۸)  
 جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

الامن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم اقدس کو حضرت ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز کی ہولناکیوں سے مامون فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ (۱۸۹)

(جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو)

اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے جب کہ دیگر تمام انبیاء کرام نفسی نفسی پکاریں گے اگر آپ اس روز مامون نہ ہوتے تو تمام انبیاء کرام کی طرح اپنی ذات میں مشغول ہوتے۔ (انتہی)

(مصنف فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت کے روز مامون ہونے پر حدیث بھی وارد ہے جسے امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اوسط میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا جبريل صف لي النار

..... الحديث (۱۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے فرمایا اے جبریل:

میرے سامنے جہنم کے احوال بیان کیجئے۔

اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

فنظر رسول الله صلى الله عليه وسلم الى جبريل وهو يبكي

فقال تبكي يا جبريل وانت من الله بالمكان الذي اتت به

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ وہ اشکبار ہیں

[ (حوالہ ۱۸۹) التحريم ۸۰ ]

[ (حوالہ ۱۹۰) حلیۃ الاولیاء ۶/۳۱۹ ]

تو آپ نے فرمایا اے جبریل! آپ بھی رو رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں وہ بلند مقام ملا ہے جس مقام پر فائز ہو یہ سن کر جبریل امین عرض کرنے لگے۔

وما لا ابکی لعلی أن اکون فی علم اللہ علی غیر الحالة الرانا  
 علیها فبکی رسول اللہ وبکی جبریل فباذ الایبکیان حتی  
 نودی ان یا جبریل ویا محمد ان اللہ قد امنکھما أن تعصیاہ  
 میں کیوں نہ روؤں کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں میری وہ حالت نہ ہو جس حالت  
 پر اب میں ہوں (یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے اور جبریل امین  
 بھی، دونوں مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے اے  
 جبریل اور اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو ارتکاب معصیت سے مامون و معصوم فرما  
 لیا ہے۔ (اس لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں)

## الأمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو شیخ ابن فارس رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان  
 کے بعد کے علماء نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ  
 ثُمَّ أَمِينٍ (۱۹۱)

(یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت  
 والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، امانت دار ہے)

ایک قول کے مطابق اس آیت کریمہ میں رسول، کرم، ذی قوت، مکین امین سے مراد  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قاضی عیاض نے اس قول کو اکثر مفسرین کی طرف منسوب  
 فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ جاہلیت اور آپ کے بچپن میں بھی آپ کے وقار اور

آپ کی صداقت زبان اور آپ کی راست بازی اور زمانہ جاہلیت کی آلودگیوں سے اجتناب کی وجہ سے امین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

کعب بن مالک آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔

امین، محب فی العباد مسوم بخاتم رب قاهر للخواتم

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں امانتدار اور محبت اور انجاموں

کو مغلوب کرنے والے رب کی طرف سے ختم نبوت کی علامت والے ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ اوسط میں روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابو مسلمة، حدثنا ابو عمر الضرير، حدثنا حصاد بن

سلمة، عن داود بن ابی هند عن سباك بن حرب عن خالد بن

عروة عن علی بن ابی طالب فی بناء البيت قال: لما ارادت

قریش ان يضعوا الحجر تشا حنوا فی وضعه فقالوا اول من

يخرج من هذا الباب فهو يضعه فخرج رسول الله صلى الله

عليه وسلم فلما رأوه قالوا: قد جاء الامين

تعمیر کعبہ سے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

قریش نے جب حجر اسود نصب کرنا چاہا تو اس کے نصب کرنے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

بالآخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے جو شخص اس دروازے سے ظاہر ہو گا وہ

نصب کرے گا۔ پس سب سے پہلے اس دروازے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لائے۔ سب لوگوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ جاء الامین (امین ہستی تشریف لائی ہے)

اسی حدیث کو اسحاق بن راہویہ اور حارث بن ابی اسامة نے بھی اپنی اپنی مسند

میں نقل کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالصمد، حدثنا ثابت یعنی ابا زید، حدثنا هلال یعنی

ابن خباب عن مجاهد عن مولاہ انه حدثه انه كان فيمن يبنى

### الكعبة في الجاهلية

مجاہد اپنے مولا سے روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے مولا نے بتایا کہ وہ ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں کعبہ معظمہ کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ وہ کہتے ہیں۔

فبنينا حتى بلغنا موضع الحجر فقال بطن من قريش نحن نضعه وقال آخرون نحن نصغه فقالوا اجعلوا حكما قالوا اول رجل يطلع من الفج، فجاء النبي صلى الله عليه وسلم، فقالوا أتاكم الأميين فقالوا له فوضوه في ثوب ثم دعا بطونهم

فاخذوا في نواحيه معه فوضعه هو صلى الله عليه وسلم

ہم تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کے نصب کی جگہ تک پہنچے تو قریش ایک قبیلے نے کہا اس کو ہم نصب کریں گے اور دوسروں نے کہا ہم نصب کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا اپنے درمیان ایک فیصلہ کرنے والے کو مقرر کر لو تو انہوں نے اتفاق کرتے ہوئے کہا اس راستے سے سب سے پہلے آنے والے شخص کو ہم حکم (فیصلہ کرنے والا) بناتے ہیں۔ پس اچانک اسی راستے سے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمودار ہوئے تو سب نے بیک زبان کہا امین تشریف لائے۔ انہوں نے آپ سے ماجرا عرض کیا۔ پھر انہوں نے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھا اس کے بعد آپ نے تمام قبائل کو بلایا اور انہوں نے آپ کے ساتھ اس کپڑے کے اطراف کو پکڑا (اور نصب کی جگہ تک اٹھایا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے حجر اسود کو اسی جگہ نصب فرما دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ سونا درخت مسلم کے پتوں سے دباغت دیتے ہوئے چمڑے کے تھیلے میں ڈال کر ارسال کیا جو انہیں سرزمین یمن سے ملا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا چار افراد حضرت زید الخیر، اقرع بن حابس، عینیہ بن حصن، علقمہ بن علاشہ اور عامر بن طفیل

کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اس کی وجہ سے بعض صحابہ کورنج ہوا (کہ انہیں عطا نہیں فرمایا گیا) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الاتا منونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر من فی السماء  
صباح ومساء (۱۹۲)

کیا تم مجھے امین تسلیم نہیں کرتے ہو حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں کا مالک ہے اور میری طرف آسمان کے مالک کی طرف سے صبح و شام وحی آتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ ابن دجیہ نے فرمایا کہ بعض مغاربہ کی کتاب ”انس الوحش“ میں ہے کہ برة بنت عامر ثقفیہ نے اپنے بھائیوں سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا سنا ہے تو اس کے بھائی جہم نے کہا۔

ہم نے عرب سے ان کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں ظاہر و باطن کے اعتبار امین و صادق ہی معروف ہیں۔ ان کے ہاں آزاد خواتین کی امانتیں اور لونڈیوں کے ڈھیروں مال اور دیہاتیوں کی امانتیں اور شہریوں کے اموال مرہونہ رکھے جاتے ہیں۔ ان کے پاس دوست دشمن سب اپنی امانتیں رکھتے ہیں دوست اور دشمن امانتیں رکھنے میں برابر ہیں۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ جن کا نام لقیط تھا نے اپنی زوجہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں کے بارے میں درج ذیل شعر کہا اور یہ واقعہ ان کے اسلام قبول کرنے سے قبل کا ہے اور وہ اس وقت تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔

ذکرت زینب لما یمت اضما فقلت سقیال شخص یسکن الحرما  
بنت الامین جزاک اللہ صالحہ وکل بعل سیثنی بالذی علما  
میں نے زینب کو یاد کیا جب میں قصد کر رہا تھا۔ تو میں نے کہا اللہ اس شخص کو

[ (حوالہ ۱۹۲) فتح الباری ۸/۶۷، بخاری ۵/۲۰۷ - مسلم الزکاة حدیث ۱۳۳ مسند امام احمد ۳/۴ ]

سیراب کرے جو حرم میں سکونت پذیر ہے۔

اے امین کی صاحبزادی اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزا دے ہر شوہر اپنی بیوی کے بارے میں اسی وصف کے ساتھ تعریف کرتا ہے جس کو وہ جانتا ہے۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا (اس وقت آپ کے پاس مہمان نوازی کے لئے کوئی چیز نہ تھی) آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اس کو کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے فرماتے ہیں کہ ہمیں ضرورت کی اشیاء فروخت کر دو یا ماہِ رجب تک قرض دیدو میں نے یہودی سے جا کر آپ کا پیغام دیا تو اس نے کہا قسم بخدا میں بغیر رہن کے نہ فروخت کروں گا اور نہ قرض دوں گا۔ میں نے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچادی تو آپ نے فرمایا۔

اما واللہ لوباعنی او اسلفنی لقضیتہ انی لأمین فی السماء أمین

فی الارض فنزلت هذه الآية تعزية له صلى الله عليه وسلم (۱۹۳)

اللہ کی قسم اگر وہ مجھ پر فروخت کر دیتا یا مجھے قرض دے دیتا تو میں اس کی ضرور

ادا یگی کر دیتا۔ میں یقیناً آسمان میں امین ہوں، زمین میں امین ہوں۔

اس کے بعد یہ آیت کریمہ آپ کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔

وَلَا تَمْدَنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ (۱۹۳)

اور نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو دینوی زندگی کی اس شان و شوکت کو جو ہم نے ان میں

سے قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہے۔

امین، فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس جگہ یہ بمعنی مفعول یعنی بمعنی

مامون ہے اور امین کبھی فاعل کے معنی میں بھی آتا ہے۔

[ (حوالہ ۱۹۳) الدر المنثور ۴/۲۱۲ - امام جلال الدین سیوطی اور امام بزار و ابویعلیٰ و ابن جریر نے ابن ابی شیبہ کا

حوالہ دیا ہے۔ ]

[ (حوالہ ۱۹۳) سورہ طہ ۱۳۱ ]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (۱۹۵)

”اور اس امن والے شہر کی قسم“

یہاں پر امین بمعنی آمین (امن والے) ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ اسم (امین) اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے کیونکہ مجاہد فرماتے ہیں دعا میں مذکور اسم امین اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور وہ ہمزہ کی مد کے ساتھ آمین بھی اور قصر کے ساتھ آمین بھی ہے۔ (یعنی دعا میں اس لفظ کو آمین اور امین دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے)

## الامی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (۱۹۶)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے رسول بنی امی کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيَّ (۱۹۶)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر۔

اور امی سے مراد وہ ہے جو نہ پڑھ سکے اور نہ لکھ سکے

یہ ام (ماں) کی طرف منسوب ہے۔ گویا وہ اس حالت پر ہے جس حالت پر اسے

ماں نے جنا تھا۔

[حوالہ ۱۹۵) امین - ۳]

[حوالہ ۱۹۶) الاعراف: ۱۵۷]

[حوالہ ۱۹۶) الاعراف: ۱۵۷]



حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ”النبی الامی“ کی تفسیر میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز متوجہ ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ان کو دیکھ رہے تھے صحابہ آپس میں کہنے لگے۔ قسم بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو امی ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور صحابہ کے قریب آ گئے آپ نے اپنے داہنے ہاتھ والی کتاب کھولی پھر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ کتاب رحمن رحیم کی طرف سے محمد کی طرف ہے۔ جس میں جنت والوں کے نام اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں اور اس کے آخر میں میزان مکمل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے پھر آپ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کھولی جو جہنم والوں کے لئے تھی۔ پس آپ نے اسی طرح فرمایا جس طرح پہلے فرمایا تھا۔ (۱۹۷)

اور بعض لوگوں نے کہا کہ امی ام القرئی کی طرف منسوب ہے اور ام القرئی مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ ابن عطیہ فرماتے ہیں اس تفسیر کے مطابق امی کا لفظ آپ کے ساتھ مختص ہوگا اور عدم کتابت کے معنی کو متضمن نہ ہوگا۔

المغرب میں ہے کہ امی امۃ العرب کی طرف منسوب ہے۔ قوم عرب نہ پڑھ سکتی تھی نہ لکھ سکتی تھی۔ پھر بطور استعارہ ہر اس شخص کو امی کہا جانے لگا جو لکھنے پڑھنے کی معرفت نہیں رکھتا اور علامہ نسفی کہتے ہیں۔ امی امۃ کی طرف منسوب ہے اور امۃ کا معنی بلندی ہے اور امی کا معنی سردار ہوگا۔

امی ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں معجزہ ہے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ میں یہ عیب و نقص ہے۔

قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں۔

معجزات نبوی میں اہم اور عظیم ترین معجزہ قرآن حکیم ہے جو کہ معارف و علوم کو

[ (حوالہ ۱۹۷) طبرانی کبیر: ۸/۱۷۹- مجمع الزوائد: ۷/۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۱۲ ]

شامل و حاوی ہے اور اس میں وہ فضائل و شمائل ہیں جن کے ذریعے اللہ رب العالمین نے حضور کی تعریف و توصیف فرمائی اور یہ تعجب کی بات ہے جس شخص نے نہ تعلیم حاصل کی ہو اس کو نہ لکھنا آتا ہو نہ پڑھنا نہ کسی مدرسہ میں کسی استاد کے سامنے ڈانوائے ادب تہہ کئے ہوں (وہ معلم انسانیت بن کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت دکھائے گرتے ہوئے اخلاق کو سہارا دے اور بے علموں کو علم کی دولت سے نوازے) اس سے ایسے کارناموں کا اظہار تعجب کا قیام ہے۔ اس طرح آپ کے امی ہونے میں کوئی توہین نہیں بلکہ اس کو تو معجزات میں شمار کیا جائے گا۔

حصول علم کا مقصد تو معرفت و پہچان ہے اور پڑھنا لکھنا معرفت کے لئے وسیلہ و ذریعہ حوصلہ ہیں اور فی نفسہ مقصود بالذات نہیں لہذا اگر وسیلہ اور ذریعہ کے بغیر نتیجہ اور ثمرہ حاصل ہو جائے تو مطلوب و مقصود کے حصول کے لئے ذریعہ و وسیلہ کی کیا حاجت باقی رہ جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے امی ہونا نقص و عیب میں شمار ہوگا کیونکہ یہ جہالت کا سبب اور غباوت و کند ذہنی کی علامت ہے۔ (۱۹۸) (مصنف فرماتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ اسی لئے ہمارے اصحاب نے صفت اجتہاد سے متصف امی شخص کو منصب قضاء تفویض کرنے کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ کتابت تو تحصیل علوم کا وسیلہ ہے اور جب علوم بغیر اس کے حاصل ہو جائیں تو انسان اس کا محتاج نہیں رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کی حکمتیں

علامہ عزنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے کی حکمت میں کئی وجوہ بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَ تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَارْتَابَ  
الْبَطُلُونَ (۱۹۹)

[ (حوالہ ۱۹۹) العنکبوت: ۲۸ ]

[ (حوالہ ۱۹۸) الشفاء: ۱/۵۰۰ ]

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے شک و شبہ میں پڑتے۔

یعنی اگر ایسا ہوتا تو لوگ آپ کے بارے میں شک کرتے اور کہتے وہ تو پہلے ہی سے لکھتے اور جانتے تھے پس معجزہ کا ظہور نہ ہوتا جو لکھ پڑھ نہ سکنے کے باوجود غیبی امور اور سابقہ امتوں کے واقعات بیان کرے تو عجیب و غریب بات ہوتی ہے۔

۲- اور آپ کے امی ہونے کی ایک یہ حکمت بھی ہے اگر آپ لکھ سکتے تو لوگ آپ کی کتابت سے اخذ کرتے اور آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے۔

۳- آپ کے امی ہونے میں یہ حکمت بھی مضمحل ہے کہ اگر آپ لکھ سکتے تو آپ کی تحریر مبارک بسا اوقات ایسے لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ جاتی جو اس کی معرفت نہ رکھتے اور اس کی تعظیم و قدر اس طرح نہ کرتے جس طرح کرنے کا حق ہے۔

۴- اور یہ حکمت بھی ہے تحریر اس شخص کے لئے وسیلہ و آلہ ہے جو حفظ نہ کر سکتا ہو جس طرح کہ لاشی چلنے کا آلہ ہے نہ دیکھ سکنے والے کے لئے (اللہ تعالیٰ نے حضور کو عظیم قوت حافظہ عطا فرمائی تھی اس لئے آپ آلہ حفظ کے محتاج نہ تھے)

۵- اور ایک حکمت یہ بھی ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے۔

لا اريد الخط لان ظل القلم يقع على اسم الله تعالى

میں تحریر کو نہیں چاہتا کیونکہ قلم کا سایہ اللہ تعالیٰ کے اسم پاک پر پڑتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس ادب و احترام کی جزاء یہ دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کوزمین سے اٹھا دیا تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے پس اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ اس حدیث کو حکیم ترمذی نے زکوان کی مروی حدیث سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے۔

۶- اور ایک وجہ حکمت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے نہیں لکھا تاکہ آپ کا قلم اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے اوپر نہ پڑے۔

پس اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء عطا فرماتے ہوئے فرمایا

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۲۰۰)

اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے۔

اس قسم کی بہت ساری وجوہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

### فائدہ

ہمارے بعض اصحاب کا مذہب ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم لکھ سکتے تھے لیکن آپ لکھتے نہیں تھے۔ صحیح بات یہی ہے کہ آپ اصلاً لکھ نہ سکتے تھے۔ اس کو روضہ میں خصائص کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

قاضی عیاض شقا میں فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز عطا فرمائی گئی تھی حتیٰ کہ آثار و وارد ہیں کہ آپ کو حروف کی تحریر اور ان کے لکھنے کی معرفت حاصل تھی۔ جیسا کہ آپ کا فرمان ہے۔

لا تمدد بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو مد نہ دو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے لکھ رہے تھے آپ نے انہیں

فرمایا۔

البق الدواة وحرف القلم واقم الباء وفرط الشين ولا تعود اليميم

وحسن الله ومد الرحمن وجود الرحيم

دوات رکھ اور ٹیڑھا خط لگا اور با کو سیدھا رکھ شین کو چھوڑ دے میم کو دوبارہ نہ لکھ،

لفظ اللہ کو خوبصورت بنا کر لکھ الرحمن کو مد دے اور الرحیم کو بہتر بنا۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)

اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے کے بارے میں وارد روایات صحیح نہیں لیکن

اللہ تعالیٰ سے یہ بعید نہیں کہ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کا علم عطا

[حوالہ ۲۰۰ الحجرات]

فرمایا ہو اور اس کے بعد لکھنے پڑھنے سے منع فرما دیا ہو۔

ابن دجیہ فرماتے ہیں۔

بعض علماء سے غلطی ہوئی ہے جو کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لکھا تھا اور اس پر بخاری کی مروی اس حدیث کو دلیل لاتے ہیں کہ

انه كتب وهو لا يحسن الكتابة

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا حالانکہ آپ اچھا لکھ نہ سکتے تھے)

اس واقعہ کا تعلق صلح حدیبیہ سے ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو یہ وہم لگا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اس خاص گھڑی میں لکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ حقیقت یوں نہیں کیونکہ کتب کا معنی ہے حضرت علی سے آپ نے قلم لے کر کاتب کو لکھنے کا حکم دیا۔

(امام جلال الدین سیوطی کہتے ہیں)

اس حدیث سے بھی زیادہ حرج میں ڈالنے والی ایک اور حدیث ہے جس کو شیخ ابن حیان نے روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن يحيى، حدثنا ابوبكر بن ابى النصر، حدثنا

ابوالنضر وهو هاشم بن القاسم، حدثنا ابو عقيل الثقفي حدثنا

مجالد، حدثني عون بن عبدالله بن عتبة عن ابيه قال ما

مات النبي صلى الله عليه وسلم حتى قرء وكتب (۲۰۱)

عون بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا حتیٰ کہ آپ نے پڑھنا

اور لکھنا سیکھ لیا تھا۔

مجالد کہتے ہیں میں نے یہ حدیث شععی سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا عبد اللہ بن

عتبہ نے سچ فرمایا ہے میں نے اپنے اصحاب کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے۔

[ (حوالہ ۲۰۱) یہ حدیث مجھے نہ ملی ]

اس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اس کی سند میں ابو عقیل اور مجالد ضعیف ہیں۔

### فائدہ

قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا کہ جو شخص حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو امی یا اس کی مثل یتیم وغیرہ ایسے الفاظ سے موصوف کرے جس سے مقصود ایذا ہوتی ہے ان سے اگر آپ کی تعظیم اور آپ کی نبوت پر دلالت کی غرض کا قصد کرے تو کوئی حرج نہیں اور جو شخص ان الفاظ کو غیر تعظیم وغیرہ کے ارادہ سے کہے اور ان الفاظ سے اس کا سوء مقصد بھی معلوم ہو جائے تو وہ سب کرنے والے کے ساتھ شامل ہوگا۔ پس اس کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کے حسب حال تعزیری سزا دی جائے گی۔

### الَامِیُّ

الامی کے لفظ کو ہمزہ کے فتح کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں یہ اسم ”ام“ بمعنی قصد کی طرف منسوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی اس لئے ہیں کہ آپ لوگوں کے مقصد ہیں۔ لوگ اپنے افعال و طریقوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ ایک مستقل نام ہوگا۔ ابن جنی فرماتے ہیں کہ

یہ بھی ایک احتمال ہے کہ یہ سابقہ نسبتوں کی تغیر کے بغیر امی بمعنی امی ہو اس لحاظ سے یہ ایک مستقل اسم نہ ہوگا بلکہ ایک دوسری لغت ہوگی۔

### انفس العرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نام مبارک کو میں نے اس آیت کریمہ سے اخذ کیا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ (۲۰۲)

[ (حوالہ ۲۰۲) التوبہ: ۱۲۸ ]

(انفسکم کی فایر ایک قراءت کے مطابق فتحہ ہے)  
حضرت امام حاکم نے المستدرک میں عبداللہ بن طاؤس کے واسطہ سے ابن عباس  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ  
اَنْفَسِکُمْ  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ میں انفسکم فتحہ فا کے ساتھ  
پڑھا۔

جس کا معنی ہے تم میں سب سے زیادہ قدر والوں میں سے رسول آئے۔ (۲۰۳)  
ابن مردویہ نے روایت فرمایا ہے۔

حدثنا علی بن الحسن البلخی، حدثنا عبداللہ بن عجلان بن  
الحارث المقبری، حدثنی ابی حدثنا ابو عامر عن بهز بن  
حکیم عن الحسن عن انس قال قرء رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ  
حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ میں  
انفسکم (فا کے فتحہ کے ساتھ) پڑھا۔

تو حضرت علی نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ تعنی انفسکم  
یا رسول اللہ آپ انفسکم (بفتحہ فا) مراد لیتے ہیں۔  
تو آپ نے فرمایا۔

انی انفسکم نسبا ومهرا وحسبا لیس فی ولا فی ابائی من لدن  
آدم سفاح کلنا نکاح (۲۰۴)

میں نسب مہر اور حسب کی رو سے تم لوگوں میں سب سے زیادہ نفیس ہوں۔  
حضرت آدم سے میرے آباؤ اجداد میں کوئی سفاح نہیں ہم سب نے نکاح کیا ہے۔  
ابن عطیہ فرماتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے مخاطب کون لوگ ہیں؟ اس میں کئی اقوال ہیں۔  
جمہور کہتے ہیں اس کے مخاطب عرب ہیں جب رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ  
وسلم عرب سے افضل ہوئے تو تمام مخلوق سے بھی افضل ہوئے کیونکہ عرب باقی سب  
لوگوں سے افضل ہیں لیکن عرب کے افضل ہونے کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان میں  
ہوتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا گیا۔

کہ اب قد علا بابن ذوی شرف کما علت برسول اللہ عدنان  
کتنے باپ اپنے شرف والے بیٹے کے سبب بلندی پا گئے۔  
جس طرح کہ عدنان (عرب) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے بلندی  
حاصل کی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں خطاب صرف اہل مکہ سے ہے۔  
(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں)  
اس قول کی تردید کی گئی ہے کیونکہ آیت کریمہ کے مدنی ہونے پر اجماع ہے بلکہ صحیح  
بات یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ نزول کے اعتبار سے سب سے آخری آیت ہے۔  
بعض حضرات نے فرمایا کہ اس آیت کے مخاطب مومنین ہیں اور بعض نے فرمایا  
تمام انسانیت اس کی مخاطب ہے۔

اس اسم پاک کے مناسب احادیث المصطفیٰ اور المختار کے تحت آئیں گی۔



## الآوَاهُ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث سے اخذ کیا ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يدعو ربي اجعل لي شكاراك  
ذكاراك زهابالك مطواعالك مخبتًا اليك اواهاً منيباً رب  
تقبل توبتي واغسل حوبتي واجب دعوتي، وثبت حاجتي،  
ومسد لساني، واهد قلبي واسطل سخيبة قلبي (۲۰۵)  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے۔

”اے میرے پروردگار تو مجھے اپنا شکر کرنے والا، اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے  
ڈرنے والا، اپنی اطاعت کرنے والا، اپنے لئے عاجزی کرنے والا، اپنے لئے خشوع  
والتضرع کرنے والا، اپنی طرف رجوع کرنے والا، اے میرے رب میری توبہ قبول فرما۔  
اور میری دعا قبول فرما، میری صحت کو ثابت رکھ، میری زبان کو درست و محفوظ رکھ،  
میرے دل کی رہبری فرما اور میرے دل میں نرمی ڈال۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ (۲۰۶)

کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔

۱۔ ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب کے واسطہ سے عبداللہ بن شداد سے نقل کیا  
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ

ما الآوَاهُ؟

اواہ کیا ہے؟

[ (حوالہ ۲۰۵) مورد الظمان للہیثمی حدیث: ۲۴۱۴ التحاف السادة المتقين ۹/۳۹ ]

[ (حوالہ ۲۰۶) التوبہ: ۱۳۳ ]

آپ نے فرمایا

الخاشع المتضرع الدعاء (۲۰۷)

اللہ سے دعا کرنے میں خشوع و تضرع اختیار کرنے والا اواہ ہے۔

”یہ حدیث مرسل ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار تابعین میں

سے ہیں“

حضرت علی ابن طلحہ نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

الواہ المؤمن التواب

اواہ توبہ کرنے والا مؤمن ہے۔

عزنی نے ابن عباس سے لفظ مؤمن کی جگہ ”بلسان الحبشة“ کے لفظ کے ساتھ

روایت کیا ہے۔ یعنی آپ نے فرمایا حبشیوں کی زبان میں توبہ کرنے والے کو اواہ کہا جاتا

ہے اور مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

الواہ الموقن (اواہ سے مراد یقین کرنے والا ہے)

اور اسی کو عکرمہ نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے اور بلسان الحبشة کا اضافہ

فرمایا ہے یعنی اواہ حبشہ کی زبان میں یقین کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اس روایت کو

ابو شیخ ابن حیان نے اپنی تفسیر میں عکرمہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ مجاہد اور عکرمہ سے مروی

ہے کہ ان دونوں نے فرمایا۔

الواہ الموقن بلسان الحبشة

اور مجاہد سے مروی ہے

الواہ الفقیہ الموقن

اواہ سے مراد فقیہ موقن ہے۔

اور ان ہی سے مروی ہے۔

الواہ النیب (اواہ سے مراد توبہ کرنے والا)

[ (حوالہ ۲۰۷) تہذیب تاریخ ابن عساکر: ۱۵۶/۲ ]

اور ان ہی سے مروی ہے۔

الاولاء الحفیظ الرجل یذنب سرا ویتوب سرا  
اولاہ سے مراد حفیظ ہے جو شخص پوشیدگی میں گناہ کرے اور پوشیدگی میں توبہ کرے۔  
شععی سے مروی ہے۔

الاولاء المسبح

اولاہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی تسبیح و پاکیزگی بیان کرنے والا ابویوب سے مروی ہے۔

الاولاء الذی اذا ذکر خطایاہ استغفر منها  
اولاہ وہ شخص ہے جب اپنے گناہ یاد کرے تو بخشش طلب کرے الفریابی نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اولاہ کا معنی حلیم ہے اور انہی سے مروی ہے کہ اولاہ کا معنی رحیم ہے۔

ابو شیخ بن حیان نے عمرو بن شرجیل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

اولاہ حبشہ کی زبان میں رحیم کو کہا جاتا ہے۔

اسی کی طرح حسن وغیرہ سے مروی ہے۔

ذرنے عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اولاہ سے مراد دعا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ

الاولاء الحلیم المؤمن المطیع

یعنی اولاہ سے مراد حلیم اطاعت کرنے والا مؤمن ہے۔

زید بن اسلم سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

الاولاء الدعاء المتکین الی اللہ کھیة المریض المتأقرۃ من مرضہ

اولاہ سے مراد بیماری کی وجہ سے ٹڈھال مریض کی طرح اپنے آپ کو اللہ کے

سامنے عاجز و ذلیل بنانے والے کی دعا ہے۔

حضرت ابی ابن کعب فرماتے ہیں۔

الاولاء الذی اذا ذکر النار قال اولہ

اواہ وہ شخص ہے جو جب جہنم کو یاد کرتا ہے تو اف کہہ دیتا ہے۔  
امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے  
ہیں۔

کان رجل یطوف بالبیت وهو یقول اواہ اواہ فقال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم انه لاواہ  
ایک شخص بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے اواہ اواہ کہہ رہا تھا تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اواہ ہے۔  
عقبہ بن عامر سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل یقال له  
ذوالبجادیں انه لاواہ (۲۰۸)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص جن کا نام ذوالبجادیں تھا کے متعلق فرمایا  
وہ اواہ ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کو قرآن کی تلاوت اور دعا کے ذریعے  
یاد کیا کرتا تھا۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایک شخص بلند آواز سے ذکر کر رہا تھا۔ دوسرے  
شخص نے کہا کاش یہ اپنی آواز کو پست کر لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
دعہ فانہ اواہ (۲۰۹)

اس کو اپنے حال پر رہنے دیجئے یہ اواہ ہے۔

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادخل میتا القبرۃ لیلا بسراج

وقال رحمک اللہ ان کنت لاواہا تلاء للقرآن (۲۱۰)

[ (حوالہ ۲۰۸) مصنف عبدالرزاق حدیث ۶۵۵۹ و تفسیر طبری ۱۱/۲۷۵ ]

[ (حوالہ ۲۰۹) مصنف عبدالرزاق ۶۵۵۹ تفسیر طبری ۱۱/۲۷۵ ]

[ (حوالہ ۲۱۰) الترمذی حدیث: ۱۰۵۷ - مشکوٰۃ حدیث ۱۷۰۶ ]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کسی میت کو چراغ کی روشنی میں قبر کے اندر اتارا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے بے شک تو اواہ اور کثرت سے تلاوت کرنے والا تھا۔

(امام سیوطی فرماتے ہیں)

یہ جو کچھ مجھے اواہ کے معنی میں منقول ملا ہے جب تم نے یہ معلوم کر لیا تو پھر سمجھ لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام معانی کے لحاظ سے اواہ ہیں۔ آپ دعا میں خشوع و خضوع اور تضرع و زاری کرنے والے بھی ہیں۔ آپ مومن، تواب، موقن بھی ہیں۔ آپ بغیر کسی گناہ کے نیب و حفیظ بھی ہیں اور معصوم ہونے کے باوجود تسبیح و استغفار کرنے والے بھی ہیں اور آپ علیم، رحیم، مطیع، متکین، الی اللہ اور الخائف الوجل اور الذاکر اور التلاء للقرآن بھی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## الاول الآخر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں ناموں کو علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے اور یہ دونوں نام اس حدیث میں وارد ہیں جسے حضرت قتادہ نے حسن سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا گیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ (۲۱۱)

(اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے)

تو آپ نے فرمایا

كنت اولهم في الخلق و آخرهم في البعث (۲۱۲)

میں خلق میں سب انبیاء سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔

[حوالہ ۲۱۱ (الاحزاب: ۷)]

[حوالہ ۲۱۲ (تفسیر بغوی: ۵/۲۳۲ - تذکرۃ الموضوعات للفتنی: ۸۶)]

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔

(شب معراج) جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری کے لئے جب براق پیش کیا تو حضور فرماتے ہیں یوں محسوس ہوتا تھا گویا براق اپنے کانوں کو حرکت دے رہا ہے۔ جبریل امین نے اس سے فرمایا اے براق ٹھہر جا قسم بخدا تیرے پر آج تک ان کی مثل کوئی سوار نہیں ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سیر کا آغاز فرمایا۔ اچانک آپ کا گزر راستے کے کنارے بیٹھی ہوئی ایک بڑھیا پر ہوا۔ حضور نے فرمایا اے جبریل یہ کون ہے؟ جبریل نے عرض کیا یا محمد آپ چلئے پھر آپ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا چلئے آپ کا اچانک راستے سے ایک طرف کوہٹی ہوئی ایک چیز سے گزر ہوا جو آپ کو اپنی طرف بلا رہی تھی کہ اے محمد ادھر کو آؤ۔ جبریل نے عرض کی یا محمد آپ چلئے پھر آپ جتنا اللہ نے چاہا چلئے پھر آپ کی ملاقات ایک مخلوق سے ہوئی اور وہ ساری مخلوق ان الفاظ کے ساتھ آپ پر سلام بھیج رہی تھی۔

السلام عليك يا محمد السلام عليك يا اخي السلام عليك  
يا حاشر

جبریل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان کو سلام کا جواب دیں..... الحدیث آپ کے اول اور آخر کے ساتھ موسوم ہونے کے بارے میں بہت ساری احادیث میں وارد ہے جن سے آپ کے حق میں اول و آخر کا معنی اخذ کیا جاسکتا ہے۔ واقعہ معراج میں حضرت ابو ہریرہ کی مروی حدیث میں ہے۔

وجعلتك اول النبيين خلقا و آخرهم بعثا (۲۱۳)  
(اللہ نے فرمایا)

میں نے آپ کو تخلیق کے لحاظ سے سب انبیاء سے پہلے اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخر میں رکھا۔

اس حدیث کو امام بزار نے نقل کیا ہے۔

[ (حوالہ ۲۱۳) مجمع الزوائد: ۱/۷۱ ]

ابن ابی حاتم راویت کرتے ہیں۔

حدثنا ابی حدثنا صفوان بن صالح الدمشقی، حدثنا مروان بن محمد، حدثنا سعید بن بشیر ماورد فیہ الاول قوله تعالیٰ وَأَنَا  
أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (۲۱۴)

سعید ابن بشیر سے مروی ہے کہ حضور کا اسم گرامی الاول اس آیت کریمہ میں وارد

ہے۔

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

یعنی اس امت میں سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

وَأَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بَعَثُوا (۲۱۵)

میں سب لوگوں سے پہلے اپنی مرقد انور سے نکلنے والا ہوں۔ جب لوگ اٹھائے

جائیں گے۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ (۲۱۶)

میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں۔

حدثنا محمود بن محمد البروزی، حدثنا احمد بن حفص

البلخی، حدثنا اصرم بن حوشب عن قرۃ بن خالد عن

الضحاک عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی الله علیه

وسلم

[حوالہ ۲۱۴] الانعام: ۱۶۳

[حوالہ ۲۱۵] مجمع الزوائد: ۸/۲۰۵ - شفاء: ۱/۱۸۹ تفسیر ابن کثیر: ۷/۱۲

[حوالہ ۲۱۶] مسلم الایمان حدیث: ۳۳۲ - مسند احمد: ۳/۱۴۰ - لبیہقی: ۹/۴

انا الاول ابوبکر الثانی وعمر الثالث والناس بعدنا علی السبق  
الاول فالاول (۲۱۷)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اول ہوں  
اور ابوبکر ثانی اور عمر ثالث ہیں اور باقی سب لوگ ہمارے بعد میں سابقہ اولیت کے  
مطابق اول اول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا اول من تغشق عنه الارض ولا فخر (۲۱۸)

سب سے پہلے میرے سے زمین شق ہوگی۔ اس میں کوئی فخر نہیں (بلکہ اظہار  
حقیقت ہے)

امام مسلم نے حدیث انس میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

اول من یقرع باب الجنة (۲۱۹)

سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھٹکھاؤں گا۔

اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

انا سید ولد آدم یوم القيامة واول من ینشق عنه القبر واول

شافع واول مشفع (۲۲۰)

قیامت کے دن میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے مجھ سے قبر انور  
شق ہوگی اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میری سب سے پہلے  
قبول فرمائی جائے گی۔

ابو سہل القطان نے اپنی امالی کی ایک جزء میں سہل بن صالح ہمدانی سے نقل کیا

[ (حوالہ ۲۱۷) تاریخ بغداد: ۳۱/۷ - تزیہ الشریعہ: ۲۳۹/۱ - الفوائد ص ۳۳۹ ]

[ (حوالہ ۲۱۸) الترمذی حدیث ۳۱۴۸ - المستدرک ۲/۴۶۵ - فتح الباری ۱۱/۳۳۶ ]

[ (حوالہ ۲۱۹) فتح الباری ۱۱/۴۳۶ - مسلم الایمان حدیث ۳۳۱ ]

[ (حوالہ ۲۲۰) مسلم الفہائل حدیث ۳ الترمذی حدیث ۳۱۴۸ و ۳۶۱۵ - مسند احمد ۲/۳ ]



ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام پر تقدم کیسے حاصل ہوا ہے۔ حالانکہ آپ سب سے آخر میں مبعوث فرمائے گئے ہیں تو انہوں نے فرمایا۔

ان اللہ لما اخذ من بنی آدم من ظهورہم ذریاتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول من قال بلی ولذالك صار يتقدم الانبياء وهو آخر من بعث جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا تو فرمایا

الست بربکم تو سب نے کہا بلی (ہاں یا اللہ تو ہمارا رب ہے) ان میں سب سے پہلے بلی کہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس لئے آپ کو تمام انبیاء پر تقدم حاصل ہوا حالانکہ آپ کی بعث سب سے آخر میں ہوئی۔

جن احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی الآخر وارد ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صلوة فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل بن الف

صلوة فیہا سواہ من المساجد الامسجد الحرام فان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبياء ومسجدہ آخر المساجد (۲۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے مساوی مساجد میں ہزار نمازیں ادا کرنے سے افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام کے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر المساجد ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا۔

[ (حوالہ ۲۲۱) مسلم الحج حدیث ۵۰۷ ]

ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذرا متہ الدجال وانا آخر الانبیاء  
وانتم آخر الامم (۲۲۲)

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم  
آخری امت ہو۔

### تنبیہ

یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اول سے  
مراد وہ ذات ہے جو اشیاء کے موجود ہونے سے قبل اشیاء پر سابق ہے اور اللہ کے حق  
میں آخر سے مراد وہ ذات جو اشیاء کے فناء ہونے کے بعد باقی رہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے نہ اول ہے  
اور نہ آخر۔

### اخرایا

اس اسم پاک کو علامہ عرفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور وہ کہتے ہیں انجیل میں  
آپ کا اسم اخرایا ہے اور اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔

ابن بی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

حدثنا عبدة بن سليمان عن مسعر عن عبد الملك بن ميسرة  
عن مصعب بن سعد عن كعب قال اول من ياخذ حلقه باب  
الجنة فيفتح له محمد رسول الله تم قرء علينا آية من التوراة  
اخرايا قدما يا الاخرون الاولون

حضرت کعب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے جنت کے دروازے  
کا حلقہ پکڑنے والی ذات اور جن کے لئے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا  
وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

پھر حضرت کعب نے تورات کی یہ آیت پڑھی:

اخرا یا قد ما یا الآخرون الاولون  
اس حدیث کو ابو سعید نے نقل فرمایا ہے۔

## آیة اللہ الأبطحی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم مبارک کو علامہ ابن خالویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں یہ ابطح کی طرف منسوب ہے اور ابطح مکہ مکرمہ اور منی کے درمیانی حصہ کو کہا جاتا ہے۔ اور اس جگہ کی ابتداء وادی محصب سے ہے۔ لغت میں ابطح اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پہاڑ سے نیچے اترے اور وادی سے اوپر کو چڑھے۔

اور بعض نے کہا کہ ابطح لغت میں زمین پر پھیلی ہوئی ریت کو کہا جاتا ہے۔ اور ابوزید کہتے ہیں ابطح لغت میں سیلاب کے اثر کو کہا جاتا ہے۔ لغت کی معروف کتاب صحاح میں ہے۔

الابطح لغت میں ایسی وسیع وادی کو کہا جاتا ہے جس میں باریک باریک کنکریاں پائی جاتی ہوں اور اس کی جمع ابطاح اور بطاح آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطحی کہنے کی وجہ یہ ہے آپ قریش البطاح سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے پانچویں جد قصی جب کعبہ کے متولی بنے اور مکہ کے امیر مقرر ہوئے تو انہوں نے مکہ معظمہ کو اپنی قوم کے لئے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ جب بنو کعب بن لوی اور بنو عامر بن لوی کی کثرت ہوئی تو انہوں نے بنی محارب اور بنی حارث بن منہر کو بطاح سے ظواہر کی طرف نکلنے پر مجبور کر دیا۔ ظواہر سے مراد مکہ مکرمہ کے اردگرد کے وہ مقامات ہیں جو حرم شریف سے خارج ہیں۔

شاعر کہتا ہے۔

فلو شهدتنی من قریش عصابة

قریش ابطاح لا قریش الظواہر

کاش میرے پاس قریش کی ایک جماعت حاضر ہوتی

قریش بطاح کی نہ کہ قریش ظواہر کی

قریش بطاح میں کعب بن لؤی کے قبائل، بنی عبد مناف، بنی عبدالدار، بنی زہرہ بن کلاب، بنی مخزوم بن نقطۃ، بنی تمیم بن مرۃ، بنی جمع و بنی مہم (جمع اور سھم دونوں عمرو بن ہصیص بن کعب کے بیٹے ہیں) اور بنی عدی بن کعب اور بنی عامر بن لؤی شامل ہیں۔

اور قریش ظواہر میں فہر کے دو بیٹوں محارب و حارث کی اولاد اور الادم بن غالب کی اولاد اور عامر بن لوی کی اکثر اولاد شامل ہے۔

اور عبدالمطلب کو سید الابح اور سید الاباح کہا جاتا تھا۔

## آلہر۔ آلہص

ابن دجیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں شامل فرمایا ہے۔ انہوں نے اس پر مزید کوئی بات نہیں فرمائی۔ میں نے کسی مفسر وغیر مفسر کو اس بارے میں ابن دجیہ کا ہمنوا نہیں پایا۔

مشہور قول تو یہ ہے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں اگر ابن دجیہ کا قول صحیح ہو تو پھر یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہیں جن کے ساتھ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

## حرف باء سے شروع ہونے والے اسماء گرامی

### البارقلیط

اس اسم شریف کو قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کا یہ اسم انجیل میں تھا اور اس کا معنی روح القدس ہے۔ اور ثعلب فرماتے ہیں حق و باطل کے درمیان تفریق کرنے والے کو بارقلیط کہا جاتا ہے۔

اور ہمارے شیخ امام شہنی نے حاشیہ شفاء میں اس کا ضبط بیان کیا ہے کہ الف اور اء مکسورہ ہیں اور قاف ساکن اور لام مکسورہ اور یاء ساکنہ اور طاء مہملہ ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ بعض نے اس کا معنی حامد اور بعض نے حماد اور بعض نے حمد بیان کیا ہے اور اکثر اہل انجیل کا خیال ہے کہ اس کا معنی مخلص ہے۔ (انتہی)

### الباطن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی کلام نہیں کیا۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء سے ہے جن کے ساتھ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں باطن کا معنی ہے وہ ذات جس کی کنہہ اور حقیقت کا ادراک عقول و حواس نہ کر سکیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کا معنی ہے وہ ذات کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام اور اتنی عظیم شان سے نوازا ہے کہ عقول اپنی نارسائی کی وجہ سے اس کی عظمت شان اور بلندی مقام کا ادراک نہ کر سکیں۔ امام بوسیری قصیدہ بردہ میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

احی الوری فہم معنہ فلیس یری      للقرب والبعء فیہ غیر منفحم  
 كالشمس تظہر للعینین من بعد      صغيرة وتکل الطرف من اہم  
 وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ      قوم نیام تساؤا عنہ بالحلم  
 فمبلغ العلم انہ بشر      وانہ خیر خلق اللہ کلہم

آپ کے کمالات دریافت کرنے میں ساری خلقت عاجز رہ گئی ہے  
 پس قرب و بعد میں سوائے اپنے فہم کے عجز کے کچھ نہیں دکھائی دیتا  
 جیسا کہ آفتاب دور سے آنکھوں کو چھوٹا دکھائی دیتا ہے  
 اور دیکھو تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں

کیونکہ دریافت کر سکتی ہے دنیا میں آپ کی حقیقت کو  
 وہ قوم جس کو نیند کی حالت میں خواب کے ذریعہ تسلی دی گئی ہے  
 پس علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں  
 اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے افضل ہیں

### البرقلیطس

رومی زبان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برقلیطس کہا جاتا ہے۔ میں نے اس اسم  
 پاک کا ضبط باء کے فتح و کسرة دونوں کے ساتھ اور قاف کے فتح اور طاء کے کسرة کے  
 ساتھ پایا ہے۔

### البرہان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ (۲۲۳)

(اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی)

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں آیت کریمہ میں برہان سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ

[ (حوالہ ۲۲۳) النساء ۱۷۴ ]

وسلم ہیں۔ اس قول کو ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ ابن عطیہ اور نفی نے اسی قول پر جزم کیا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ کسی دوسرے سے یہ قول منقول نہیں۔

برہان کا لغوی معنی محبت و دلیل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ برہان ایسی واضح، روشن حجت کو کہا جاتا ہے جو یقین تام کا فائدہ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو معنوں کے اعتبار سے برہان ہیں۔ آپ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ہیں اور آپ اپنے معجزات و نشانیوں کی بناء پر حجت نیرہ واضح بھی ہیں کہ یہ معجزات و نشانیاں آپ کی صداقت پر واضح دلالت کر رہی ہیں۔

علامہ نفی نے اس آیت کریمہ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔  
جاء کم حجة من الله (اللہ کی جانب سے تمہارے پاس حجت آئی)

تنبیہ

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہیں جن کے ساتھ اس نے اپنے نبی کو موسوم فرمایا ہے۔

البشیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (۲۲۵)

بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا۔

اور فرمایا

فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ (۲۲۶)

خوشی اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا۔

ان کے علاوہ دیگر بہت ساری آیات میں یہ اسم پاک وارد ہے۔

[ (حوالہ ۲۲۵) البقرہ ۱۱۹ ]

[ (حوالہ ۲۲۶) المائدہ ۱۹ ]

بشیر فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ بشارۃ (با پر فتح اور کسرۃ دونوں آسکتے ہیں) سے مشتق ہے۔ بشارت خیر کی خبر دینے کو کہا جاتا ہے۔ شرک خبر دینے کو بشارت سے نہیں تعبیر کیا جاتا۔ البتہ

فَبَشِّرْ نَاهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۲۲۷)

تو یہ حکم سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو بشارت اس لئے فرمایا گیا کہ عربی میں کھال کو بشرہ کہا جاتا ہے اور عذاب دیکھنے کے وقت انسان کے چہرے کی کھال میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ اس لئے عذاب کی خبر کو بشارت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض لوگوں نے کہا مسرت و غم دونوں کی خبر کو بشارت کہا جاتا ہے ابن ابی حاتم نے محمد بن مسعر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے بشارت کے بارے میں پوچھا کہ کیا ناپسندیدہ خبر کو بھی بشارت کہا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۲۲۸)

اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

لغت کی معروف کتاب صحاح میں ہے کہ مطلق بشارت کا تعلق صرف خیر سے ہے اور بشارت جب مفید ہو تو پھر اس کا تعلق شر سے بھی ہوتا ہے۔

بشیر، مبشر، بشرت الرجل، ابشرہ، بشر او بشوراً

یہ سب الفاظ بشریٰ سے ماخوذ ہیں۔

بشارت میں خبر خیر کا ہونا شرط ہے کتب فقہہ میں مزید دو شرطوں کا ہونا بشارت کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۱- خبر کا پہلی مرتبہ ہونا

۲- خبر کا سچا ہونا

[ (حوالہ ۲۲۷) التوبہ: ۳۴ ]

[ (حوالہ ۲۲۸) التوبہ: ۳ ]



اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اپنی بیویوں سے یوں کہہ دے

من بشرتنی بكذا فہی طالق

میری بیویوں میں سے جو فلاں امر کی مجھے بشارت دے تو وہ طلاق ہے۔

اس صورت میں اگر خبر دینے والی نے جھوٹی خبر دی یا اس کی بیوی کے علاوہ کسی

دوسرے نے خبر دی یا یمین اٹھانے والے نے خبر ملنے سے پہلے بذات خود حال کا

مشاہدہ کر لیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

الحاوی الصغیر کی عبارت ہے۔

البشارة: الخبر الصدق

یعنی بشارت کا اطلاق سچی خبر پر ہوتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے عکرمہ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ وہ

فرماتے ہیں۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۲۲۹)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور معاذ کو یمین جانے کا حکم فرمایا اور

ساتھ یہ ہدایت فرمائی۔

انطلقا فبشرا ولا تنفرا ويسرا ولا تعسرا فانه قد انزلت علي يا

ايها النبي انا ارسلناك شاهداو: علي امتك ومبشرا بالجنة

ونذيرا من النار وداعيا الى شهادة ان لا اله الا الله باذنه وسرا

جا منيرا بالقرآن (۲۳۰)

تم دونوں (یمین) جاؤ پس (لوگوں کو) بشارت سناؤ۔ متنفر نہ کرو، آسانیاں پیدا

[حوالہ ۲۲۹) الاحزاب: ۵۳]

[حوالہ ۲۳۰) مجمع الزوائد ۷/۹۲]

کرو، سختی نہ کرو کیونکہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا ہے۔

”اے نبی ہم نے آپ کو آپ کی امت پر شاہد اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور جہنم سے ڈرانے والا اور اس کے حکم سے لا الہ الا اللہ کی شہادت کی طرف بلانے والا اور قرآن کے سبب چمکنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔“

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے۔

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا مبشرهم اذا یسوا (۲۳۱)

میں سب لوگوں سے پہلے اپنی مرقد انور سے باہر نکلنے والا ہوں۔ جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں انہیں بشارت سنانے والا ہوں۔ جب وہ مایوس ہوں گے۔

(تنبیہ)

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس آیت کریمہ میں بشارت کے ساتھ موصوف فرمایا ہے۔

یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ (۲۳۲)

ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے۔ اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔

بہا ذ ماؤذ

باء مکسورہ میم ساکن اور ہمزہ مضموم اور ذال دونوں لفظوں میں ساکن ہے۔

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں یہ اسم مبارک تورات کے دفتر اول میں موجود تھا اور فرماتے ہیں۔ حرف باء کے دو عدد میم کے چالیس اور الف کا ایک اور صرف ذال کے چار عدد ہیں (کیونکہ اہل حساب کے ہاں حرف ذال کے عدد صرف دال کی طرح چار ہوتے ہیں) اور دوسری میم کے چالیس عدد الف کا ایک عدد اور ذال کے چار عدد ہیں۔ ان سب اعداد کو جمع کیا تو بانوے کا عدد حاصل ہوتا ہے اور اس طرح یہ اسم پاک ابجد کے اعتبار سے اسم محمد کے موافق بن جاتا ہے۔ اس محمد کے اعداد

[حوالہ (۲۳۱) الشفاء ۱۱/۳۹۸ - مناهل الصفاص: ۳۲ مجمع الزوائد: ۸/۲۰۵ - المشکوٰۃ حدیث ۵۷۶۵]

[حوالہ (۲۳۲) التوبہ: ۲۱]

بھی بانوے ہیں۔

صاحب شفاء نے ”مازماذ“ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

حرف باء کی بجائے حرف میم اس کا اول حرف ہے۔

میرے خیال میں مازماذ یہی مذکورہ اسم ہے جس میں تحریف ہوئی ہے۔

عنقریب مازماذ کی بحث آئے گی۔

### البلیغ

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے لیکن اس پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

### البینة

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِينَ

حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ (۲۳۳)

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن

دلیل نہ آئے وہ اللہ کا رسول۔

اس آیت کریمہ میں بینة سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رسول بینة سے بدل ہے یا عطف بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ (۲۳۴)

تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو۔

بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں بھی بینة سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور ”من“ سے مراد مومنین ہیں۔

ابن عطیہ فرماتے ہیں۔

[حوالہ (۲۳۳) البینة: ۱]

[حوالہ (۲۳۴) سورہ محمد: ۱۴]

پینے میں ہاء (گول تاء) علامہ اور نسبت کی مانند مبالغہ کے لئے ہے۔

### البيان

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر مزید کوئی بات نہیں کی۔  
صحاح میں ہے۔

البيان اس کو کہا جاتا ہے جو کسی شی کو دلالت وغیرہ کے ذریعے واضح کر دے۔

## حرف تاء سے شروع ہونے والے اسماء مبارکہ

### التقی

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے بیان کیا ہے اور اس پر کوئی مزید بات نہیں کی۔  
قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

ایک پرانی چٹان پر یہ لکھا ہوا ملا۔

محمد تقی مصلح سید امین

تقی تقویٰ سے فعیل کے وزن پر صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

### فالتہامی

اس اسم پاک کو ابن خالویہ اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور ابن دحیہ نے فرمایا۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ میں سے ہیں اور آپ کی ولادت بھی مکہ معظمہ میں  
ہوئی اور مکہ مکرمہ تہامہ میں واقع ہے اور تہامہ حجاز مقدس میں پائے جانے والے شہروں  
میں سے نجد کی اترتی جانب واقع ہے۔ اور اس علاقہ کو تہامہ اس کی ہوا کے تغیر کی وجہ  
سے کہا جاتا ہے۔ تہم الدھن اس وقت کہا جاتا ہے جب تیل میں تغیر پیدا ہو جائے۔  
ابن فارس فرماتے ہیں۔

تہامہ التہم (بفتحة تاء وهاء) سے ماخوذ ہے۔

اور التہم حرارت کی شدت اور ہوا کے رکنے کو کہا جاتا ہے۔

## حرف الثاء سے شروع ہونے والے اسماء

### ثانی الثنین

اس نام پاک کو عزنی، ابن دحیہ اور ابن سید الناس وغیرہم علماء نے ذکر کیا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ الثَّنِينَ  
إِذْهُمَا فِي الْغَارِ (۲۳۵)

اگر تم ان کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

ثانی الثنین سے مراد دو میں سے ایک ہے اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ

حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے فرمایا

ہم غار ثور میں تھے اور مشرک ہمارے بالکل قریب تھے اس حال میں میں نے  
مشرکوں کے پاؤں کو دیکھا تو عرض کیا۔

یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کو دیکھے وہ ہمیں اپنے پاؤں کے  
نیچے سے دیکھ لے گا تو آپ نے فرمایا۔

یا ابا بکر ما ظنك باثنین اللہ ثالثهما (۲۳۶)

[حوالہ (۲۳۵) التوبہ: ۴۰]

[حوالہ (۲۳۶) البخاری: ۴/۵]

اے ابوبکر ان دونوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔  
اللہ تعالیٰ جن کا تیسرا ہے۔

### الثبال

اس اسم پاک کو میں نے ابوطالب کے اس شعر سے اخذ کیا ہے جو انہوں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے۔

وابيض يستقى الغمام بوجهه  
ثبال اليتامى عصبة للارامل

## حرف الجیم

### الجبار

اس اسم پاک کو ابن دحیہ اور قاضی عیاض نے اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں ذکر کیا ہے جن کے ساتھ اللہ نے اپنے حبیب کو موسوم فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ نے حضرت داؤد کی کتاب میں حضور کو اسی اسم جبار سے موسوم فرمایا تھا۔

چنانچہ ارشاد تھا:

اے جبار تو اپنی تلوار لگا کیونکہ تیری ناموس اور سری شریعت تیرے داہنے ہاتھ کی قوت و ہیبت کے ساتھ مقرون ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں جبار کا معنی مصلح کا ہے اور بعض نے کہا جبار کا معنی اللہ کے حق میں قاہر کا ہے اور بعض نے کہا علور کھنے والے، عظیم شان رکھنے والے کے معنی میں ہے اور بعض نے کہا متکبر کے معنی میں ہے۔

اور جبار کا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ ہے کہ آپ تعلیم و ہدایت کے ذریعہ امت کی اصلاح فرمانے والے ہیں یا یہ کہ آپ اپنے دشمنوں پر غلبہ پانے والے ہیں۔

آپ کا مرتبہ تمام مخلوق سے بلند و اعلیٰ ہے اور آپ کا امر عظیم ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبر کی اس جبریت کی نفی فرمائی ہے جو آپ کی شان کے لائق نہ تھی۔

وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (۲۳۷)

[ (حوالہ ۲۳۷) سورہ ق: ۲۵ ]



اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں۔

صحاح میں ہے کہ

جبر کا معنی تمہارا کسی کو فقر سے بے نیاز کر دینا ہے یا کسی کی ٹوٹی ہڈی کو درست کر

دینا اور باب افعال میں یہ اکراہ کے معنی میں آتا ہے۔

اجرتہ علی الامر کا معنی اکرہتہ ہے۔

بعض نے فرمایا کہ باب افعال سے فعال کے وزن پر سوائے جبار اور دراک کے

صفت کا کوئی صیغہ نہیں آتا۔

ابن درید فرماتے ہیں۔

جبار عظیم اخلاق والے کے معنی میں بھی آتا ہے اور مسلط علی الناس کے معنی میں

بھی آتا ہے۔

ابن عباس نے وما انت علیہم بجبار کی تفسیر بمسلط سے کی ہے اور فرمایا کہ

یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہے۔

(امام سیوطی کہتے ہیں)

اس اعتبار سے جبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جہاد کے حکم کے بعد مسلط

کے معنی میں ہوگا اور یہی معنی کتاب زبور کے سیاق کے مناسب بھی ہے۔

## حرف الحاء

### الحاتم

اس اسم پاک کو قاضی عیاض نے شفا میں ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سابقہ کتب میں پائے جانے والے اسماء میں الحاتم اور الحاتم بھی شامل ہیں۔ اس قول کو کعب احبار نے نقل کیا ہے۔  
ثعلب فرماتے ہیں۔

حاتم کا معنی وہ ذات جن پر انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اور حاتم کا معنی وہ ذات جو تمام انبیاء کرام میں خلق اور خلق دونوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین ہے۔ ہمارے شیخ امام شمشنی نے اول کا ضبط خاء معجمہ کے ساتھ اور دوسرے کا خاء مہملہ کے ساتھ بیان کیا۔ ابن دجیہ نے بھی ان دونوں ناموں کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہوں نے دونوں کا ضبط خاء معجمہ کے ساتھ بتایا ہے اور دونوں کے درمیان فرق یہ بتایا کہ اول تاء کے کسرة کے ساتھ خاتم ہے اور دوسرا تاء کے فتح کے ساتھ خاتم ہے۔ یہی ضبط ثعلب سے بھی منقول ہے جیسا کہ مبہمات ابن عسا کر میں ہے۔

وہ کہتے ہیں خاتم بفتح خاء کا معنی انبیاء کرام میں خلق اور خلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمال الانبیاء ہیں۔ جس طرح کہ خاتم (انگشتری) کے ذریعے زینت و جمال حاصل کیا جاتا ہے اور بعض نے فرمایا جب آپ پر نبوت کے سلسلے کا اختتام ہوا تو آپ اس مہر کی مانند بن گئے جو مکتوب لکھنے کے بعد اس کے آخر میں ثبت کر کے اس کو بند کیا جاتا ہے اور الحاتم تاء کے کسرة کے ساتھ تو اس کا معنی سب انبیاء سے آخر میں تشریف لانے والے ہے یہ اسم

فاعل کا صیغہ ہے۔

### الحاشر

مقدمہ کتاب میں یہ حدیث گزری ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

انا الحاشر الذی يحشر الناس على قدمي (۲۳۹)

ایک روایت میں يحشر الله الناس کے الفاظ اور ایک تیسری روایت میں احشر الناس کے الفاظ وارد ہیں اور ایک روایت میں علی قدمی کی بجائے علی عقبی کے الفاظ وارد ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

علی قدمی کے معنی میں اختلاف ہے۔

بعض نے کہا اس کا معنی ہے ”میرے زمانے اور میرے عہد میں اٹھائے جائیں گے“ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ لہذا سارا زمانہ میرا زمانہ نبوت ہے۔ اس لئے ان کا حشر میرے زمانے میں ہوگا۔

اور بعض نے فرمایا اس کا معنی ہے۔

لوگوں کو میرے سامنے اٹھایا جائے گا۔

جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۲۴۰)

خطابی اور ابن وحیہ نے کہا

قدمی کا معنی ”علی اثری“ ہے یعنی آپ سب لوگوں سے پہلے اٹھائے جائیں گے

اور باقی لوگوں کو آپ کے بعد اٹھایا جائے گا۔

کیونکہ قیامت کے روز سب سے پہلے آپ کی قبر انور سے زمین شق ہوگی اس کے

بعد تمام نفوس کو زندہ کیا جائے گا۔ اور وہ آپ کے تابع ہوں گے۔

[حوالہ ۲۳۹) البخاری ۴/۲۲۵، ۶/۱۱۱ - مسلم الفضائل حدیث ۱۲۳، ۱۲۵]

[حوالہ ۲۴۰) البقرة ۱۴۳]

خطابی فرماتے ہیں۔ اس معنی پر ”علیٰ عقبیٰ“ والی روایت بھی دلالت کر رہی ہے۔  
 عزنی کہتے ہیں اس حدیث میں قدم کے ذکر سے اثر کی تعبیر کی گئی ہے کیونکہ اثر  
 قدم سے پیدا ہوتا ہے۔

اور بعض نے فرمایا کہ قدمی کا معنی ہے میری بعثت کے قریب جیسا کہ حضور نے  
 فرمایا

بعثت انا والساعة كهاتين (۲۳۱)

مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح متصل بھیجا گیا ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو بھی اس آیت کریمہ میں حشر کے ساتھ موصوف فرمایا  
 ہے۔

يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ (۲۳۲)

اور فرمایا

وَحَشَرْنَاَهُمْ (۲۳۳)

ان کے علاوہ دیگر آیات بھی ہیں۔ اس لئے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے  
 ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

حاط۔ حاط

اس اسم پاک کو علامہ غزنی نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا یہ اسم پاک زبور میں پایا جاتا تھا۔

الحافظ

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو علامہ ابن دحیہ رحمہ اللہ

[ (حوالہ ۲۳۱) فتح الباری: ۱۰/۳۳۶، ۵۵۶، ۱۱/۳۳۷، ۳۳۸ ]

[ (حوالہ ۲۳۲) الانعام: ۲۲، الترمذی حدیث ۲۳۱۳ ] [ (حوالہ ۲۳۳) الکھف: ۴۷ ]

تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی تمام موجودات کی عدم سے حفاظت وصیانت کرنا اور آپس میں متضاد اشیاء کو ایک دوسرے سے محفوظ رکھنا ہے۔  
امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بندوں میں حافظ وہ بندہ ہے جو اپنے قلب و اعضاء کی حفاظت کرے اور اپنے دین کو غضب کے حملہ اور شہوت کے فریب، نفس کے دھوکہ اور شیطان کے مکر سے محفوظ رکھے۔

### الحاکم

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے ذکر کیا ہے۔  
إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ (۲۳۳)  
اے حبیب ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب اتاری کہ آپ لوگوں میں فیصلہ کریں۔

اس کے علاوہ دیگر آیات میں بھی اس اسم پاک کا بیان ہے۔

### حامد

اس اسم کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں اس کو کعب اور عزنی نے بیان فرمایا ہے۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا

انك قد حبلت بخير البرية وسيد العالمين فاذا ولدتيه فسيه

محمدا فان اسبه في التوراة حامد وفي الانجيل احمد

تیرے شکم اطہر میں خیر البریۃ اور سید العالمین ہیں جب ان کی دنیا میں تشریف

[۲۳۳] (النساء ۱۰۵)

آوری ہو جائے تو ان کا نام محمد رکھے تو رات میں ان کا نام حامد ہے اور انجیل میں احمد ہے۔

### حامل لواء الحمد

اس اسم پاک ابن دحیہ نے ترمذی شریف کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا حبيب الله ولا فخر وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر (۲۳۵)

میں اللہ کا حبیب ہوں اس میں کوئی فخر نہیں (بلکہ اظہار حقیقت و تحدیث نعمت ہے) اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ (امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)

مجھ سے لواء الحمد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ حقیقی جھنڈا ہوگا یا معنوی؟ میں نے جواب دیا کہ وہ معنوی پرچم ہوگا اور اس سے مراد حمد باری تعالیٰ ہے کیونکہ حقیقی پرچم لشکر کے سپہ سالار کے پاس ہوتا ہے۔

حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تمام لوگوں کے سردار اور امام ہوں گے اور اس دن آپ کی شہرت حمد کے ساتھ ہوگی۔

ابن نے اشیر نے حدیث

”لكل عادل لواء“ (۲۳۶)

(ہر عادل کے پاس پرچم ہوگا)

کے تحت ہمارے جواب کی نظیر بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ ہر عادل کے پاس ایسی علامت ہوگی جس کے سبب لوگوں میں اس کی شہرت و معرفت ہو

[ (حوالہ ۲۳۵) الترمذی حدیث ۳۶۱۶ - شرح النہۃ ۱۳/۲۰۴ ]

[ (حوالہ ۲۳۶) یہ حدیث نہیں ملی۔ ]

گی کیونکہ پرچم سے مقصد رئیس کے مرتبہ کی شہرت ہوتی ہے۔

### حبیب اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو ابن العربی، ابن دحیہ وغیر ہم دیگر علماء نے اسم حامل لواء الحمد کے تحت مذکور حدیث پاک سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

محبت درحقیقت محبوب کی موافق شی کی طرف میلان کا نام ہے اور محبت کا یہ معنی اس کے حق میں ہے جس کی طرف میلان کی نسبت صحیح ہو سکے اور جو موافقت سے نفع حاصل کر سکے اور یہ مخلوق کا درجہ ہے۔ رہ گئی خالق کی شان تو وہ بلند و بالا ہے وہ تو اغراض سے پاک و منزہ ہے۔ اس لئے خالق کی محبت سے مراد بندے کو سعادت کے حصول کی قدرت سے نوازنا اور اس کو گناہ سے بچانا نیک عمل کی توفیق دینا، اپنے قرب کے اسباب مہیا فرمانا، اپنی رحمت کا اس پر فیضان فرمانا اور اس کے دل سے حجابات ہٹانا ہے حتیٰ کہ وہ بندہ اپنے رب کو اپنے دل اور اپنے نور بصیرت سے دیکھ لے اور اس طرح بن جائے جس طرح حدیث میں وارد ہے۔

فاذا احببته كنت سبعة الذی یسمع به وبصره الذی یبصره

ولسانه الذی ینطق به (۲۳۷)

پس میں جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ بولتا ہے۔

### مقام محبت و خلت

مقام محبت و خلت میں سے کون سا بلند و ارفع ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا دونوں مساوی ہیں کیونکہ خلیل حبیب اور حبیب خلیل ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا

محبت کا درجہ ارفع ہے۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بلند و بالا ہے۔

واقعہ اسراء کو بیان کرنے والی طویل حدیث جس کو حافظ بزار نے روایت کیا ہے جو عنقریب آئے گی اس میں بھی حبیب کے درجہ کے ارفع ہونے پر دلیل ہے۔ اور بعض نے کہا کہ خلت کا درجہ بلند ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے۔

لو كنت متخذًا خليلًا غير ربي لا اتخذت ابا بكر خليلًا (۲۳۸)  
(اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا)

لیکن آپ نے حضرت ابو بکر کو خلیل نہیں بنایا حالانکہ آپ نے حضرت فاطمہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن و حسین اور اسامہ رضی اللہ عنہم کے لئے محبت کا اطلاق فرمایا ہے۔ (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلت کا درجہ محبت سے ارفع ہے)

صوفیاء کرام نے حبیب و خلیل کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ  
۱- خلیل وہ ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

یعنی حضرت ابراہیم خلیل کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کے ملک اور عجائب

منکشف فرمائے۔

لیکن حبیب صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ

(تو اس جلوے اور اس محبوب کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم)

(کنز الایمان)

۲- اور خلیل وہ ہے جس کی بخشش حد امید میں ہو۔

وَالَّذِي اطَّعَ ان يَغْفِرَ لِي (۲۴۹)

[ (حوالہ ۲۳۸) الشفاء ۱/۳۱۲ (حدیث ۸۰ اور ۸۲ دیکھئے) ] [ (حوالہ ۲۳۹) اشعراء: ۸۲ ]



اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری بخشش فرمائے گا۔  
اور حبیب وہ ہے جن کی بخشش حد یقین میں ہو۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ

۳- اور خلیل وہ ہے جو عرض کریں

وَلَا تَحْزَنْنِي (۲۵۰)

(مجھے رسوانہ کرنا)

اور حبیب وہ ہے جس کے بارے میں فرمایا جائے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ (۲۵۱)

(جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی کو)

پس آپ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال کرنے سے پہلے بشارت دی گئی۔

۴- خلیل وہ جو مشقت میں جسی اللہ کہے اور حبیب وہ جس کو

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۲۵۲)

(اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے)

پس حبیب کو سوال کے بغیر عطا فرمایا گیا۔

۵- اور خلیل وہ جو عرض کرے

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (۲۵۳)

(مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا)

اور حبیب وہ جن کے بارے میں فرمایا جائے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

[ (حوالہ ۲۵۰) الشعراء: ۸۷ ]

[ (حوالہ ۲۵۱) التحريم: ۸ ]

[ (حوالہ ۲۵۲) سورة الانشراح: ۴ ]

[ (حوالہ ۲۵۳) سورة ابراهيم: ۳۵ ]

تَطْهِيرًا (۲۵۴)

(اللہ یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے ستھرا کر دے)  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

### حبیب الرحمن

یہ اسم پاک واقعہ اسراء بیان کرنے والی طویل حدیث جسے حافظ بزار نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے میں وارد ہے۔

اس میں یہ الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا سل (مانگئے) تو آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

انك اتخذت ابراهيم خلیلاً.....

اے میرے رب توں نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا ہے..... تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا

”قد اتخذتك حبیباً“ میں نے آپ کو اپنا حبیب بنا لیا ہے۔

اور آپ کے بارے میں تورات میں مکتوب تھا۔

”محمد حبیب الرحمن“ (۲۵۵)

(محمد رحمن کے حبیب ہیں)

(مصنف فرماتے ہیں) اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ ربیع بن انس

نے فرمایا کہ اس کی سند میں ابی العالیہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے سے روایت کرنے والا مجہول ہے۔

### حبیطاً

اس اسم پاک کو عزنی نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[ (حوالہ ۲۵۴) لاجز اب: ۲۳ ]

[ (حوالہ ۲۵۵) مجمع الزوائد ]

کے ان اسماء میں سے ہے جو انجیل میں مذکور تھے۔ اور اس کا معنی ہے حق و باطل کے درمیان تفریق کرنے والا۔

### الحجة

اس اسم کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی۔ حجت برہان کے معنی میں ہے اور مسند الفردوس میں یہ حدیث پاک ہے۔

انا حجة الله (۲۵۶)

(میں اللہ کی حجت ہوں)

مسند الفردوس میں اس کی تبیض موجود ہے لیکن سند ذکر نہیں کی گئی ہے۔

### حرز الامیین

امام بخاری وغیر محدثین نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ملا اور ان سے میں نے کہا آپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کریں تو انہوں نے کہا ہاں میں ضرور بیان کروں گا۔ فرمایا

قسم بخدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض قرآنی صفات تورات میں بھی موجود ہیں۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للامیین (الحدیث)

ابن دحیہ فرماتے ہیں حرز کا معنی منع اور امیین کا معنی عرب ہے۔ لہذا ”حرز

الامیین“ کا معنی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کو عذاب اور ذلت سے بچانے والے ہیں۔

### فالحریص

اس اسم مبارک کو بھی ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ اس پر مزید کوئی

[ (حوالہ ۲۵۶) یہ حدیث مسند الفردوس میں موجود ہے، مسند الفردوس ابھی تک مخطوطہ کی صورت میں ہے جس

کی تحقیق جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دارالکتب العلیہ اسے طبع کرے گا۔ ]

کلام نہیں فرمایا اور یہ اسم اس آیت پاک سے ماخوذ ہے۔

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ (۲۵۸)

یعنی تمہاری ہدایت اور تمہارے ایمان کو نہایت چاہنے والے لغت کی کتاب الحکم میں ہے کہ حرص، مطلوب کو شدت سے چاہنے کو کہا جاتا ہے۔

### الحسیب

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ اس پر کوئی بات نہیں کی۔ یہ الحسب سے فعیل کے وزن پر ہے اور حسب آباء اور اجداد میں فخر کرنے کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ”رجل حسیب نسب“ (نسب کی وجہ سے فخر کرنے والا شخص) حسیب محاسب اور کافی کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس معنی کے اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حسیب ہونے کے وصف میں انسان کو کوئی دخل نہیں۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہی وصف ہے کسب کے ذریعہ حاصل نہیں ہوتا) البتہ باپ جب اپنے بچے کی اچھی تربیت کرے یا استاد اپنے شاگرد کو اچھی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرے کہ جس کی وجہ سے وہ غیر کا محتاج نہ رہے تو بطور مجاز کہا جاتا ہے کہ باپ نے اپنے بچے کو یا استاد نے اپنے شاگرد کو حسیب بنا دیا۔

اور یہ معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صحیح ہے کیونکہ آپ نے اپنی امت کی دنیا و آخرت کے ان تمام امور میں تربیت فرمائی ہے۔ جن کی امت محتاج تھی۔ جس کی وجہ سے امت آپ کے سوا کسی کی محتاج نہیں رہی۔

### الْحَفِيظُ

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور کوئی بات اس پر نہیں کی اور یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ بعض نے فرمایا کہ حفیظ حافظ سے زیادہ بلیغ ہے۔ حافظ کا

[ (حوالہ ۲۵۸) التوبہ: ۱۲۸ ]

معنی گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (۲۵۹)

اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں انہیں بچانے کو نہ بھیجا۔

یعنی ہم نے آپ کو اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ ان کو بچائیں تاکہ وہ کفر اور معاصی میں پڑیں۔ یا ہم نے آپ کو ان کی برائیوں اور گناہوں کو شمار کرنے اور اس پر ان کا محاسبہ کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔

اور فرمایا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ آیت قتال سے منسوخ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم قتال کے حکم کے بعد معنی اول کے لحاظ سے حفیظ ہیں۔

یعنی آپ انہیں کفر و معصیت سے روکتے ہیں اور اس کے خلاف آپ ان سے

جہاد فرماتے ہیں اور دوسرے معنی کے لحاظ سے بھی آپ حفیظ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم قیامت کے دن کفار کے خلاف شہادت دیں گے۔

## الْحَقُّ

اس اسم گرامی کو قاضی عیاض اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ رَبِّكُمْ (۲۶۰)

(تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا)

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ (۲۶۱)

(یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا)

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ (۲۶۲)

[ (حوالہ ۲۵۹) النساء: ۸۰ ]

[ (حوالہ ۲۶۰) یونس: ۱۰۸ ]

[ (حوالہ ۲۶۱) الزخرف: ۲۹ ]

[ (حوالہ ۲۶۲) الانعام: ۵ ]

(تو بیشک انہوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا)  
 ایک قول کے مطابق یہاں پر حق سے مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
 اور بعض نے کہا کہ یہاں حق سے مراد قرآن کریم ہے۔  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَشَهِدًا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ (۲۶۳)

(اور وہ گواہی دے چکے ہیں کہ رسول سچا ہے)  
 اور حدیث پاک میں ہے۔

وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ (۲۶۳)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی وہ  
 ذات جو موجود ہے اور جس کا امر اور جس کی الوہیت متحقق و ثابت ہے اور حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے حق میں اس کا معنی ہے۔  
 وہ شخصیت کہ جس کی نبوت اور جس کا صدق ثابت و متحقق ہے۔

## فائدہ

### صدق وحق میں فرق

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدق وحق میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شی  
 کی نسبت واقع کی طرف ہو تو صدق ہے اور اگر مافی الواقع کی نسبت شی کی طرف ہو تو  
 یہ حق ہے۔

### الْحَكِيمُ

اس اسم مبارک کو عزنی نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

[حوالہ (۲۶۳) آل عمران: ۸۶]

[حوالہ (۲۶۳) البخاری ۲/۶۰]

حکیم اس لئے ہیں کہ آپ نے جانا اور عمل کیا اور اپنے رب کا یقین کر لیا۔  
(مصنف فرماتے ہیں) یہ حکمت سے ماخوذ ہے اور فعیل کے وزن پر ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (۲۶۵)

(اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں)

ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (۲۶۶)

(یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب تمہاری طرف بھیجی حکمت کی باتیں)  
جو ذات علم و تعلیم کے لحاظ سے حکمت کے ساتھ متصف ہو وہ حکیم ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُوتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ (۲۶۷)

(اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے)

اس آیت کریمہ میں حکمت سے کیا مراد ہے اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

۱۔ بعض نے فرمایا حکمت سے مراد نبوت ہے۔

۲۔ بعض نے فرمایا قرآن کی معرفت اور اس کی سمجھ ہے۔

۳۔ بعض نے کہا قول میں صواب تک رسائی حکمت ہے۔

۴۔ بعض نے کہا عمل تک پہنچانے والا علم حکمت ہے۔

۵۔ حکمت سے مراد سنت ہے۔

۶۔ حکمت سے مراد خشیت الہی ہے کیونکہ حدیث میں

رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَحَافَةُ اللَّهِ (۲۶۸)

[ (حوالہ ۲۶۵) الجمعة: ۲ ]

[ (حوالہ ۲۶۶) السراء: ۳۹ ]

[ (حوالہ ۲۶۷) البقرة: ۲۶۹ ]

[ (حوالہ ۲۶۸) كشف الخفاء للعجلوني ۱/۲۰۲، ۵۰۷ ]

(حکمت کی اصل خوف خدا ہے)

اس حدیث کو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے۔

۷۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے خیال میں حکمت سے اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ اور وہ امر مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دلوں میں داخل فرماتا ہے۔ میرے اس خیال کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ تم روزمرہ مشاہدہ کرتے رہتے ہو کہ ایک شخص دنیا کے معاملات میں دانشمند، زیرک اور صاحب فکر و نظر ہوتا ہے اور دوسرا آدمی دنیاوی معاملات میں نہایت کمزور ضعیف ہوتا ہے لیکن دینی امور کو خوب جاننے والا اور صاحب بصیرت ہوتا ہے۔

تو غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دنیاوی امور کی سمجھ سے نوازا اور دینی امور کی بصیرت سے محروم رکھا اور ایک کو دینی امور کی بصیرت سے سرفراز فرمایا اور دنیاوی امور کی بصیرت سے محروم رکھا۔ پس اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمت تفقہ فی الدین کا نام ہے۔  
(انتہی)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حکمت کے مذکورہ تمام معانی کے اعتبار سے حکیم ہیں۔

تنبیہ

یہ اسم بھی اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی ہے وہ جس کی پناہ محکم و پائیدار ہے۔ بعض نے کہا اللہ کے حق میں اس کا معنی ہے وہ ذات جو فساد سے روکے۔ یہ دونوں معنی حکمت بمعنی وضع اشیاء فی محلہ (شی کو اپنی جگہ رکھنا) کی طرف راجع ہیں اور بعض نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حق میں حکیم بمعنی حاکم ہے۔

الحلیم

اس اسم گرامی کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں تو رات شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم پاک سے موصوف تھے۔ یہ اسم بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں



سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی وہ ذات ہے جو سزا دینے میں جلد بازی نہ فرمائے اور یہ معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی صحیح ہے۔  
شفا میں ہے۔

اسباب محرکہ پائے جانے کے باوصف استقامت و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا،  
آلام و موذی امور کی موجودگی کے باوجود اپنے نفس کو روکے رکھنا حلم ہے۔ صبر، حلم کی  
مانند ہے اور ترک مواخذہ کو عفو کہا جاتا ہے۔  
یہ دونوں الفاظ قریب المعنی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حلیم و بردبار تھے۔ ہر حلیم سے کوئی نہ کوئی  
لغزش اور کوئی نہ کوئی ٹھوکر ضرور پائی گئی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس وہ  
ہے جنہیں جتنی زیادہ اذیتوں اور تکالیف کا نشانہ بنایا گیا اتنا ہی آپ کے صبر و استقامت  
اور حلم و بردباری میں اضافہ ہوتا گیا۔

لوگوں کے جاہلیت میں تجاوز کرنے کے باوجود آپ کی ثابت قدمی اور آپ کے  
حلم میں اضافہ ہوتا رہا۔

امام احمد بن حنبل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
کہ وہ نجد کی جانب کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ جب  
غزوہ سے واپس لوٹے تو راستے میں ایک ایسی وادی میں دوپہر کے وقت آرام فرمانے  
کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وادی میں بڑے بڑے کانٹے دار درخت ہر طرف پھیلے ہوئے  
تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے سایہ تلے آرام فرمایا اور اپنی شمشیر کو  
درخت کے ساتھ لٹکا دیا اور صحابہ متفرق ہو گئے۔ جابر فرماتے ہمیں نیند آگئی۔ اسی اثناء  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آواز دی تو ہم فوراً آپ کی خدمت میں حاضر  
ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ کے پاس ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا میری نیند کی حالت میں اس  
شخص نے تلوار اتاری اور جب میں اچانک بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ مجھ پر تلوار

سونت کروار کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے من يمنعك مني؟ (تجھے میرے ہاتھوں سے کون بچائے گا؟) تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ بچانے والا ہے۔ پس اس نے تلوار میان میں کر لی اور بیٹھ گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو سزا نہیں دی۔ (۲۶۹)

(یہ واقعہ تنعیم کا ہے)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لقد اذيت في الله وما يؤذي احد واخفت في الله وما يخاف احد (۲۷۰)

مجھے اللہ کی راہ میں اتنی اذیت دی گئی جتنی کسی کو بھی نہیں دی گئی اور مجھے راہِ خدا میں اتنا خوف زدہ کیا گیا اتنا کسی دوسرے کو نہیں کیا گیا۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احد کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن آیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا مجھے تیری قوم نے مصائب میں مبتلا کئے رکھا عقبہ کے دن مجھے سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ میں نے (تبلیغ کی معاونت کے سلسلہ میں) اپنے آپ کو ابن عبد یلیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ لیکن اس نے میری بات پر کان نہ دھرا تو میں وہاں سے غمزدہ ہو کر نکلا۔ قرن الثعالب مقام پر افاقہ ہوا میں نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا تو ایک بادل مجھ پر سایہ فلگن ہے۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس میں جبریل تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کی باتوں کو سنا اور انہوں نے جس قسم کا جواب دیا ہے وہ بھی اسے معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف پہاڑوں پر مقرر فرشتہ بھیجا ہے

[حوالہ ۲۶۹) مسند امام احمد ۳/۳۱۱ فتح الباری ۷/۱۲۶]

[حوالہ ۲۷۰) مسند امام احمد ۳/۱۲۰]

تاکہ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کو حکم دیں چنانچہ پہاڑوں پر مقرر فرشتے نے مجھے آواز دی اور مجھ پر سلام کہنے کے بعد کہا اے محمد اللہ نے تیری قوم کی باتوں کو سنا اور میں پہاڑوں پر متعین فرشتہ ہوں اور میرے رب نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے حکم دیں گے (میں بجالاؤں گا) اگر آپ چاہیں تو میں ان کو انخبین پہاڑوں کے درمیان کچل کر رکھ دوں۔ آپ نے فرمایا بلکہ میں تو امید رکھتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ہوں گے۔ (۲۷۱)

### حطایا

ابراہیم فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو عمر الزاهد غلام ثعلب اجازة حدثنا ثعلب، حدثنا ابن الاعرابی، حدثنا الفضل عن الشعبي عن ابن عباس انه كایسی فی الكتب القديمة احد ومحمد والباحی والمقفی وبنی الملاحم وحطایا وفا رقلیطا وماذماذ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتب قدیمہ میں ان ناموں سے موسوم تھے۔

احد، محمد، ماحی، مقفی، نبی الملاحم، حطایا، فارقلیط اور ماذماذ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کی تحقیق کرنے والی علماء کی ایک جماعت۔ آپ کے اس نام مبارک کا تذکرہ کیا ہے۔

اور ہمارے شیخ امام شہنی نے اس اسم کا ضبط فتحہ حاء اور میم مشدودہ اور طاء مہملہ اور اس کے بعد الف اور یاء کے ساتھ بیان کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں ابو عمر نے فرمایا کہ میں نے یہودیت سے اسلام قبول کرنے والے بعض لوگوں سے اس کا معنی دریافت کیا تو

[ (حوالہ ۲۷۱) بخاری: ۳/۱۳۹ ]

انہوں نے کہا اس کا معنی ہے وہ ذات جو حرم کی نگہبانی کرے اور حرام سے منع کرے۔  
صاحب الغریبین نے اس اسم کا ضبط، حاء کے کسرہ اور میم کے سکون اور یاء کی  
الف پر تقدیم اور اس کے بعد طاء مہملہ اور الف کے ساتھ حمیا طابٹایا ہے اور اس کی تفسیر  
حامی الحرم (حرم کا نگہبان) کے ساتھ کی ہے۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے۔  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں اور ریاء کاری اور فسق و فجور سے حرم پاک کو محفوظ  
کر لیا ہے۔

### الحبید

اس اسم پاک کو حضرت ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ فعلیل کے وزن پر  
بمعنی حامد یا بمعنی محمود ہے اور یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء کریمہ میں  
سے ہے۔

### حَبَسَق

ان دونوں اسماء گرامی کو ابن دحیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں شامل کیا  
ہے۔ علامہ ماوردی نے ان کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔  
۱- حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔  
۲- جعفر بن محمد کے قول کے مطابق یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء ہیں۔  
۳- حضرت قتادہ کے قول کے مطابق یہ قرآن حکیم کے اسماء ہیں۔  
۴- کمیت نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں کہا ہے۔

وجدنا لکم فی آل حم اية

تاولها من اتقى ومعرب

ہم نے تمہارے بارے میں آل حم میں ایک علامت پائی ہے

جس کی تاویل ہم میں سے متقی اور فصیح انسان نے کی ہے

ابن دحیہ فرماتے ہیں آل حم سے مراد اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الْحَنِيفُ

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے فرمایا ہے۔ انہوں نے اس پر مزید کوئی کلام نہیں فرمایا۔ یہ اسم گرامی اس آیت کریمہ سے ماخوذ ہے۔

وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِدِينٍ حَنِيفًا (۲۷۲)

(اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر)

تمام ادیان سے رخ موڑ کر دین حق کی طرف مائل ہونے والا حنیف ہے۔ حنف کا لغوی معنی ہے استقامت سے پہلے جھکنا۔ پس حنیف کا معنی ہوگا تمام طاعات پر مداومت کرنے اور قائم رہنے والا۔

بعض نے فرمایا حنیف کا معنی حج ادا کرنے والا ہے۔

اور بعض نے کہا حنیف سے مراد مسلم ہے۔

حضرت امام احمد وغیرہ محدثین نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

بعثت بالحنفیہ السبعة (۲۷۳)

الْحَيِي

میں نے اس اسم کو اخذ کیا ہے..... (آگے عبارت موجود نہیں)  
(مواہب اللدنیہ میں ہے الحیی بمعنی کثیر الحیاء دارمی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے۔)

کان صلی اللہ علیہ وسلم حیياً لا یسئل شیئاً الا عطا  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے حیادار تھے کہ ہر سائل کو منہ مانگا دیتے۔  
اور الحیی کا معنی باقی رہنے والا اور قبر انور میں لذت پانے والا ہے۔

[ (حوالہ ۲۷۲) سورة یونس: ۱۰۵ ]

[ (حوالہ ۲۷۳) مسند امام احمد ۵/۲۶۶ ]

(مواہب اللدنیہ ج دوم ص ۷۲)

## حرف خاء سے شروع ہونے والے اسماء مبارکہ

### الخاتم خاتم النبیین

ابن دحیہ نے ان دونوں اسماء کو جمع کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔  
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ  
النَّبِيِّينَ (۲۴۴)

(محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب  
نبیوں میں پچھلے)

نافع ابن جبیر سے مروی حدیث میں مذکور ہوا ہے کہ انہوں نے خاتم کو حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں شمار کیا ہے۔

ابن دحیہ فرماتے ہیں جب کسی شئی کو مکمل کیا جائے اور اس کے آخر تک پہنچا جائے  
تو ختمت اشیء کہا جاتا ہے۔

شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مثلي ومثل الانبياء بن قبلي كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه  
واجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به  
ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا

خاتم النبیین (۲۴۵)

[حوالہ ۲۴۵) البخاری ۳/۲۲۶]

[حوالہ ۲۴۴) الاحزاب: ۴۰]

میری اور میرے سے قبل کے انبیاء کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک عمارت بنائی اور اس کو حسین و جمیل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پس لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ پس میں (عمارت نبوت) کی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

ایک طویل حدیث شفاعت میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

فیاتون عیسیٰ فیقول ارا یتم لو کان متاع فی دعاء قد ختم علیہ

اكان یقدر علی ما فی الدعاء حتی یفیض الحاتم فیقولون لا

فیقول: ان محمداً خاتم النبیین (۲۷۶)

پس لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دیں گے تو آپ فرمائیں گے اگر ایک برتن میں کچھ سامان رکھا ہوا ہو اور اس کو سیل بمہر کر دیا گیا ہو تو تمہارا کیا خیال اس سیل شدہ برتن سے وہ سامان مہر توڑے بغیر نکالنے پر کسی کو قدرت حاصل ہوگی تو لوگ عرض کریں گے نہیں۔ تو آپ فرمائیں گے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

(اس کو امام احمد نے حدیث ابن عباس سے روایت کیا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی حکمت کی وجوہ

علماء اسلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی حکمت میں کئی وجوہ بیان کی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ سلسلہ نبوت و رسالت کا اختتام رحمت پر ہو (کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم و تعظیم کی خاطر چاہا کہ آپ کی امت (موت کے

بعد قبر میں) طویل مدت تک زمین کے نیچے نہ رہے۔ (اس لئے آپ پر سلسلہ نبوت ختم

کر دیا تا کہ جلدی قیامت کو قائم فرمایا جائے)

۳- سابقہ امتوں کے احوال سے بعد میں آنے والی امتیں مطلع ہوتی رہتی تھیں۔  
اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم کے لئے آپ کی امت کو آخری امت بنایا تاکہ کوئی ان کے احوال سے مطلع نہ ہو۔

۴- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ آپ کی شریعت کے لئے نسخ ہوتا حالانکہ آپ کے شرف میں سے یہ بات بھی ہے کہ آپ کی شریعت تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے اور اس کو منسوخ کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا تو وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔ اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہے۔

اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ کیا جائے گا اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد موجود ہوں گے۔

### الحازن لہال اللہ

اس اسم مبارک کو ابن دجیہ نے حضرت امام احمد کی مروی اس حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے جسے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

واللہ ما اوتیکم من شیء ولا امنکم وہ ان انا الا خازن اضع

حیث امرت (۲۷۷)

قسم بخدا میں تمہیں نہ کوئی شیء اپنی مرضی سے دیتا ہوں اور نہ کوئی شیء اپنی مرضی سے روکتا ہوں میں تو خازن ہوں وہی کرتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے۔



الخاشع

اس اسم کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ اس پر مزید کوئی بات نہیں کی۔

خشوع کا مطلب

لغت میں خشوع سکون کے معنی میں ہے۔ ازہری فرماتے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے لئے خشوع کرنے کا مطلب ہے اس کے سامنے تذلل اختیار کیا

جائے اور ابن سیدہ نے الحکم میں فرمایا کہ

۲۔ شمع الرجل (فلاں نے خشوع کیا) کا معنی اپنے نگاہ کو زمین پر ڈالنا یعنی

عاجزی کے ساتھ نگاہ جھکا لینا۔

۳۔ اور صوفیاء کرام کے نزدیک خشوع سے مراد حق کے لئے انقیاء اختیار کرنا

ہے۔

۴۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ رب کے حضور خشوع کرنے کا مطلب ہے اس

کے حضور مکمل قصد و یکسوئی کے ساتھ قلب کا قیام ہے۔

۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

انسان کے دل کے ساتھ ہمیشہ قائم رہے خوف خشوع ہے۔

۶۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هو تذلل القلوب لعلام الغيوب

علام الغيوب کے حضور دلوں کا تذلل خشوع ہے۔

۷۔ حضرت محمد بن علی الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الخاشع بن خمدت نيران شهوته وسكن وخان صدره واشرق

نور التعظيم في قلبه فباتت شهوته وحيي قلبه فخشت جوارحه

خاشع (خشوع کرنیوالا) وہ ہے جس کی شہوت کی آگ بجھ چکی ہو اور جس کے

سینے سے اٹھنے والا دھواں ساکن ہو چکا ہو۔ جس کے دل میں تعظیم الہی کا نور روشن ہو چکا

ہو پس اس کی شہوت مردہ ہو چکی ہے اور اس کا دل زندہ ہو چکا ہے۔ اور اس کے جوارح

واعضاء خشوع میں مصروف ہو چکے ہیں۔

۸- حضرت قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صوفیاء کا اتفاق ہے کہ خشوع کا محل قلب ہے اور خشوع تو واضح کے قریب ہے۔

### الخاضع

اس اسم مبارک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور مزید اس پر کوئی بات نہیں فرمائی۔

لغت کی معروف کتاب صحاح میں ہے۔

خضوع کا معنی عاجزی اور تواضع ہے۔

ازہری فرماتے ہیں۔

خضوع اور خشوع قریب المعنی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ خشوع کا تعلق بدن،

آواز، آنکھ وغیرہ اعضاء ظاہرہ سے بھی ہے مگر خضوع کا تعلق صرف قلب سے ہے۔

### الخبیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم اقدس کو قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے اس

آیت کریمہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

الرَّحْمَنُ فَاسْتَلْ بِهِ خَبِيرًا (۲۷۸)

(وہ بڑی مہربانی والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ بکر بن العلاء نے فرمایا کہ اس آیت میں مامور

بالسوال غیر مبنی ہے اور مسئول خبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور فرماتے ہیں۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک میں سے ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے حبیب

صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں خبیر کا معنی شئی کی کنھیہ پر مطلع اور اس کی حقیقت کا علم رکھنے

[ (حوالہ (۲۷۸) الفرقان: ۵۹ ) ]

والا ہے اور بعض نے کہا اللہ کے حق میں خبیر بمعنی مخبر (خبر دینے والا) ہے۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ دونوں معنوں کے لحاظ سے خبیر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ  
نے آپ کو اپنے علم مکنون اور اپنی عظیم معرفت کے بارے میں جس علم سے آپ کو نوازا  
ہے اس کے آپ غایت درجہ کے عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس چیز کے متعلق  
امت کو خبر دینے کی اجازت دی ہے آپ اس کی اپنی امت کو خبر دیتے ہیں۔

### خطیب النبیین

ابن دحیہ نے اس اسم پاک کا تذکرہ کیا ہے لیکن انہوں نے اس پر مزید کلام نہیں  
فرمایا۔ یہ اسم پاک حدیث سابق سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے۔

اذا كان يوم القيامة كنت امام النبیین وخطیبهم (۲۷۹)

قیامت کے دن میں انبیاء کا امام اور ان کا خطیب ہوگا۔

انبیاء کے خطیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام سے  
مقدم ہوں گے اور ان کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے حضور کلام کریں گے۔  
جیسا کہ حدیث شفاعت سے معلوم ہے۔

### خلیل اللہ

اس اسم پاک کو ابن العربی، قاضی عیاض ابن دحیہ العزنی اور دیگر بہت سارے  
علماء کرام نے حضرت امام احمد کی اس مروی حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے جس  
حدیث کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا

لو كنت متخذًا حدًا خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً وان

صاحبکم خلیل اللہ (۲۸۰)

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا (لیکن) تمہارے صاحب تو اللہ کے

[حوالہ ۲۷۹) مسند امام احمد ۵/۱۳۷، ۱۳۸]

[حوالہ ۲۸۰) مسند امام احمد ۱/۳۶۳ - شفاء ۱/۲۱۱]

خلیل ہیں۔

خلیل خلۃ سے ماخوذ ہے اور خلۃ کی تفسیر اور اشتقاق میں اختلاف ہے۔

۱۔ بعض نے کہا خلیل وہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے۔

۲۔ خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو جائے۔

۳۔ بعض نے کہا کہ خلۃ کا معنی استصفاء (انتخاب کرنا) ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اس لئے فرمایا کہ وہ لوگوں سے دوستی و دشمنی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا ان کے لئے خلیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد و نصرت فرمائی اور انہیں بعد میں آنے والوں کے لئے پیشوا و امام بنایا۔

۴۔ بعض نے کہا کہ خلیل خلۃ سے ماخوذ ہے اور خلۃ کا معنی حاجت ہے لہذا خلیل

کا معنی فقیر، محتاج ہوگا۔ حضرت ابراہیم کو خلیل اس لئے فرمایا گیا کہ آپ نے اپنی حاجت صرف اپنے رب تک محدود رکھی اور اپنے آپ صرف اسی کا محتاج بنائے رکھا۔

۵۔ ابن فورک فرماتے ہیں خلۃ وہ خالص مودت و محبت ہے جو ایک دوسرے کو

ہمراز بنا دیتی ہے۔

بعض شعراء نے کہا ہے۔

۱۔ قد تخللت سلك الروح مني

ولذا سبي الخليل خليلاً

۲۔ فاذا انطقت كنت حدیثی

و اذا سكت كنت الخيلاً

۱۔ بیشک میری روح کی تار مل چکی ہے

اسی لئے خلیل کو خلیل سے موسوم کیا جاتا ہے

۲۔ جب میں بولتا ہوں تو تم میری بات بن جاتے ہو

اور جب خاموش ہوتا ہوں تو تم خلیل بن جاتے ہو

۶۔ بعض نے فرمایا کہ خلت کی اصل محبت ہے اور اس کا معنی مدد کرنا، مہربانی سے پیش آنا، بلند کرنا اور سفارش قبول کرنا ہے۔

اور فرماتے ہیں خلت کا درجہ بنوۃ (بیٹا بننے) سے زیادہ قوی ہے کیونکہ والدین اور اولاد میں کبھی عداوت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ (۲۸۱)

(تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں)

لیکن خلت عداوت یکجا نہیں ہو سکتی ہیں۔

پس اس اعتبار سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل فرمانے کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے انہوں نے اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج رکھا اور اپنی حوائج کو صرف اسی کی بارگاہ تک محدود رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے انقطاع اور وسائط سے اعراض فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا اختصاص دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مخفی الطاف سے نوازا اور ان کے باطن کو اپنے اسرار الوہیت اور اپنے محفوظ غیوب اور اپنی معرفت سے سرفراز فرمایا۔

یا ان دونوں عظیم الشان ہستیوں کو خلیل اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں مقدس ہستیوں کو چن لیا اور ان کے دلوں کو اپنے ماسوا سے الگ فرمایا حتیٰ کہ ان کے دلوں میں اللہ کے سوا کسی کی محبت نہیں پائی گئی۔ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور صحیحین کی اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے جو حضرت ابن عباس مروی ہے کہ

لو كنت متخذًا خليلًا لاتخذت ابا بكر خليلًا (۲۸۲)

## خليفة الله

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ اس اسم کو ثقہ شخصیت ابو ذکریا یحییٰ بن عائد نے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شب میلاد فرشتوں نے آپ کا یہ نام رکھا ہے۔

واقعہ اسراء بیان کرنے والی احادیث میں ہے کہ انبیاء کرام نے شب معراج آپ سے یوں خطاب کیا۔

فنعم الاخ ونعم الخليفة وحياء الله من اخ وخليفة  
اچھے بھائی اور اچھے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھائی اور خلیفہ  
کی جانب سے بقا و سلامتی سے نوازے۔

حدیث میں اللہ تعالیٰ پر بھی خلیفہ کا اطلاق وارد ہے۔

اللهم انت الصاحب في السفر والخليفة في الامل (۲۸۳)  
اے اللہ تو ہی سفر میں میرا رفیق اور تو ہی میرے اہل میں خلیفہ ہے۔

اس لحاظ سے یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

ابن دحیہ فرماتے ہیں خلیفہ کا معنی وکیل، باقی اور آخر ہے۔

خلافت مستخلف کے جانے کے بعد کا عمل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ اپنے وجود دائمی کی وجہ سے ہر آخر کے بعد آخر ہے (اس لئے اللہ  
کی ذات پر بھی خلیفہ کا اطلاق آیا ہے)

(امام سیوطی فرماتے ہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خلیفہ کا معنی یہ ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے  
احکام مخلوق کے درمیان نافذ فرمانے میں اللہ تعالیٰ کے نائب و خلیفہ ہیں اور خلیفہ کا یہ معنی  
وکیل کے معنی کے قریب ہے۔

[ (حوالہ ۲۸۳) مسند امام احمد ۵/۸۳ - مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۹ - المستدرک ۲/۹۲ ]

حضور کے حق میں خلیفہ بمعنی باقی بھی درست ہے کیونکہ آپ کا دین اور آپ کی شریعت تا قیام قیامت باقی ہے اور آپ کا دین تمام ادیان کے بعد ہے جسے کوئی منسوخ نہیں کرے گا۔

اور آپ کے حق میں خلیفہ بمعنی آخر بھی صحیح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

### خیر العالمین۔ خیر خلق اللہ

ان دونوں اسماء مبارکہ کو حضرت شیخ ابن دحیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ یہ دونوں نام احادیث اور آثار مشہورہ سے ثابت ہیں اور دونوں متحدہ لکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (۲۸۴)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

یہ بات واضح اور ظاہر ہے کہ امت کو حاصل ہونے والا شرف اس کے نبی کے شرف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانبیاء ہیں تو خیر العالمین بھی ہیں کیونکہ انبیاء کرام عالمین سے اشرف ہیں۔ عالمین میں ملائکہ بھی داخل ہیں لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔

امام بیہقی وغیرہ محدثین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان والوں پر بھی فضیلت دی اور انبیاء کرام پر بھی فضیلت سے نوازاتو ان سے کسی نے عرض کیا آسمان والوں پر آپ کی کیا فضیلت ہے تو ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا۔

وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (الانبياء ۲۹)

اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا  
تَأَخَّرَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (۲۸۵)

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ  
بخشتے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں  
سیدھی راہ دکھا دے (کنز الایمان)

اور ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کرام پر کیا  
فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ (۲۸۶)

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (۲۸۷)

اور اے حبیب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے

والی ہے۔

ابن عبدالسلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے بیان میں اپنی کتاب

”تنوير الحلك في التفضيل بين البشر والملك“ میں بہت عمدہ گفتگو فرمائی

ہے۔

ایک اشکال اور اس کا حل

درج ذیل احادیث سے مذکورہ فضیلت کی تردید نہیں کی جاسکتی۔

[حوالہ (۲۸۵) الفتح: ۱-۲]

[حوالہ (۲۸۶) سورۃ ابراہیم: آیت نمبر ۴]

[حوالہ (۲۸۷) سورۃ السباء: ۲۸]



۱- لا تخیرونی علی موسیٰ (۲۸۸)

مجھے حضرت موسیٰ پر ترجیح نہ دو۔

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ عرض کیا۔

۲- یا خیر البریۃ (اے مخلوق میں سب سے افضل)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذٰلِكَ اِبْرٰهِيْمَ (۲۸۹)

(خیر البریۃ تو ابراہیم ہیں)

۳- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَفْضَلُوْنِيْ بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ (۲۹۰)

انبیاء کے درمیان مجھے فضیلت نہ دو۔

ان مذکورہ احادیث کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل

ہیں۔

۱- یہ آپ نے اس وقت فرمایا ہے جس وقت تک آپ کو اپنے خیر الخلق ہونے کا علم

عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔

۲- آپ نے یہ بطور تواضع اور اپنے سے کبر کی نفی کی غرض سے فرمایا ہے۔

۳- اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر ایسی فضیلت نہ دی

جائے جو بعض انبیاء کے تنقص اور ان کے رتبہ علیا سے انحطاط کا سبب بن جائے۔

۴- انبیاء کرام پر فضیلت دینے کی ممنوعیت کا تعلق نفس نبوت و رسالت سے ہے۔

کیونکہ تمام انبیاء کرام نفس نبوت و رسالت میں حد واحد پر ہیں۔ اس لئے کہ نبوت

شی واحد ہے جس میں انبیاء کرام کا باہم تفاضل نہیں ہو سکتا البتہ تفاضل کا تعلق ایسے امور

[ (حوالہ ۲۸۸) ۵- یت نمبر ۱۷۱ ملاحظہ ہو ]

[ (حوالہ ۲۸۹) مسلم الفہائل حدیث نمبر ۱۵۰- ابوداؤد السنۃ حدیث: ۱۳ ]

[ (حوالہ ۲۹۰) البخاری: ۱۹۴/۴ مسلم الفہائل حدیث: ۱۵۹ ]

سے ہے جو نبوت و رسالت کے علاوہ اور نبوت و رسالت سے اضافی ہیں۔

اسی لئے انبیاء کرام میں سے کچھ رسل ہیں اور کچھ اولوالعزم ہیں اور کچھ کو اللہ تعالیٰ نے بلند رتبہ سے نوازا اور بعض کو بچپن میں ہی نبوت سے سرفراز فرمایا۔

### خیر هذه الامة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو حضرت شیخ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس روایت سے اخذ کر کے بیان کیا ہے جس کو انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

هل تزوجت؟ (کیا تو نے شادی کی ہے)

تو میں نے عرض کیا کہ میں نے شادی نہیں کی۔ اس پر انہوں نے فرمایا

فتزوج فان خیر هذه الامة اکثرها نساء یعنی النبی صلی اللہ  
وسلم

شادی کر لو کیونکہ اس امت میں سب سے افضل ہستی سب سے زیادہ بیویوں  
والے تھے۔ ان کی مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

## حرف دال سے شروع ہونے والے اسماء

### دار الحکمت

اس نام اقدس کو میں نے حدیث:

”انا دار الحکمة وعلی بابها“ (۲۹۱)

(میں دار الحکمت اور علی اس کا دروازہ ہے) سے اخذ کیا ہے۔

امام حاکم نے اس حدیث کو المستدرک میں روایت فرما کر صحیح قرار دیا ہے اور ابن

جوزی نے الموضوعات میں اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ

صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ صحت کے درجے کو بھی نہیں پہنچتی اور

مرفوع بھی نہیں۔

### داعی اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کی تحقیق کرنے والے علماء کی ایک جماعت

نے اس اسم پاک کو ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ (۲۹۲)

(اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے)

أَجِيبُ دَاعِيَ اللَّهِ (۲۹۳)

[ (حوالہ ۲۹۱) الترمذی حدیث: ۳۷۲۷ ]

[ (حوالہ ۲۹۳) الاحقاف: ۳۱ ]

[ (حوالہ ۲۹۲) الاحزاب: ۳۶ ]

اللہ کے منادی کی بات مانو۔

وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ (۲۹۴)

جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے

حضرت امام بخاری وغیرہ محدثین نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں فرشتے آئے اور آپس میں کہنے لگے ان کے لئے کوئی مثال بیان کرو۔ ایک فرشتہ نے کہا ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کوئی عمارت تیار کی اور پھر اس میں دسترخوان بچھا دیا۔ پھر ایک بلانے والے کو لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا پس جس نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی وہ تو گھر میں بھی داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھانا بھی کھا لیا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہ کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دسترخوان سے کھا سکا۔ فرشتوں نے ایک دوسرے سے کہا اگر اس مثال کی آپ کے لئے تاویل کی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سمجھتے۔ تب فرشتوں نے کہا گھر سے مراد جنت ہے اور ”داعی“ (بلانے والا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (۲۹۵)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ربکم فتح دارا وضع مأدبہ وارسل داعیہ فبن اجاب الداعی

رضی اللہ عنہ السید ودخل الدار واکل من المأدبۃ اللہ ہو

السید والداعی محمد والدار الاسلام والمأدبۃ الجنة (۲۹۶)

[ (حوالہ ۲۹۴) الاحقاف: ]

[ (حوالہ ۲۹۵) البخاری: ۱۱۳/۹ ]

[ (حوالہ ۲۹۶) حدیث مجھے ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی البتہ سابقہ حدیث کے معنی میں ہے جس کی تخریج ۲۷۵

نمبر کے تحت ہو چکی ہے۔ ]

تمہارے رب نے گھر کو کھول دیا ہے اور دسترخوان چن دیا ہے اور بلانے والے کو بھیج دیا ہے پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی۔ اس سے آقا راضی ہو گیا اور وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھانا کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ سید ہے اور داعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور گھر سے مراد اسلام اور دسترخوان سے مراد جنت ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس آیت کریمہ میں دعا سے موصوف فرمایا ہے۔

”واللہ یدعو الی الاسلام“

پس یہ اسم اللہ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے حضور کو موسوم کیا

ہے۔

الدامع

اس اسم پاک کو میں نے اس حدیث سے اخذ کیا ہے جسے امام طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اے لوگو تم یوں درود بھیجا کرو۔

اللهم داعی المدحوات وبارعی السبوكات وجبار القلوب علی  
فطراتها مشقیها وسعیدها اجعل شرائف صلواتك ونوامی  
بركاتك ورأفة تحیتك علی محمد عبدك ورسولك الخاتم لها  
سبق والفاتح لها اغلق والنعلی الحق بالحق والدامغ جیشات الا  
باطیل كما حصل فاضطمع بامرك فی طاعتك مستو فرا فی  
مرضاتك غیر نكل فی اقدام ولا نغی فی اعرام داعیا لرحیك  
حافظا لعهدك ماضیا علی نفاذ امرك

اے اللہ زمینوں اور کشادگیوں کو پھیلانے والے اور آسمانوں اور بلندیوں کو پیدا

کرنے والے دلوں کو ان کی شقی و سعید فطرت پر قابو میں رکھنے والے، اپنی اشرف ترین رحمتیں اور بلند ترین برکتیں اور اپنی خاص مہربانیاں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں (اور) اپنے پیش رو کے لئے خاتم اور بند شد کے لئے فاتح (کھولنے والے) ہیں اور حق کو حق کے ذریعے بلند کرنے والے، باطل کی بلندیوں کو کچلنے والے جب بھی انہیں مشقت میں مبتلا کیا گیا تو وہ تیرے امر کے ساتھ تیری اطاعت میں تیری مرضی کا پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے قوی بن گئے۔ آگے بڑھنے سے نہ باز رہنے والے اور نہ مشکلات میں چیخ و پکار کرنے والے ہیں۔ تیری وحی کی دعوت دینے والے اور تیرے عہد کی حفاظت کرنے والے اور تیرے امر کے نفاذ پر عمل کر گزرنے والے ہیں۔

دماغ، دمغہ سے ہے۔ دمغہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کے دماغ تک زخم پہنچا دیا جائے۔ دماغ انسان کی جانے قتل ہے جب کسی انسان کے دماغ تک ضرب پہنچ جائے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

الجیسات حیثہ کی جمع ہے اور حیثہ بلند ہونے والی چیز کو کہا جاتا ہے۔ اسی لئے جب ہنڈیا کا جوش بلند ہوتا ہے تو جاشت القدر کہا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باطل سے بلند ہونے والے ہر فتنہ و فساد کو ہلاک فرمانے والے اس کی بیخ کنی فرمانے والے ہیں۔

## حرف ذال سے شروع ہونے والے اسماء

### الذکر

اس اسم پاک کو العزنی اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔

(الذکر بسکون کاف کا معنی ثناء و شرف ہے)

ابن دجیہ اور العزنی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کے ساتھ موسوم اس لئے فرمایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ شریف ہیں اور دوسروں کو شرف بخشنے والے ہیں اور اپنے ذاتی شرف کی خبر دینے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذکر کی تینوں وجوہ جمع ہو گئی ہیں۔ (امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تفسیر ابن جریر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد

قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا (۲۹۷)

(بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت اتاری ہے وہ رسول)

میں ذکر سے مراد قرآن حکیم ہونے کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ دوسرے مفسرین کے نزدیک ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

### الذکار

اس اسم مبارک کو میں نے اسم الاواہ کی شرح میں گزری ہوئی حدیث پاک سے

اخذ کیا ہے۔

ذکار فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی کثرت سے ذکر کرنے والا

ہے۔

[ (حوالہ ۲۹۷) سورہ الطلاق: ۱۰ ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کثیر الذکر ہونا معلوم و مشہور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نیند اور بیداری کی حالت میں اور اپنی تمام حرکات و سکنات میں اور اپنے قیام و قعود میں اور اپنے تمام احوال میں اپنے رب کا ذکر کرنا اور اسے پکارنا معروف و معلوم ہے۔

امام ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان يذكر الله في كل  
احيانه (۲۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔

### ذو القوۃ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انه لقول رسول كريم ذوقوۃ عند ذی العرش (۲۹۹)

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے۔ مالک عرش کے  
حضور۔

ایک قول کے مطابق ذوقوۃ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس قول کو قاضی  
عمیاض نے نقل فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک ذوقوۃ سے مراد جبریل امین ہیں۔  
قاضی عمیاض فرماتے ہیں۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو موسوم فرمایا۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الله هو الرزاق ذو القوۃ المتین (۳۰۰)

[ (حوالہ ۲۹۸) ابن ماجہ حدیث: ۳۰۲ ]

[ (حوالہ ۲۹۹) التکویر: ۲۰ ]

[ (حوالہ ۳۰۰) الذاریات: ۵۸ ]



(بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے)  
حضرت امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ  
فرماتے ہیں۔

ما رأیت احدا اسرع فی مشیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کانہا الارض تطوی لہ وانا لنجهد انفسنا وانه لغير مکتوث  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کبھی نہیں دیکھا۔ گویا زمین  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیٹی جا رہی تھی۔ ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صرف  
کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفتار میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔  
اسماعیلی نے اپنی معجم میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فضلت علی الناس بأربع بالسخاء والشجاعة وكثرة الجناح

وشدة البطش (۳۰۱)

پیشمی نے فرمایا کہ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے  
تمام راوی ثقہ ہیں۔]

مجھے چار چیزوں کے ساتھ لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت اور  
کثرت جماع اور شدت پکڑ کے ساتھ۔  
ابن سعد نے روایت کیا ہے۔

اخبرنا عبید اللہ بن موسی عن اسرائیل عن جاب عن محمد  
بن علی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید

البطش (۳۰۲)

[ (حوالہ ۳۰۱) مجمع الزوائد: ۸/۲۹۹ ]

[ (حوالہ ۳۰۲) امام سیوطی نے جامع کبیر میں نقل کیا ہے اور طبرانی کی الاوسط کا حوالہ دیا ہے۔ خطیب نے  
تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں انس ابن مالک سے روایت کیا ہے اور کہا ذہبی نے اس کو  
خبیر متکبر قرار دیا ہے اور اس حدیث کو اسماعیلی نے اپنی معجم میں نقل کیا ہے۔ ]

محمد بن علی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختی سے حملہ کرنے والے تھے۔  
امام بخاری نے قتادہ کے واسطے سے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے  
فرمایا۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يدور على نساءه في الساعة  
الواحدة من الليل والنهار وهن احدى عشرة قلت لانس او  
كان يطيقه ؟

قال كنا نتحدث انه اعطى قوة ثلاثين (۳۰۳)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن و رات کی ایک ساعت میں اپنی ازواج مطہرات پر  
گھومتے تھے حالانکہ وہ گیارہ تھیں (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت انس سے عرض کیا  
کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طاقت رکھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ہم کہا کرتے تھے  
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمیں مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی ہے۔  
اور حلیہ میں طاؤس سے (اس کے آگے عبارت موجود نہیں)

## حرف را سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

### الراضی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (۳۰۴)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔  
امام مسلم وغیرہ محدثین نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت فرمائی۔

رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِىْ فَاِنَّهٗ مِنِّىْ وَاَمِّنْ  
عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۳۰۵)

(اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے)  
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (۳۰۶)

(اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں)

[ (حوالہ ۳۰۴) الضحیٰ: ۵ ]

[ (حوالہ ۳۰۵) سورہ ابراہیم آیت: ۳۶ ]

[ (حوالہ ۳۰۶) سورہ المائدہ ۱۱۸ ]

اور اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور کہا۔

اللَّهُمَّ اُمَّتِي اُمَّتِي (۳۰۷)

(اے اللہ میری امت میری امت)

اور رونے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم فرمایا۔

”اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر کہو کہ ہم تمہیں تمہاری امت

کے بارے میں عنقریب راضی کر دیں گے اور ہم تمہیں مایوس نہیں کریں گے“

ابن وحیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مذکورہ آیت کی تفسیر ہے۔

### الراغب

اس اسم مبارک کو ابن وحیہ نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالِی رَبِّكَ فَارْغَبْ (الانشراح: ۸)

اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے حبیب اپنی

رغبت صرف اپنے رب کے حضور پیش کرو اور مخلوق کی طرف رغبت مت کرو۔

اور ابن عباس نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے۔

تم اپنے رب کی طرف رغبت کرو اور اسی سے اپنی حاجت طلب کرو۔

اور عطا نے اس آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ

تم جہنم سے ڈرتے ہوئے اور جنت کی رغبت رکھتے ہوئے اپنے رب کی طرف

تضرع کرو۔

ابن ابی عبلة نے فارغب کی بجائے فرغب پڑھا ہے۔

یہ باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے اور اس کا اسم فاعل مرغب آتا ہے۔

[ (حوالہ ۳۰۷) صحیح مسلم ص ۱۹۱ ]

## الرَّافِعُ الْوَاضِعُ

ابن سید الناس اور العزنی نے ان دونوں اسماء کو ذکر کیا ہے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رافع اور واضع سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ایک قوم (مسلم) کو بلند فرمایا اور ایک قوم (کفار) کو پست کیا۔ اور اپنے بیان سے اشیاء کو ان کے اپنے محل میں رکھا (ہر شے کو اس کا مقام عطا فرمایا)  
(امام سیوطی کہتے ہیں)

یہ احتمال بھی ہے کہ اسم الواضع قرآن کریم کی اس آیت سے ماخوذ ہو۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ (۳۰۸)

اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

الاصر، سے مراد شدت عبادت ہے اور

الاعلال سے مراد احکام شاقہ ہیں۔

جیسے کپڑوں اور بدن کے جس مقام کو نجاست لگے اسے کاٹ ڈالنا اور غنیمتوں کو جلانا اور گناہوں کا مکان کے دروازوں پر ظاہر ہونا، غلطی کرنے والے اعضاء کو قطع کرنا، توبہ میں جان کو قتل کرنا، قصاص کا بدون دیت واجب ہونا، زکوٰۃ میں مال کا چوتھائی حصہ ادا کرنا وغیرہ۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں ناموں سے موسوم ہونا اس لئے بھی درست ہے کہ آپ نے شرک کو لوگوں سے اتار پھینکا اور اسلام کو سر بلندی عطا فرمائی۔

یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں لیکن حدیث اسماء میں الواضع کی بجائے الخافض وارد ہے اور مسلم کی حدیث میں ہے۔

ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به آخرين (۳۰۹)

اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے کئی اقوام کو سر بلندی سے نوازتا ہے اور

[حوالہ ۳۰۸) الاعراف: ۱۵۷]

[حوالہ ۳۰۹) مسلم صلوٰۃ المسافرین: ۱/۱۵۹ حدیث: ۲۶۹]

کئی دوسرے لوگوں کو اس کے ذریعے پست (ذلیل) کر دیتا ہے۔

### راکب البراق

اس اسم کا تذکرہ قاضی عیاض اور ابن دجیہ نے کیا ہے۔

امام ترمذی وغیرہ محدثین نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ شب معراج سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں براق اس حالت میں پیش کیا گیا کہ اس کے منہ میں نکیل پڑی ہوئی تھی اور اس کی پشت پر زین ڈلی ہوئی تھی۔ پس براق نے کچھ شوخی کا اظہار کیا تو جبریل امین نے اسے فرمایا ”کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس طرح پیش آ رہے ہو تم پر اللہ کے ہاں ان سے زیادہ مکرم کوئی بھی سوار نہیں ہوا۔ (یہ سن کر) براق شرمندگی کی وجہ سے پسینہ میں شرابور ہو گیا۔ (۳۱۰)

صحیح حدیث کے بیان کے مطابق براق ایک چوپایا ہے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے۔ (۳۱۱)

اس کو اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے بجلی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے براق سے موسوم کیا گیا اور بعض نے کہا کہ اس کے بہت زیادہ صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے براق کہا گیا اور بعض نے کہا کہ اس کے سفید ہونے کی وجہ سے براق کہا گیا اور بعض نے کہا کہ وہ دو رنگوں والا ہونے کی وجہ سے براق کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ عرب شاة برق“ اس بکری کو کہتے ہیں جس کے بالوں میں سفید بالوں کے مٹھے ملے جلے ہوں اور بعض نے کہا کہ اس کی تعبیر براق سے اس کے اشہب (سفیدی میں سیاہی آمیزش رنگ والا) ہونے کی وجہ سے کیا ہے۔

ابن منیر نے فرمایا:

براق کو یہ رنگ اس لئے عطا ہوا کہ سفید رنگ سب رنگوں میں افضل ہے اور

[حوالہ ۳۱۰) المستدرک: ۴/۶۰۶ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسند احمد: ۴/۱۳۸ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ]

[حوالہ ۳۱۱) مسلم الایمان: ۱۳۵ حدیث: ۲۵۹]

اشھب تمام رنگوں میں سب سے زیادہ زینت بخشنے والا رنگ ہے۔

ہمارے شیخ امام شمشنی فرماتے ہیں کہ

ابن ابو خالد کی کتاب الاحتفال میں ہے۔

براق کا چہرہ انسانی چہرے کی مانند ہے اور اس کا جسم گھوڑے کے جسم کی مانند اور ٹانگیں بیل کی ٹانگوں کی مثل ہیں اور دم ہرن کی دم کی طرح ہے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل براق پر کوئی سوار ہوا ہے یا نہیں اور کیا جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ براق پر سوار ہوئے تھے؟ میں نے اپنی کتاب ”الایۃ الکبریٰ فی شرح قصۃ الاسراء“ میں دیگر مسائل کے علاوہ اس موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔

### راکب الجبل

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ حضرت شعیا (حضرت ذوالکفل) کی کتاب نبوت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا نگاہ دوڑاتے ہوئے اٹھ جاؤ دیکھو جو چیز تمہیں نظر آئے اس کی اطلاع دو۔ حضرت ذوالکفل فرماتے ہیں میں نے کہا میں دو آگے بڑھنے والے دو سواروں کو دیکھ رہا ہوں۔

ایک دراز گوش پر سوار ہے اور دوسرا اونٹ پر پس وہ سواری سے اترے اور ایک نے اپنے ساتھی سے کہا شہر بابل اور اس کے بت تباہ ہو گئے۔

ابن دحیہ فرماتے ہیں

دراز گوش پر سوار سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور اونٹ سوار سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ ملک بابل کی تباہی آپ کی نبوت اور آپ کی تلوار کے سبب آپ کے صحابہ کے ہاتھوں سے ہوئی۔

جیسا کہ آپ نے صحابہ سے اس کی تباہی کا وعدہ فرمایا تھا۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ جب نجاشی کے پاس آپ کا مکتوب مبارک پہنچا تو اس نے اسی لئے کہا تھا کہ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راکب الحمار (دراز گوش سوار یعنی حضرت عیسیٰ) کے متعلق بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی راکب الجمل (اونٹ سوار یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بشارت کی مانند ہے۔

امام بیہقی نے دلائل النبوة میں مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی ”میرے امر میں کوشش کر“ غیر سنجیدگی اختیار نہ کر۔ اے پاک دامن کنواری عورت کے بیٹے میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ میں نے تجھے عالمین کے لئے نشانی بنایا۔ پس تو میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی بھروسہ کر اور جو لوگ تیرے پاس موجود ہیں انہیں میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ میں اللہ ہی اور ہمیشہ باقی وقائم رہنے والا ہوں (اور انہیں بتا دو) کہ وہ نبی، امی، عربی اونٹ ذرہ، تاج، نعلین اور عصا والے کی تصدیق کریں جو معمولی پیچدار بالوں والے مضبوط پیشانی والے، خمدار ابرو والے، سیاہ کشادہ آنکھوں والے، لمبی لمبی پلکوں والے، سفیدی میں سرخ لمبے لمبے ڈورے والی آنکھوں والے بلند بینی والے، کشادہ رخساروں والے (ہیں) جن کا پسینہ اور چہرہ موتیوں کی مانند (چمکدار) جن سے کستوری کی خوشبو بکھرتی ہے۔

### اشکال

ابن عسا کر کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ کی سواری اور عصا کے ساتھ کیوں خاص فرمایا گیا حالانکہ آپ نے گھوڑے اور دراز گوش کی سواری بھی فرمائی ہے اور عصا آپ کے علاوہ دیگر انبیاء نے بھی استعمال فرمایا ہے۔

### جواب

ابن عسا کر ہی نے اس کا جواب یہ دیا کہ ان دونوں کے ساتھ تخصیص سے یہ بتانا



مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ عرب کے علاوہ کسی دوسرے گروہ سے آپ کا تعلق نہیں کیونکہ اونٹ عام طور پر عرب کی سواری ہے اور ان کے ساتھ مختص ہے ان کے علاوہ کسی دوسرے گروہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا اور عصا زیادہ تر اونٹوں کو ہانکنے اور مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔  
کثیر نے آپ کی تعریف میں کہا ہے۔

ینوح ثم یضرب بالہر اوی فلا عرف لدیہ ولا نکیر  
اس میں آپ کے عربی ہونے پر دو کنائے استعمال ہوئے ہیں۔

فائدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک اونٹ تھا جس کا نام عسکر تھا (۳۱۲)

### رحمة للعلیین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (۳۱۳)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں اور کافروں سب کے لئے رحمت ہیں کیونکہ کافروں کو دنیا میں پہنچنے والے اس عذاب سے بچایا گیا جو انبیاء کرام کی تکذیب کرنے والی سابقہ امتوں کو دیا گیا۔

ابن عباس کے علاوہ دوسروں نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔

مومن کو ہدایت مل گئی۔ منافق کو قتل سے امان مل گیا۔ کافر کے عذاب میں مہلت

دی گئی۔

[ (حوالہ ۳۱۲) یہ حدیث مجھے نہیں ملی ]

[ (حوالہ ۳۱۳) الانبیاء: ۱۰۷ ]

سمرقندی کہتے ہیں۔

آپ جنوں اور انسانوں کے لئے رحمت ہیں۔

شفاء میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے فرمایا۔

هل اصابك من هذه الرحمة شيء؟ (۳۱۴)

کیا تمہیں بھی اس رحمت سے کوئی حصہ ملا ہے؟

تو انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں اپنے انجام کے بارے میں ڈرتا رہتا

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس خوف سے اس آیت کریمہ کے ذریعے مامون فرما دیا۔

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ (الایة) (۳۱۵)

ابوبکر بن طاہر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زینت رحمت سے آراستہ فرما

دیا۔ پس آپ کی ذات اور آپ کے خصائل و صفات مخلوق پر رحمت ہیں۔ آپ کی حیات

رحمت ہے اور آپ کا دنیا سے وصال فرمانا رحمت ہے۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حیاتی خیر لکم ومباتی خیر لکم (۳۱۶)

میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لئے خیر ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں

اذا اراد الله رحمة بامة قبض نبيها قبلها فجعله لها فرطا

[ (حوالہ ۳۱۴) شفاء: ۱/۷۵ ]

[ (حوالہ ۳۱۵) التکویر: ۲۰ ]

[ (حوالہ ۳۱۶) الجامع الصغیر: حدیث: ۳۷۷۰ حارث کا حوالہ دیا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس سے روای

تکلیا ہے اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کا بھی اشارہ دیا گیا ہے۔ مناوی کہتے ہیں حافظ عراقی نے المغنی میں

فرمایا کہ اس کی سند میں ضعف ہے کہ اس میں حراش بن عبد اللہ ساقط ہے۔ ]

وسلفاً (۳۱۷)

جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نبی کو ان سے پہلے اٹھالیتا ہے۔ پس نبی کو ان کے لئے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے۔

### رحمة مہداة

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے مستدرک کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يا ايها الناس اني انا رحمة مہداة (۳۱۸)

اور امام طبرانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

بعثت رحمة مہداة (۳۱۹)

ابن دحیہ فرماتے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ جس کا وہ بندوں سے کسی معاوضہ و بدلے کا خواہش مند نہیں کیونکہ ہدیہ دینے والا اگر ہدیہ رحمت کی بناء پر دے تو وہ اس کا کوئی عوض نہیں چاہتا۔

### الرؤف الرحيم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤْفٌ رَّحِيمٌ (۳۲۰)

[حوالہ (۳۱۷) الشفاء: ۱/۵۶- مناهل الصفاء ص ۳]

[حوالہ (۳۱۸) المستدرک: ۱/۳۵]

[حوالہ (۳۱۹) جامع بیان العلم وفضلہ فی باب حارونی قبض العلم: ۱/۱۵۳]

[حوالہ (۳۲۰) التوبہ: ۱۲۸]

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت  
میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان  
مہربان

ابن فورک وغیرہ علماء نے فرمایا کہ  
اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں نام اپنے ناموں میں سے عطا  
فرمائے ہیں۔

الرافۃ شدید ترین اور بلیغ ترین رحمت کو کہا جاتا ہے۔  
ابن وحیہ فرماتے ہیں۔

رافۃ کا خاصہ یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ امور اور تکلیف دہ اشیاء اور مشکلات کو دور کرتی  
ہے۔ اور رحمت مرغوب کی طلب کو کہا جاتا ہے۔ اسی لئے رافۃ کو رحمت پر مقدم فرمایا گیا۔  
کلام عرب میں رحمت مہربانی کرنے، شفقت کرنے، اور نرمی برتنے کو کہا جاتا ہے۔  
رحمت کے یہ تمام معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صحیح ہیں کیونکہ آپ تمام لوگوں  
سے زیادہ احسان و مہربانی فرمانے والے اور سب سے زیادہ شفقت فرمانے والے اور  
سب سے زیادہ نرم و رقیق دل والے ہیں۔

اور رحمت اس معنی (رقت قلبی) کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے  
(کیونکہ وہ دل سے پاک ہے) اس لئے اللہ تعالیٰ کے حق میں رحمت کی رقت قلب کے  
لازم کے ساتھ تاویل کی جائے گی اور وہ ہے اہل خیر کے لئے خیر کا ارادہ فرمانا اور جو  
بندہ ثواب و جزاء کا مستحق ہے اس کو ثواب و جزاء عطا فرمانا اور جو سزا کا مستحق ہے اس  
سے سزا کو معاف فرمانا۔

(اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ درج ذیل حدیث روایت کی  
(ہے)

اخبرتني ام الفضل بنت محمد بقرأتی علیہا اخبرنا ابو الفرج  
الغزی حضوراً فی اربعة اخبرنا یوسف بن عبد الختني،

اخبرنا ابن رواج حضوراً في الثالثة عن ابي ظاهر السلفي  
 اخبرنا ابوالخطاب نصر بن عبدالله اخبرنا ابو محمد بن  
 التبع اخبرنا الحسين بن اسماعيل البحاملي حدثنا محمد بن  
 ادريس، حدثنا محمد بن عيسى بن الطباع حدثنا معاذ بن  
 محمد بن ابي بن كعب حدثنا ابي عن جدى ابي قال سئل النبي  
 صلى الله عليه وسلم ما اول ما انكرت من امر النبوة

قال ..... انى لفى صحراء وكلام فوقى يهوى الى اسبعه فاذا  
 رجل يقول للاحر هو هو قال نعم فاستقبلوني بوجوه لم ارها  
 لخلق قط وعليها ثياب لم ارمثل حسنها قط ولها ارواح لم  
 اجد ريحا لا حد قط مثلها فاخذ احدها بضعى واحذ الاخر  
 بضعى الاخر الا اجد لها مسا فقال احدها للاحر اضجعه  
 فاضجعانى بلاهصر ولا قصر فقال لصاحبه افلق صدره ففلق  
 صدرى فما ارى بلا الم ولا وجع ولادم

فقال اخرج منه الغل والحسد وادخل فيه الرافة والرحمة  
 فاخرج علقه رمى بها، واخرج شيا مثل الفضة فادخله فيه  
 وقال هذه الافة والرحمة ثم قال بابهامه الينى على صدرى ثم  
 قال اغد واسلم ثم قت فجتت بغير ما غدوت به من رحمتى

للمصغير ورافتى على الكبير (۳۲۱)

حضرت ابي بن كعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 سوال کیا گیا کہ امر نبوت کی سب سے پہلی وہ کون سی چیز تھی جس کو آپ نے اجنبی پایا؟  
 آپ نے فرمایا میں ایک صحرا میں تھا اور میرے اوپر فضا میں گفتگو ہو رہی تھی جو  
 میرے تک پہنچ رہی تھی جسے میں سن رہا تھا پس میں نے اچانک ایک شخص کو دیکھا جو

[ (حوالہ ۳۲۱) مسند امام احمد ۵/۱۳۹ ]

دوسرے سے کہہ رہا تھا یہ وہ ہے۔ تو دوسرے نے کہا ہاں پھر وہ لوگ میرے سامنے ایسے چہروں کے ساتھ نمودار ہوئے جو میں نے کسی مخلوق کے کبھی نہیں دیکھے اور ان پر ایسا لباس تھا جس کی مثل حسین لباس میں نے کبھی نہیں دیکھا اور ان سے ایسی خوشبو بکھر رہی تھی جس کی مثل خوشبو میں نے کبھی کسی کے پاس نہیں پائی۔ پس ان میں سے ایک نے میرے پہلو کو پکڑا اور دوسرے نے دوسرا پہلو پکڑا لیکن مجھے ان کے لمس کا احساس تک نہ ہوا پس ایک نے دوسرے سے کہا ان کو لٹا دو پس انہوں نے مجھے بغیر کسی تکلیف کے پہلو کے بل لٹا دیا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ان کے سینہ اقدس کو چاک کر دو۔ اس نے میرا سینہ چاک کیا تو مجھے نہ تو کوئی درد محسوس ہوا اور نہ کوئی تکلیف ہوئی۔

اور نہ میں نے کوئی خون دیکھا۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا اس سے خیانت و حسد (بالفرض اگر ہوں تو) نکال دو اور رافت و رحمت سے بھر دو۔ پس اس نے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر پھینک دیا اور (اپنے پاس سے) چاندی کی مثل کوئی چیز نکال کر میرے سینے کے اندر داخل کر دی اور کہا یہ رافت و رحمت ہے پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھا میرے سینے پر پھیرا اور کہا جاؤ، سلامت رہو، اس کے بعد میں اٹھا اور جو حالت میں لیکر گیا تھا اس کے بجائے چھوٹے کے لئے رحمت اور بڑے کے لئے رافت لیکر لوٹا۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے مذکورہ حدیث کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر تخفیف و تسہیل فرمانا اور آپ کا بہت ساری اشیاء کو اس خوف سے ناپسند فرمانا کہ کہیں وہ امت پر فرض نہ ہو جائیں یہ آپ کی رافت کے آثار میں سے ہے جیسا کہ آپ کا فرمان ہے۔

اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا اور نماز عشاء کو رات کے تہائی حصہ تک موخر کرنے کا حکم دیتا۔ (۳۲۲) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام رمضان کی خبر دینا اور صوم وصال سے منع فرمانا اور

[ (حوالہ ۳۲۲) مسلم الطیارة ۱/۲۲۰ حدیث ۴۲ ]

کعبہ معظمہ میں داخل ہونے کو ناپسند کرنا تاکہ امت مشقت میں نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ سے اس رغبت کا اظہار کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سب وغیرہ کو اس شخص کے لئے رحمت اور طہارت و پاکیزگی کا باعث بنائے جس کو آپ نے سب فرمایا ہے۔ یہ سب امور آپ کی امت پر رافت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن اشیر کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

حدثنا موسى بن عبد اعزي، حدثنا الحكيم بن ابان عن  
عكرمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جاءني جبريل فقال لي يا محمد ان ربك يقرئك السلام وهذا  
ملك الجبال قد ارسله معك وامره ان لا يفعل شيا الا بامرک،  
فقال له ملك الجبال ان شئت ومدمت عليهم الجبال وان  
شئت رميتهم بالحصب وان شئت خسفت بهم الارض قال يا  
ملك الجبال فاني انا بهم لعلهم ان يخرج منهم ذرية يقولون  
لا اله الا الله فقال ملك الجبال انت كما سبائك ربك رؤف  
رحيم (۳۲۳)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ  
جبریل امین میری خدمت میں حاضر ہو کر مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
تیرا رب تجھ پر سلام فرما رہا ہے اور یہ پہاڑوں کا (نگران) فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے  
آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کی بجا آوری  
کرے۔ پہاڑوں کے فرشتے نے آپ سے عرض کیا اگر آپ چاہیں تو میں ان کافروں  
پر پہاڑوں کو گرا دوں اور اگر چاہیں تو ان پر پتھر برسادوں اور اگر چاہیں تو ان کو زمین  
میں دھنسا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پہاڑوں کے فرشتے؟ میں امید

[ (حوالہ ۳۲۳) الدر المنثور ۳/۲۹۷ ]

رکھتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا ہوگی جو لا الہ الا اللہ پڑھے گی۔ پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کا یہ جواب سن کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کو اس طرح پایا جس طرح آپ کے رب نے آپ کا نام رؤف رحیم رکھا ہے۔

### الرسول

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا (۳۲۳)

(اے حبیب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا)

اور فرماتا ہے

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (۳۲۵)

(محمد اللہ کے رسول ہیں)

ازہری کہتے ہیں بھیجنے والے کے پیغام کو پہنچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے اور یہ عربوں کے قول ”حاءت الابل رسلا“ سے ماخوذ ہے۔ جب اونٹ گردہ در گردہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آئیں تو اس وقت جاءت الابل رسلا کہا جاتا ہے۔

### نبی اور رسول میں فرق

نبی اور رسول کے درمیان فرق بیان کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

۱- علامہ واحدی رسول و نبی کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

رسول وہ ہے جسے مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہو اور جسے جبریل امین اللہ تعالیٰ کا پیغام

آمنے سامنے پہنچائے اور جس کے ساتھ جبریل امین بالمشافہ ہم کلام ہو اور نبی کی نبوت الہامی یا منامی ہوتی ہے۔ پس ہر رسول نبی ہے اور ہر نبی رسول نہیں۔

۲- امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[حوالہ (۳۲۳) النساء۔ ۹۷]

[حوالہ (۳۲۵) الفتح ۲۹]



بعض لوگوں کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت مجرد فرشتے کی پیغام  
رسانی کے بغیر ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں (بلکہ نبی کو بھی فرشتہ اللہ کی طرف سے پیغام  
پہنچاتا ہے)

۳- فراء نے رسول و نبی کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول نبی  
مرسل ہوتا ہے اور نبی محدث (جس کی طرف الہام کیا جاتا ہے) ہوتا ہے جس کی طرف  
فرشتہ کے ذریعے وحی نہیں کی جاتی۔  
۴- حلیمی فرماتے ہیں۔

جس نبی کی طرف نئی شریعت وحی فرمائی گئی ہو اور ساتھ ہی اس کو تبلیغ کا حکم بھی دیا  
گیا ہو تو وہ رسول ہے اور یہی مشہور ہے۔

۵- بعض لوگوں نے کہا کہ جس نبی کو نئی شریعت وحی فرمائی گئی ہو اور اس کو تبلیغ کا  
حکم بھی دیا گیا ہو اور ساتھ ہی اس کو کتاب بھی عطا ہوئی ہو یا سابقہ شریعت کو منسوخ  
کرنے کا اختیار بھی تفویض ہوا ہو تو وہ رسول ہے۔  
(مصنف فرماتے ہیں)

اس تعریف کے اعتبار سے نبی پر رسول کی وہ تعریف صادق آتی ہے جو تعریف  
حلیمی نے کی ہے۔

۶- بعض لوگوں کے نزدیک نبی اور رسول کا معنی ایک ہے دونوں میں کوئی فرق  
نہیں۔

ان لوگوں کے نظریہ کی تردید کی گئی ہے کہ اس کے مطابق تو نبیوں اور رسولوں کی  
تعداد برابر ہو جائے گی حالانکہ نبیوں کی تعداد رسولوں سے زیادہ ہے۔  
امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے  
کہ انہوں نے کہا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانبياء مائة الف واربعة  
وعشرون الف الرسل من ذلك ثلاث مائة وخمسة عشر جبا

غفیراً (۳۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو پندرہ کی جماعت کثیر ہے۔

فائدے

۱۔ اس بات پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (۳۲۷)

(اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو

گھیرنے والی ہے) (کنز الایمان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بعثت الی الاحمر والاسود (۳۲۸)

(مجھے احمر و اسود کی طرف مبعوث کیا گیا ہے)

بعض نے احمر و اسود سے مراد انس و جن لئے ہیں اور بعض نے عرب و عجم صحیح مسلم

میں ارشاد ہے۔

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً (۳۲۹)

مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے۔

رہ گئے فرشتے تو بعض نے کہا کہ آپ فرشتوں کی طرف رسول نہیں اسی قول کی

حلیسی نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں تصریح کی ہے۔

اور حافظ ابوالفضل عراقی نے مختصر ابن صلاح کے حاشیہ میں اور امام جلال الدین

محلّی نے جمع الجوامع کی شرح میں اسی قول پر جزم کیا ہے۔

[ (حوالہ ۳۲۷) سورۃ سبأ ۲۸ ]

[ (حوالہ ۳۲۸) مسند امام احمد ۵/۱۶۲، ۳۲۸ - فتح الباری ۱/۳۳۹ ]

[ (۳۲۹) مسلم المساجد حدیث ۵ ]

اور جلال الدین محلی نے ذکر کیا ہے کہ امام فخر الدین رازی اور علامہ برہان نسفی نے اپنی اپنی تفسیروں میں اس قول پر اجماع نقل کیا ہے اور شیخ تقی الدین سبکی نے مخالفت فرمائی ہے اور انہوں نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف بھی رسول ہیں۔

۲- راجح قول یہ ہے کہ مقام رسالت کو نبوت پر فضیلت حاصل ہے ابن عبدالسلام سے منقول ہے کہ وہ نبوت کی رسالت پر فضیلت کے قائل تھے۔

### رسول الرحمة، رسول الراحة، رسول الملاحم

ان تینوں اسماء گرامی کو قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفاء (۲۳۰) میں ذکر کیا

ہے۔

پہلا اسم مبارک (رسول الرحمة) ابن ماجہ کی اس حدیث پاک میں وارد ہے جو اسم ”امام الخیر“ کے تحت گزری ہے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ آپ کائنات کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اور راحت بمعنی استراحت ہے۔ اس کا مطلب بھی واضح ہے کیونکہ آپ شریعت حنیفیہ ستمہ کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اور آپ نے لوگوں سے شرک کے بوجھ اور شداوند کی بیڑیاں اتار پھینکیں اور انہیں توحید کی تعلیم کے ذریعہ آرام و سکون بخشا۔ اور ملاحم ملحمہ کی جمع ہے اور ملحمہ میدان کارزار کو کہا جاتا ہے کیونکہ آپ جیاد اور تلوار کے ساتھ بھیجے گئے۔

### الرفیع الذکر

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے اس قرآنی آیت سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۳۳۱)

(اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا)

[حوالہ ۲۳۰) الشفاء: ۱/۲۵۱]

[حوالہ ۳۳۱) الانشراح ۳]

اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آگے عبارت ساقط ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم الرفع بھی ہے۔

### رفع الدرجات

اس اسم پاک کو میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (۲۳۳)

(اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا) سے اخذ کیا ہے کیونکہ حضرت مجاہد کے قول کے مطابق اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اس کو ابن دحیہ نے ”مرفع للدرجات“ کے لفظ کے ساتھ اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رفعتوں اور بلندیوں سے نوازا آپ کو ایسے بے مثال فضائل سے خاص فرمایا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائے۔ جیسا کہ آپ کو معراج، رویت عموم بعثت شفاعت سے نوازا اور آپ کے لئے غنائم کو حلال فرمایا اور زمین کو پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا اور پوری روئے زمین کو آپ کے لئے مسجد بنایا اور ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ آپ کی مدد فرمائی آپ کا شرح صدر فرمایا۔ آپ کا ذکر بلند کیا۔ آپ کی حیات طیبہ اور آپ کے اسماء مبارکہ کی قسم یاد فرمائی۔ مقام محمود اور وسیلہ سے عظمت بخشی اور آپ کی فرشتوں اور معجزات کثیرہ سے تائید فرمائی۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار فضائل سے نوازا۔

### رکن المتواضعین

یہ اسم پاک حضرت شعبا (ذوالکفل علیہ السلام) کی کتاب میں واقع تھا حرف میم

[حوالہ ۳۳۲) تفسیر ابن کثیر ۸/۲۵۲]

[حوالہ ۲۳۳) البقرة ۲۵۳]

کے تحت عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔

### الرهاب

اس اسم پاک کا ذکر اسم الاواہ کے تحت گزری ہوئی حدیث پاک میں موجود ہے۔ یہ الرهب (راء اور هاء دونوں متحرک نہیں) سے ماخوذ ہے اور رهب کا معنی خوف ہے۔ یہ فعال کے وزن پر اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ الرهب ترهب سے ماخوذ نہیں کیونکہ ترهب ثلاثی مزید فیہ ہے اور وہاب مبالغہ کا صیغہ ہے اور مبالغہ کا صیغہ ثلاثی مزید فیہ سے غالباً نہیں آتا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے یہ ممکن نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اس سے موصوف فرمائیں۔

### روح الحق۔ روح القدس

ان دونوں اسماء مبارکہ کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں نام انجیل میں وارد تھے۔ اول کو ابن عربی اور العزنی نے بھی ذکر کیا ہے اور ثانی کو قاضی عیاض نے بھی ذکر کیا ہے۔

روح القدس کا معنی روح مقدسہ یعنی آلودگیوں اور عیوب سے پاک روح۔ اس لحاظ سے یہ اخبار الموصوف بالصفہ کے قبیل سے ہے۔ قرآن کریم میں وارد لفظ روح القدس کی تفسیر اسی سے کی گئی ہے اور وہاں پر جبریل امین مراد ہیں۔

روح الحق میں حق سے مراد یا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور روح کی اضافت، اضافت تشریفی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا گیا اور وہاں بھی اضافت تشریفی ہے۔ یا الحق سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور اضافت، اضافت بیانیہ ہے۔ یعنی روح هو الحق (روح جو کہ حق ہے)

## حرف الزامی سے شروع ہونے والے اسماء مبارکہ

الزاهد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم مقدس کو ابن دحیہ نے ذکر فرمایا ہے اور وہ فرماتے ہیں آپ کا یہ اسم ان اسماء میں سے جو کتب قدیمہ میں پائے جاتے تھے۔

زہد کی تعریف

زہد خلاف رغبت کو کہا جاتا ہے۔ زہد کے مطلب میں اختلاف ہے۔

اس میں درج ذیل اقوال منقول ہیں۔

۱- حرام کو چھوڑنا زہد ہے کیونکہ حلال مباح ہے۔

۲- حرام میں زہد واجب اور حلال میں فضیلت ہے۔

۳- سفیان ثوری فرماتے ہیں۔

زہد فی الدنیا امیدوں کو محدود کرنے کا نام ہے۔ مقوی اور لذیذ کھانے تناول کرنے اور عباء و قباء پہننے کا نام زہد نہیں۔

۴- قرآن کریم کی یہ آیت جن امور کو متضمن ہے زہد اسی کا نام ہے۔

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ (۳۳۴)

(اس لئے غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا)

۵- دنیا کو ترک کرنے اور اس کے حاصل کرنے میں پرواہ نہ کرنے کا نام زہد

ہے۔

[حوالہ (۳۳۴) الحدید ۲۳]

۶- دنیا کو زوال کی آنکھ سے دیکھنے کا نام زہد ہے۔

۷- اشیاء سے دل کو جدا کرنے اور املاک سے ہاتھ جھاڑ دینے کا نام زہد ہے۔

۸- حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دل کو ہر اس چیز سے خالی کرنا جس سے ہاتھ خالی ہے اس کا نام زہد ہے۔

۹- دارانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہر چیز سے کنارہ کشی اختیار

کرنے کا نام زہد ہے۔

۱۰- عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ فقر کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

کرنے کا نام زہد ہے۔

حضرت امام ترمذی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الزهادة في الدنيا ليست بتحریم الحلال ولا اضعاف المال ولكن

الزهادة في الدنيا ان لاتكون بها في يدك ارتق بها في يد الله

وان تكون في ثواب المصيبة اذا انت اصبت بها ارغب فيها

لو انها ابقيت لك (۳۳۵)

زہد فی دنیا نہ حلال کو حرام سمجھنے کا اور نہ مال کو ضائع کرنے کا نام ہے بلکہ زہد فی

الدنیا یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہیں جو کچھ ہے اس سے زیادہ

قابل اعتماد نہ ہو اور جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو اس کے ثواب میں اس قدر زیادہ

راغب رہنے کا نام زہد ہے کہ تم (کہو) کاش وہ مصیبت تمہارے لئے باقی رکھی جاتی

(تا کہ مزید ثواب ملتا رہتا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور اس کی لذتوں کے بارے میں تمام لوگوں سے

زیادہ زہد اختیار فرمانے والے تھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اس میں سب سے

زیادہ رغبت رکھنے والے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکة ذہبا قلب لا یا رب  
ولکن اشبع یوما واجوح یوما فاذا جعت تضرعت الیک  
وذاکرتک واذا شبعت شکر تک وحدثک (۳۳۶)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بطحاء مکہ پیش فرمایا تاکہ اس کو میرے لئے سونا بنا دے۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے میرے رب مجھے یہ نہیں چاہئے۔ میں تو چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو جاؤں اور دوسرے دن بھوکا رہوں جب بھوک لگے تو تیری بارگاہ میں تضرع کروں اور تیری یاد کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری حمد و ثناء بیان کروں۔

### الزکی

اس اسم گرامی کو حضرت شیخ ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

کَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ (۳۳۷)

(جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک فرماتا ہے)  
(مصنف فرماتے ہیں)

اس اسم پاک کو یزکیکم سے اخذ کرنا صحیح نہیں کیونکہ یزکی ثلاثی مزید فیہ سے اسم فاعل کا صیغہ مزکی آتا ہے نہ کہ ذکی، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کا معنی صحیح ہے۔

زکاة کا معنی طہرۃ یعنی پاکیزگی ہے۔

[ (حوالہ ۳۳۶) الترمذی حدیث: ۳۳۸ ]

[ (حوالہ ۳۳۷) البقرہ: ۱۵۱ ]



الزمزمی

اس نام مبارک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں زمزمی زمزم کی طرف منسوب ہے اور زمزم وہ مبارک چشمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سیراب فرمایا تھا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی طرف منسوب ہونے کے زیادہ لائق و مستحق ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں نے زمزم کے واقعات اور اس کے احکام ایک الگ مسودے میں جمع کئے ہیں۔

زین من وافی القيامة

اس اسم اقدس کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہیں لاتی تو اس گوہ نے کہا۔

السلام عليك يا زين من وافى القيامة (۳۳۸)

(اے قیامت کی جانب جانے والوں کی زیب و زینت آپ پر سلام ہو)  
اس اسم کو ابن دجیہ نے بھی ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں جس قصہ کی طرف قاضی عیاض نے اشارہ فرمایا ہے وہ قصہ ایک موضوع حدیث میں وارد ہے۔ البتہ اس اسم کا معنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صحیح ہے۔

## حرف سین سے شروع ہونے والے اسماء

### سابق

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر فرمایا ہے اور اس پر کوئی بات نہیں کی گویا یہ اسم اس حدیث پاک سے ماخوذ ہے جسے امام طبرانی نے سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

السباق اربعة انا سابق العرب وصهيب سابق الروم وسليمان سابق الفرس وبلال سابق الحبش (۳۳۹)  
سباق چار ہیں۔ میں سابق عرب ہوں اور صہیب سابق روم ہیں اور سلیمان سابق فرس اور بلال سابق حبش ہیں۔

### الساجد

اس نام مبارک کو میں نے ان درج ذیل آیتوں سے اخذ کیا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۱- وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ (۳۴۰)

(اور کچھ رات میں اسے سجد کرو)

[ (حوالہ ۳۳۹) مجمع الزوائد ۳۰۵/۹، بیہقی نے طبرانی کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں سوائے عمارہ بن زادن کے کہ وہ ثقہ ہے اور اس میں اختلاف ہے۔ ]

[ (حوالہ ۳۴۰) الدھیر ۲۶ ]

۲- وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (۳۳۱)  
(اور سجدہ والوں میں سے ہو جاؤ)

### سبیل اللہ

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر دلیل یہ آیت کریمہ پیش کی ہے۔

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ (۳۳۲)  
(جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں)

ماوردی فرماتے ہیں فی سبیل اللہ میں دو قول ہیں۔

۱- سبیل اللہ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

سدی فرماتے ہیں اس قول کو ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔

۲- سبیل اللہ سے مراد دین اسلام ہے۔

سبیل کا معنی راستہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبیل اللہ ہونے کا مطلب یہ

ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا راستہ ہیں۔

### السراج المنیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا وَ دَاعِيًا إِلَى  
اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَ سِرَاجًا مُنِيرًا (۳۳۳)

اے نبی ہم نے یقیناً آپ کو بھیجا شاہد اور خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا اور

اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب

ابن دحیہ فرماتے ہیں سراج کا معنی چراغ اور آفتاب ہے۔

[حوالہ ۳۳۱) الحجر ۹۸]

[حوالہ ۳۳۲) الاعراف ۴۵]

[حوالہ ۳۳۳) الاحزاب ۴۵]

آپ کو سراج سے موسوم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نور سے دنیا کو روشنی ملی اور آپ کے نور کی برکت سے کفر اور اس کی تاریکیاں مٹ گئیں۔

### آپ کو سراج فرمانے کی حکمت

آپ کو سورج سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ سورج روشن سیاروں میں غایت درجہ روشن ہے۔

بعض نے فرمایا کہ آپ کو سراج فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا دین تمام ادیان کے درمیان اس طرح روشنیاں بکھیر رہا ہے جس طرح چراغ تاریک رات میں چمکتا اور روشنی بکھیرتا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس طرح تاریکی میں انسان چراغ کے ذریعہ اپنے مقصود تک رسائی حاصل کرتا ہے اسی طرح بندہ ایمان اور اللہ تعالیٰ کی معرفت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچتا ہے۔

ابن عزنی فرماتے ہیں۔

ہمارے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ایک چراغ سے متعدد چراغ روشن کئے جاتے ہیں مگر اس کی روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح چراغ محمدی سے تمام طاعات کے چراغ روشن کئے گئے ہیں مگر آپ کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

ابن عزنی ہی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتاب سے تشبیہ دینے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱- آفتاب اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک فجر اول اور فجر ثانی اس کے طلوع ہونے کی بشارت نہیں دیتے۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت مبعوث کیا گیا جب انبیاء کرام رسل عظام نے آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی اور آسمانی کتب نے آپ کے اوصاف بیان کئے۔

۲- آفتاب میں دو وصف پائے جاتے ہیں

(۱) احراق (جلانا) (۲) اشراق (روشن کرنا) اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں نورانیت بھی ہے جو اولیاء اللہ کے دلوں کو منور کرتی ہے اور آپ کی تلوار میں آگ بھی ہے جو اعداء اللہ کے قلوب کو جلاتی ہے۔

۳- آفتاب میں ہدایت و رہنمائی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت بخشی اور راہ راست کی رہنمائی فرمائی۔

۴- آفتاب انوار فلکیہ کا سردار ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء کرام کے سردار ہیں۔

### آپ کو منیر فرمانے کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو منیر سے موصوف فرمایا ہے لیکن آفتاب کو منیر نہیں فرمایا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آفتاب کی تخلیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے آفتاب کی حکومت و ریاست صرف دنیا تک محدود ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست و حکومت اور آپ کی نورانیت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں تو دنیا سے بھی عظیم تر ہوگی۔

### سر خطیلس

اس نام پاک کو عزنی نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام سریانی زبان میں ہے۔ اور اس کا معنی البر قلیطس ہے۔

### سعید

اس نام اقدس کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس پر مزید کوئی بات نہیں کی۔

### السلام

اس نام پاک کو العزنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس

نام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نقائص سے پاک و محفوظ ہیں۔ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کے درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں۔

۱- اللہ ہر آفت و نقص سے سلامتی والا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ کی اسماء تنزیہ میں سے ہوگا۔

۲- اللہ تعالیٰ بندوں کو ہلاکتوں سے بچانے کا مالک ہے۔

اس معنی کے لحاظ سے اس اسم کا تعلق اللہ کی قدرت سے ہوگا۔

۳- جنتوں میں مومنوں پر سلام فرمانے والا ہے۔

اس اعتبار سے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے کلام قدیم ازلی سے ہوگا۔

امام الحرمین نے اسی قول کو نقل کیا ہے۔

۴- وہ ذات جو مخلوق کو ظلم سے بچائے۔

۵- وہ ذات جو مومنوں کو عذاب سے بچائے۔

۶- وہ ذات جو مصطفین پر سلام بھیجے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ (۳۳۴)

(اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر)

اور یہ اسم پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں پہلے اور چوتھے معنی کے اعتبار سے صحیح ہے جیسا کہ واضح ہے اور پانچویں معنی کے اعتبار سے بھی درست ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ہدایت کے ذریعہ جہنم کے عذاب سے بچانے والے ہیں۔ تیسرا اور چھٹا معنی بھی آپ کے حق میں بعید نہیں۔

سید ولد آدم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا

[ (حوالہ ۳۳۴) سورۃ النمل ۵۹ ]

ہے۔ آپ کے اسم ”الاول“ کے تحت مسلم شریف کی وہ حدیث مذکور ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

أنا سيد ولد آدم يوم القيامة (۳۳۵)

میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں روز قیامت کی تخصیص اس لئے فرمائی گئی ہے کہ اس دن آپ کی سیادت کا ظہور ہوگا۔  
جہاں تمام انبیاء کرام آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا۔

سید کا وزن فیععل اصل میں یہ ساد یسود سے سیود تھا (پھر تعطیل کے ذریعہ سید

بن گیا ہے)

### سید کے معانی

سید کے درج ذیل معانی بیان کئے گئے ہیں۔

۱- وہ رئیس جس کی لوگ تابعداری کرتے ہوں اور جس کی بات حرفِ آخر تسلیم

ہوتی ہو۔

۲- وہ شخصیت جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لیکر حاضر ہوتے ہوں۔

۳- وہ شخصیت جو دین میں سردار ہو۔

۴- اچھے اخلاق والا۔

۵- وہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔

۶- فقیہ عالم

۷- جو علم، عبادت اور ورع میں فوقیت رکھے

۸- علم و بردباری والا

۹- متقی

[ (حوالہ ۳۳۵) مسلم الفہائل ۴/۸۲۱ حدیث ۲ ]

- ۱۰- وہ ذات جو ناراضگی نہ کرے
- ۱۱- وہ ہستی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم ہو
- ۱۲- سید کا معنی کبیر ہے
- ۱۳- وہ ذات جس پر حسد نہ کیا جائے
- ۱۴- جس کی اطاعت کی جائے
- ۱۵- وہ جو اپنے ہم عمروں پر ہر خیر کے معاملہ میں فوقیت رکھے
- ۱۶- اپنے حصہ پر قناعت کرنے والا
- ۱۷- اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنے والا
- ۱۸- اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا
- ۱۹- وہ ہستی جس کی شان فکر دنیا سے بلند و عظیم ہے
- مذکورہ تمام معانی ابن دجیہ نے بیان کئے ہیں۔
- ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مذکورہ تمام صفات کے اعتبار سے سید ہیں۔
- حضرت امام احمد وغیرہ محدثین نے مطرف بن الشخیر سے جو حدیث روایت کی ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔
- ”انت سید قریش“ (آپ قریش کے سردار ہیں) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”السید اللہ“ (۳۴۷) سید تو اللہ ہی ہے۔
- وہ شخص بولا۔ آپ قریش میں سب سے افضل اور سب سے عظیم تر ہیں۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
- تم میں سے کوئی اپنی بات کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسی بات کرے شیطان اس میں اس کی موافقت نہ کرے۔
- اس حدیث پاک کے جوابات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم خیر العالمین کے تحت گزر چکے ہیں۔



تنبیہ

السید اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

نحاس فرماتے ہیں سید کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا پر صرف غیر معرف ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں علم یا اصلاح کے ساتھ معروف لوگوں پر معرف باللام وغیرہ ہونے کی صورت میں بھی اس کے اطلاق کا جواز اظہر ہے البتہ غیر عالم اور غیر مصلح پر اس کا اطلاق مکروہ ہے۔

امام حاکم وغیرہ محدثین نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا قال الرجل للمنافق سید اغضب ربه عزوجل (۳۳۷)  
جب کوئی شخص منافق کو سید کہتا ہے تو وہ اپنے رب کو ناراض کر لیتا ہے۔

سید الناس

رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اسم گرامی کو حضرت ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ شفاعت کی صحیح حدیث میں وارد ہے۔

انا سید الناس يوم القيامة وهل تدرون مم ذلك يجمع الله

الاولين والآخرين في صعيد واحد

”میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟

(پھر آپ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اولین و آخرین کو ایک ہموار میدان میں جمع فرمائے گا“

یہ ایک طویل حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ انبیاء

کرام کے پاس شفاعت کی غرض سے جانے کے بعد آپ کی بارگاہ میں شفاعت کے

[ (حوالہ ۳۳۷) مستدر الحاکم ۴/۳۱۱ ]

لئے حاضری دیں گے اور تمام انبیاء کرام اس دن نفسی نفسی پکاریں گے۔

### سیف اللہ

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے اس حدیث پاک سے اخذ کر کے ذکر کیا ہے جس میں وارد ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں قصیدہ بانٹ سعاد سناتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچے۔

ان الرسول لسيف يستضاء به

فهند من سيوف الهند مسلول

اللہ کے رسول ایسی بے نیام ہندی تلوار ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

تو آپ نے فرمایا من سیف اللہ (اللہ کی تلواروں میں سے بے نیام تلوار ہیں)

(یہ من سیوف الہند کی بجائے من سیوف اللہ کہو)

دیلمی نے مسند الفردوس میں عرفجہ بن صریح سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

انا سيف الاسلام و ابوبكر سيف الردة (۳۴۹)

میں اسلام کی تلوار ہوں اور ابوبکر ردة کے خلاف تلوار ہیں۔

## حرف شین سے شروع ہونے والے اسماء گرامی

### الشارع

اس اسم پاک کو العزنی نے ذکر کیا ہے اس کا اطلاق علماء کی زبانوں پر مشہور ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اور احکام بیان فرمائے اور شریعت جاری فرمائی۔ شرع اور شریعت سے مراد دین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اپنے اس ارشاد سے موصوف فرمایا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ الدِّينَ (۳۵۰)

(اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا)

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

### الشافع۔ المشفع۔ الشفیع

پہلا اور تیسرا نام اسم الاول کے تحت گزری ہوئی حدیث مسلم میں وارد ہے۔ اور دوسرا اکثر الانبیاء تابعاً کے تحت گزری ہوئی حدیث میں وارد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

ولكل نبی دعوة مستجابة فتعجل كل نبی دعوتہ وانی اختبات

دعوتی شفاعة لامتی فهي نائلة منهم من مات لا یشرك

[ (حوالہ ۳۵۰) الشوریٰ ۳ ]

باللہ (۳۵۱)

ہر نبی کے لئے ایک دعا مستجاب ہے پس سب انبیاء نے اپنی دعا میں تعجیل فرمائی اور میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ پس یہ شفاعت میری امت کے ہر اس فرد کو شامل ہوگی جس کی موت اس حال میں واقع ہوئی ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ اور امام ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

خیرت بین الشفاعة وبين ان يدخل شطرا متي الجنة فأخرت  
الشفاعة لانها اعم واكفي اترونها للمتقين؟ لاولكنها للمذنبين  
المتلومين الخطائين (۳۵۲)

مجھے شفاعت اور امت کے ایک حصہ کو جنت میں داخل کئے جانے کے درمیان اختیار دیا گیا تھا میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے۔

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ شفاعت متقی لوگوں کے لئے ہوگی؟ ایسا نہیں بلکہ وہ تو مجرموں، گنہگاروں، خطاکاروں کے لئے ہوگی۔

### اقسام شفاعت

قیامت کے دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کئی شفاعتیں ثابت ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

۱- شفاعت عظمیٰ: یہ شفاعت مغیل قضاء اور طول وقوف سے راحت دلانے میں ہوگی۔ یہ شفاعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص ہے۔ اس کا بیان حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو بکر صدیق حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی حدیث میں وارد ہے۔

[حوالہ ۳۵۱) مسلم کتاب الایمان ۱/۱۸۹ حدیث ۳۳۸]

[حوالہ ۳۵۲) ابن ماجہ ص ۳۳۸- حدیث ۴۳۱۱]

(مصنف فرماتے ہیں)

میں نے ان صحابہ کی احادیث کو الامالی علی الدرۃ الفاخرۃ میں جمع کیا ہے۔  
 ۲- ایک گروہ کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کرنے کے لئے ہوگی۔  
 امام نووی کہتے ہیں یہ شفاعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے لیکن  
 ابن دقیق العید اور سبکی نے اس میں تردد کیا ہے۔  
 ۳- ان لوگوں کے حق میں ہوگی جو جہنم کے مستحق ہیں لیکن شفاعت کی بدولت جہنم  
 میں داخل نہ کئے جائیں گے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ شفاعت آپ کے ساتھ مختص نہیں۔ امام نووی نے اس  
 بارے میں تردد کا اظہار فرمایا ہے۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں تردد کی وجہ یہ ہے کہ اختصاص  
 کی تصریح وارد نہیں اور نہ ہی نفی وارد ہے۔

۴- جو مومنین جہنم میں داخل کئے گئے ہیں ان کو جہنم سے نجات دلانے کے لئے  
 ہوگی۔ اس شفاعت میں انبیاء کرام، فرشتے اور مومنین سب آپ کے ساتھ شریک ہیں۔  
 ۵- اہل جنت کے لئے جنت میں درجات کی بلندی کے لئے ہوگی۔

امام نووی نے اس شفاعت کا آپ سے اختصاص جائز قرار دیا ہے۔  
 قاضی عیاض فرماتے ہیں فرقہ معتزلہ شفاعت کی پانچویں اور پہلی قسم کے منکر ہیں۔  
 ۶- شفاعت کی یہ پانچ قسمیں جمہور نے بیان کی ہیں اور انہوں نے ان ہی پر  
 اقتصار فرمایا ہے لیکن علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شفاعت کی ایک چھٹی قسم بھی بیان کی  
 ہے اور وہ مستحق خلود کے عذاب میں تخفیف کی شفاعت ہے جیسا کہ ابوطالب کے حق  
 میں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آپ کے چچا حضرت ابوطالب کا تذکرہ ہوا تو  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لعله تنفعه شفاعتی فی یوم القیامة فیجعل فی صحاح من

النار (۳۵۳)

[ (حوالہ ۳۵۳) مسلم ۱/۱۹۵ الایمان حدیث ۳۶۰ ]

امید ہے کہ قیامت کے دن انہیں میری شفاعت نفع بخش ثابت ہوگی۔ پس انہیں جہنم کے بالائی حصہ میں رکھا جائے گا۔

۷۔ بعض حضرات نے شفاعت کی ساتویں قسم بھی بیان کی ہے اور وہ جنت کا دروازہ کھولنے کے لئے شفاعت ہوگی۔

### الشاکر الشکار الشکور

پہلے اور دوسرے اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ یہ صحیحین کی اس حدیث سے ماخوذ ہے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماء فقیل له ایس قد غفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك ومات اخر قال: افلا اکون عبداً شکورا (۳۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں اتنا طویل) قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک میں ورم آ گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ نے آپ کو گناہوں سے معصوم نہیں فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ علماء نے شاکر و شکور کے درمیان مختلف تعبیرات کے ساتھ فرق بیان کیا ہے۔ (جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں)

۱۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے اور شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے۔  
۲۔ شاکر وہ ہے جو عطیہ پر شکر ادا کرے اور شکور وہ ہے جو رد (واپس کرنے) پر شکر کرے۔

۳۔ شاکر وہ جو نفع پر شکر کرے اور شکور وہ جو منع پر شکر کرے۔  
۴۔ شاکر وہ ہے جو عطا پر شکر کرے اور شکور وہ جو بلاء پر شکر کرے۔  
ان تمام عبارات کا مطلب ایک ہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شکور شاکر سے زیادہ بلیغ ہے۔

تنبیہ

شاکر اور شکور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (۳۵۵)

اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (۳۵۶)

بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے شاکر و شکور ہونے کا مطلب

ابن قتیبہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شاکر یا شکور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندے کو شکر ادا کرنے پر

ثواب و جزاء عطا فرماتا ہے۔

بعض نے کہا کہ اس کا مطلب ہے۔

وہ ذات جس کے پاس بندوں کا عمل قلیل بڑھتا ہے۔ اور بعض نے کہا جو قلیل سی

اطاعت پر بھی راضی رہے اور بعض نے کہا وہ جو بندوں کے شکر ادا کرنے سے پہلے ان

کو ان کے شکر کا صلہ دے اور بعض نے کہا عمل قلیل پر جزائے جزیل عطا فرمانے والا اور

بعض نے فرمایا خوشدلی سے اطاعت کرنے والوں کی تعریف فرمانے والا۔

الشاهد الشہید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

[ (حوالہ ۳۵۴) مسلم صفات المنافقین: حدیث: ۸۰۹ (۴/۲۱۷۱) ]

[ (حوالہ ۳۵۵) البقرة: ۱۵۸ ]

[ (حوالہ ۳۵۶) سورة فاطر: ۳۰ ]

۱- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۳۵۷)  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۲- لِيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۳۵۸)  
تا کہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو۔

۳- وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونَ  
الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۳۵۹)

۴- وَجَعَلْنَاكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (۳۶۰)  
اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

شہادت خبر قاطع کا نام ہے (صحاح میں یوں ہی ہے)

شہادت کی اصل معائنہ ہے اور لغت کی معروف کتاب صحاح میں ہے کہ شاہد اور  
شہید دونوں کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سابقہ امتوں پر  
گواہی دیں گے کہ ان کے انبیاء نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات ان تک پہنچا دیئے تھے اور  
اپنی امت پر بھی گواہی دیں گے کہ انہیں پیغام خداوندی پہنچا دیا گیا تھا اور اپنی امت کے  
حق میں ایمان کی بھی گواہی دیں گے۔

امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کیا  
آپ نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے جی ہاں میں نے تبلیغ کی تھی پھر ان کی قوم کو بلایا  
جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ فرمائی تھی؟ تو قوم بولے گی

[ (حوالہ ۳۵۷) الاحزاب: ۴۵ ]

[ (حوالہ ۳۵۸) الحج: ۷۸ ]

[ (حوالہ ۳۵۹) البقرة: ۱۴۳ ]

[ (حوالہ ۳۶۰) النساء: ۴۱ ]



ہمارے پاس نہ کوئی ڈرانے والا آیا نہ کوئی اور پھر نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے حق میں کون گواہی دے گا وہ عرض کریں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت گواہی دے گی۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں یہی شہادت مراد ہے۔

كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا الْآيَةُ (۳۶۱)

وسط سے مراد عدل ہے۔

تنبیہ

شہید اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اس کا معنی عالم ہے اور بعض نے کہا قیامت کے دن اپنے بندوں پر شہادت دینے والا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے معنی کے اعتبار سے شہید ہیں جیسا کہ واضح ہے۔

حرف صاد سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

الصابر: اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس پر کوئی مزید

بات نہیں کی۔

اس اسم پاک پر قرآن مجید کی بہت ساری آیات وارد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (۳۶۲)

تو اپنے رب کے حکم پر صابر رہو۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ (۳۶۳)

اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

صحاح میں ہے۔

[ (حوالہ ۳۶۱) البقرة: ۱۴۳ ]

[ (حوالہ ۳۶۲) الدهر: ۲۴ ]

[ (حوالہ ۳۶۳) النحل: ۱۲۷ ]

نفس کو جزع کے وقت قابو میں رکھنے کا نام صبر ہے۔ (۳۶۴)

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ صبر کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ جس میں انسان کے کسب کو دخل ہے اور دوسرا وہ جس میں انسانی کسب کو دخل نہیں۔

پس پہلی قسم وہ ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جس سے رکنے کی نہی فرمائی ہے۔ اس پر صبر کرنا۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کے جن احکام میں مشقت پائی جاتی ہے انہیں برداشت کرنا۔

### صبر کی تعریف

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے صبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

”کڑواہٹ کو بغیر ترش روئی کے گھونٹ بھرنا صبر ہے۔“

ذوالنون مصری نے فرمایا۔

مخالفات شرح سے بعد اختیار کرنا اور آزمائش کے وقت پرسکون رہنا صبر ہے۔

حضرت علی الخواص نے فرمایا۔

کتاب و سنت کے احکام پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا صبر ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا۔

صبر بدنی ہو گا یا نفسی اگر شہوت بطن سے صبر ہے تو یہ عفت و پاکدامنی ہے اگر کسی

مصیبت پر ہے تو وہ صبر ہے اور اس کی ضد جزع و جلع ہے۔

اگر احتمال غنی سے صبر ہے تو اس کو ضبط نفس کہا جاتا ہے۔ اور اس کی ضد بطر (اترانا

تکبر کرنا) ہے اور اگر صبر جہاد و قتال میں ہے تو یہ شجاعت ہے اور اس کی ضد جبن (بزوری) ہے۔

اور اگر غصہ کو قابو رکھنے پر ہے تو یہ حلم (بردباری) ہے۔

اگر اخفاء کلام پر ہے تو یہ کتم سر (راز داری) ہے اور اگر زندگی کی فضولیات

[ (حوالہ ۳۶۴) الصحاح ۲/۷۰۷ ]

وتعیشات سے صبر ہے تو یہ زہد ہے۔  
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مذکورہ معانی کے لحاظ سے سب لوگوں سے  
زیادہ صابر ہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں فرمایا:

اخبرنا احمد بن الحجاج الخراسانی اخبرنا عبد اللہ بن  
البارك، اخبرنا اسباعیل بن عیاش کان رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اصبر الناس علی اقدار الناس (۳۶۵)

تنبیہ

الصبور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

الصاحب

اس نام پاک کو العزفی، ابن سید الناس اور ابن وجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر  
دلیل یہ آیات پیش کی ہیں۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (۳۶۲)

تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (۳۶۷)

اور تمہارے صاحب مجنون نہیں۔

صاحب کا معنی عالم، حافظ اور لطیف ہے۔

العزفی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تبعین کے ساتھ حسن صحبت، آراستگی معاملات، عظیم مروت، وقار،

[حوالہ ۳۶۵) طبقات ابن سعد: ۱/۲/۹۹]

[حوالہ ۳۶۶) النجم: ۲]

[حوالہ ۳۶۷) التکویر: ۲۲]

بھلائی، احسان و کرم نوازی سے پیش آتے تھے۔

ابن وحیہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر بھی حدیث مسلم میں صاحب کا اطلاق وارد ہے۔

اللهم انت صاحب فی السفر والخليفة فی الاهل (۳۶۸)

اے اللہ تو صاحب ہے سفر میں اور خلیفہ ہے اہل میں۔

### صاحب التاج

اس اسم مبارک کو قاضی عیاض اور العزنی نے ذکر کیا ہے۔ آپ کا یہ اسم انجیل مقدس میں وارد تھا جیسے کہ اسم راکب الجمل کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں تاج سے مراد عمامہ ہے کیونکہ اس زمانے میں عربوں کے سوا کوئی عمامہ استعمال نہیں کرتا تھا۔

والعبائم تیجان العرب (۳۶۹)

(عمامے عربوں کے تاج ہیں)

### صاحب الحُجَّة

اس اسم پاک کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اوصاف میں سے ہے جو کتب قدیمہ میں پائے جاتے تھے۔ حجت بمعنی برہان ہے اور اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ آپ کے معجزات بے شمار ہیں۔

امام بیہقی کے بقول آپ کے معجزات کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔

امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا کہ حضور کے معجزات کی تعداد ایک ہزار دو سو

[ (حوالہ ۳۶۸) مسلم بشرح البوی: ۱۱۰/۹ - منہاج احمد: ۵/۸۳ المستدرک: ۲/۹۹ - البیہقی: ۵/۲۵۲ ]

[ (حوالہ ۳۶۹) الجامع الصغیر (فیض القدر) حدیث: ۵۷۲۳ یہ حضرت علی سے مروی ہے۔ سیوطی نے قضاعی کا

حوالہ دیا ہے اور بقول سخاوی وہ ضعیف ہے۔ اور یہی حدیث نمبر ۵۷۲۵ کے تحت ابن عباس سے مروی ہے اور

اس کی سند میں عتاب ہیں اور بقول مناوی وہ ضعیف ہیں۔ اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔ ]

سے زائد ہے اور بقول بعض آپ کے معجزات کی تعداد تین ہزار ہے اور سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے۔

### صاحب الحوض

اس اسم پاک کو ابن خالویہ، ابن عربی، قاضی عیاض اور العزنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔

امام حاکم، امام احمد، امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

میرے حوض کی مسافت مقام ابلہ سے مقام صنعاء کی مقدار ہوگی اور اس کی چوڑائی اس کی لمبائی کی مانند ہوگی۔ اس میں جنت سے بہنے والے دو پرنا لے ہوں گے۔ ایک چاندی کا ہوگا اور دوسرا سونے کا اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہوگا جو اسے پئے گا اسے جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہ لگے گی اور اس کے پیمانوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہوگی۔ (۳۷۰)

(امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں)

ہم نے حدیث حوض کو پچاس سے زائد صحابہ کرام سے روایت کیا ہے اور ان سب کی احادیث کو ہم نے کتاب الازہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترہ میں جمع کیا ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں۔

ایک جماعت کا مذہب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض پل صراط کے بعد ہوگا اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ کے دو حوض ہیں۔ ایک پل صراط سے پہلے اور دوسرا جنت میں اور دونوں کوثر کے نام سے موسوم ہیں۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ”حوض کوثر“ میزان سے پہلے ہوگا یا بعد میں؟ صحیح بات یہ ہے کہ میزان سے پہلے ہوگا۔

حقیقت اسی کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ لوگ قبروں سے تشنہ لب نکلیں گے اور وہ

میزان اور پل صراط سے پہلے حوض پر وارد ہوں گے۔

### صاحب الكوثر

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔

روی مسلم عن انس قال (۳۷۱)

### فائدہ

امام دارقطنی نے سند جید کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

من اراد أن يسمع صرير الكوثر فليجعل اصبعيه في اذنيه (۳۷۲)  
جو کوئی کوثر کی آواز سننا چاہے تو اس کو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالنی چاہئیں۔  
حافظ المزنی کہتے ہیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوثر کی آواز کی مانند آواز سننا چاہتا ہے تو وہ ایسا کرے۔

### صاحب الحطيم

اس اسم پاک کو ابن خالویہ اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ حطیم سے مراد حجر ہے اور

[ (حوالہ ۳۷۱) اصل سے حدیث مسلم ساقط ہے اور یہ حدیث صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نمبر ۵۳ ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ عن انس قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم بين

اظهرنا اذا اغفى اغفاءة ثم رفع رأسه متبسبا فقلنا ما اضحكك يا رسول الله قال نزلت على

انفا سورة فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم انا اعطيتك الكوثر: رسول الله ايك دانا ہمارے درمیان

تشریف فرما تھے اچانک آپ نے ہلکی سی اونگھ لی پھر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ ہم نے

عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے ہنسیا فرمایا مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔

[ (حوالہ ۳۷۲) یہ حدیث مجھے نہیں ملی۔ ]

بعض نے کہا حجر ہے اور بعض نے کہا کعبہ معظمہ کے رکن اور باب کے درمیان کا حصہ  
 حطیم ہے کیونکہ اس حصہ میں لوگوں کا اثر دھام زیادہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس  
 حصہ کو حطیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ عرب اس کے اوپر اپنے وہ کپڑے ڈال دیتے تھے  
 جن میں وہ طواف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ طول مدت کی وجہ سے بوسیدہ ہو کر  
 پھٹ جاتے تھے۔ یہ فعلیل بمعنی فاعل کے وزن پر ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حصہ کعبہ  
 معظمہ کا حصہ تھا۔ جس کو کعبہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ فعلیل بھی مفعول  
 ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حصہ باب سے مقام ابراہیم تک ہے۔ بعض نے کہا یہ رکن اسود  
 سے باب تک اور باب سے مقام ابراہیم تک ہے۔ بعض نے کہا یہ شاذ روان ہے اور  
 بعض نے کہا حجر اسود کی دیوار ہے۔ بعض نے کہا رکن سے مقام ابراہیم اور زمزم کے  
 درمیان کا حصہ ہے۔

اسے حجر اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ اس جگہ قسمیں کھایا کرتے تھے اور یہاں  
 مظلوم کی دعا قبول ہوتی تھی۔  
 بعض نے کہا کہ حطیم وہ حصہ ہے جس میں میزاب ہے۔

### صاحب الخاتم

اس اسم پاک کو قاضی عیاض اور العزنی نے بیان کیا ہے اور خاتم سے مراد مہر نبوت  
 ہے۔ یہ آپ کی ان علامات اور نشانیوں میں سے تھی جس کے ذریعہ اہل کتاب آپ کی  
 معرفت حاصل کرتے تھے۔ اس کی کیفیت اور محل کے متعلق مختلف احادیث وارد ہیں۔  
 نیز اس بارے میں اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کے جسد اقدس میں پیدائش کے وقت  
 موجود تھی یا کہ نہ؟

عن عبد اللہ بن سرجس قال: اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم وهو جالسٌ فی اصحابہ فدرت من خلفہ فعرف الذی  
 ارید فالقی الرداء عن ظهرہ فرأیت موضع الخاتم علی نفض  
 کتفہ الیسری مثل الجمع خیلان سوداء کانها التالیل (۳۷۳)

عبداللہ بن سر جس فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان رونق افروز تھے۔ پس میں آپ کی پشت مبارک کی جانب سے گرد گھوما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ارادے کو پہچان گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک سے چادر ہٹالی پس میں نے آپ کے بائیں کندھے کی پتلی ہڈی پر مہر ثبوت کی جگہ دیکھی جو بند مٹھی کے برابر تھی اور اس کے چاروں طرف تل تھے۔

النفض سے مراد کندھے کے کنارے کی پتلی ہڈی اس کو اس کی حرکت کی وجہ سے نفض کہا جاتا ہے یا اس لئے کہ گردن کے نیچے ہے جہاں سے انسان سر کو حرکت دیتا ہے۔

### الجمع

(حرف جیم کے ضمہ و کسرة دونوں کے ساتھ) ہتھیلی کو جب بند کیا جائے تو اس کو جمع کہا جاتا ہے۔

### الخیلان

خال کی جمع ہے۔ ان سے مراد سیاہ رنگ کے ابھرے ہوئے دانے ہیں۔

### التالیل

تولول کی جمع ہے اور اس سے مراد جسم کے ظاہری حصہ پر ابھرے ہوئے دانے ہیں۔

شیخین نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں

ذهبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظرت الی الخاتم

فاذا هو وذر الجحلة (۳۷۴)

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

[ (حوالہ ۳۷۴) البخاری کتاب الوضو باب: ۴۰ ]



پس میں نے آپ کے دونوں شانوں مبارک کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا۔ پس وہ چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح تھی (یا پرندے کے انڈے کی مانند تھی)

امام ترمذی نے ابوزید عمرو بن اخطب انصاری سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

مسحت ظهر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فو قعت اصابعی

علی الخاتم قیل وما الخاتم؟ قال شعرات مجتبعات (۳۷۵)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرا تو میری انگلیاں

مہر نبوت پر واقع ہوئیں ان سے کہا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی؟ تو انہوں نے فرمایا بالوں کا ایک مجموعہ تھا۔

اور تاریخ القضاء میں ابوزید عمرو بن اخطب انصاری کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

ثلاث شعرات مجتبعات (تین باریک بالوں کا مجموعہ تھا)

اور مسند امام احمد میں ان کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

شعر مجتبع علی کتفیہ

آپ کے شانہ مبارک پر بالوں کا ایک مجموعہ تھا۔

### مہر نبوت کا بیان

امام ترمذی نے حضرت ابونصرہ سے روایت کیا کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت

ابوسعید خدری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے متعلق سوال کیا تو انہوں

نے فرمایا۔

كان في ظهره بضعة لحم ناشرة (۳۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

اور تاریخ ابن عساکر میں ان کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

لحم ناشز بین کتفیہ

[ (حوالہ ۳۷۵) شامل ترمذی بر حاشیہ مواہب اللدنیہ ص ۳۱ ]

[ (حوالہ ۳۷۶) مسند امام احمد: ۳/۹ ]

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ابھرا ہوا گوشت تھا۔  
اور اسی کتاب میں ان کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

بضعة لحم على جسده

آپ کے جسم پر گوشت کا ایک پارہ تھا۔

امام مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں۔

رأيت خاتم النبي كتفى رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل

بيضة الحمامة (۳۷۷)

میں نے مہر نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں مبارک پر کبوتری  
کے انڈے کی مانند دیکھی۔

اور امام ترمذی کے ہاں ان کے یہ الفاظ منقول ہیں۔

حصراء مثل بيضة الحمامة (۳۷۸)

مہر نبوت کی رنگت سرخ اور مقدار کبوتری کے انڈے کی مانند تھی۔

اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں ان کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

عند كتفه مثل بيضة الحمامة تشبه الجسد (۳۷۹)

مہر نبوت آپ کے شانے کے قریب کبوتری کے انڈے کی مانند تھی جس کی رنگت  
آپ کے جسم کی رنگت کے مشابہ تھی۔

امام ترمذی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

خاتم النبوة اسفل من غضروف كتفه مثل التفاحة (۳۸۰)

مہر نبوت آپ کے شانے کی نرم ہڈی سے نیچے سب کی مانند تھی۔

[ (حوالہ ۳۷۷) مسلم الفہائل: ۱۰۹ ]

[ (حوالہ ۳۷۸) الترمذی المناقب باب: ۱۱ ]

[ (حوالہ ۳۷۹) الترمذی فی الشمائل بر حاشیہ المواہب ص ۲۹ ]

[ (حوالہ ۳۸۰) الترمذی المناقب باب: ۲۳ مسند امام احمد: ۱۶۳/۴ ]

امام بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔  
والختم الذی بین کتفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لحبة نائبة  
(۳۸۱)

مہر نبوت جو حضور کے دونوں شانوں کے درمیان تھی وہ ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔  
اور امام احمد نے قرۃ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولمستہ فوجدت علی  
نفض کتفیہ مثل السلعة (۳۸۲)

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کے  
جسم اقدس کو چھوا تو آپ کے دونوں کندھوں کی آخری پتلی ہڈی پر غدود کی مثل کوئی چیز  
محسوس کی اور تنوخی نے ہرقل روم کے قاصد سے نقل کیا ہے۔  
وہ کہتا ہے۔

نظرت الی خاتم النبوة فاذا بخاتم فی موضع غصون الکتف  
مثل الجبة الضخمة (۳۸۳)

میں نے مہر نبوت کی طرف نگاہ کی تو وہ مجھے شانے کی سلوٹ کی جگہ گوشت پر  
خوب پیوست ہونے والے کچھنے کے اوزار کے اثر کی مانند کوئی چیز نظر آئی۔  
ابن ہشام کہتے ہیں۔

المحجبة الضخمة سے مراد گوشت میں پیوست ہونے والے اوزار کا اثر مراد  
ہے جب اوزار گوشت میں پیوست ہوتا ہے تو اس کا اثر واضح نظر آتا ہے۔  
اور ان کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

علی غصروف کتفیہ مثل البجم الضخم

[ (حوالہ ۳۸۱) دلائل النبوة: ۱/۱۹۳ ]

[ (حوالہ ۳۸۲) مسند احمد: ۳/۴۳۴، ۴۳۵، ۵/۳۵ ]

[ (حوالہ ۳۸۳) المسند: ۴/۷۵ ]

یعنی مہر نبوت آپ کے شانہ مبارک کی نرم ہڈی کے اوپر چھپنے کے بڑے زخم کی مانند تھی۔

اور ابورمثة سے منقول ہے وہ کہتے ہیں۔

انطلقت الى النبي صلى الله عليه وسلم فنظرت الى مثل السلعة  
بين كتفيه

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے دونوں  
کندھوں کے درمیان غدود کی مانند (مہر نبوت) دیکھی۔  
اور ان سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

فاذا في نغض كتفيه مثل بكرة البعير او بيضة الحمامة (۳۸۴)  
میں نے آپ کے شانے کی آخری پتلی ہڈی میں اونٹ کی مینگنی یا کبوتری  
کے انڈے کی مثل دیکھا۔

ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں ابوزید بن اخطب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں۔  
رایت الخاتم على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم حُجْبَةً نَاتِيَةً  
میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت کو چھپنے کے  
سوچھے ہوئے زخم کی مانند دیکھا۔

اسی تاریخ ابن عسا کر میں ابوزید بن اخطب کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

مثل انسان مال بظفرة یعنی کانہ یختم بہ

ابن عسا کر نے ابن عمر سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے

ہیں۔

كان خاتم النبوة على ظهر النبي صلى الله عليه وسلم مثل

البندقة من لحم عليه مكتوب محمد رسول الله (۳۸۵)

مہر نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر گوشت کی گولی کی مانند تھی اور

[ (حوالہ ۳۸۵) مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔ ]

اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

اور تاریخ نیشاپوری میں

مکتوب فیہا باللحم (جس میں گوشت کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا ہوا

تھا) کے الفاظ ہیں۔

ایک اور روایت جس کو امام طبرانی نے عباد بن عمرو سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے

جس میں عباد بن عمرو فرماتے ہیں۔

کان کرکبة العنز علی طرف کتفہ الایسر

مہر نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بائیں شانے پر بکرے کے گھٹنے کی مانند

تھی۔

اور صحیح ابن حبان میں ہے۔

کبیضة نعامة شتر مرغ کے انڈے کی طرح تھی۔

تاریخ ابن خیثمہ میں ہے۔

کان شامة خضراء متحفرة فی اللحم

مہر نبوت سبزی مائل گوشت میں ایک گہرا تل تھا۔

اور اسی کتاب میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

کشامة سوداء تضرب الی العفرة حولها شعرات مترا کبات

کانہ عرق الفرس

مہر نبوت سیاہ مائل بہ زرد رنگت والے تل کی طرح تھی جس کے ارد گرد تہہ در تہہ

بال تھے جو گھوڑے کے پسینہ کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

اور مولد العزنی میں ہے۔

شامة حمرء یحتفرة فی اللحم قلیلا اسفل کتفہ

آپ کے کندھے مبارک سے نیچے سرخ رنگ والا گوشت میں معمولی گڑھا ڈالنے

والا تل تھا۔

اور اسی میں ہے۔

عند منكبہ الیہنی  
یعنی آپ کے دائیں کندھے کے قریب تھی۔  
اور ابو جعفر عقیلی کی مسند میں ہے۔

شعر مجتمع عند کتفیه مثل نفیة البعیر  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے قریب بالوں کا ایک مجموعہ تھا جو  
اونٹ کے گھٹنے کی مانند تھا۔

### نفیة

نون، خاء اور یا سے مرکب ہے اور نفیہ اونٹ کے اعضاء کے اس حصہ کو کہا جاتا  
ہے جو زمین پر لگتا ہے جیسے گھٹنہ یا اس کی مثل دوسرے حصے۔  
اور حکیم ترمذی کی کتاب میں ہے۔

البيضة خاتم مكتوب في باطنها الله وحده لا شريك له وفي  
ظاهرها توجه حيث شئت فانك منصور  
مہر نبوت انڈے کی مثل تھی جس کے اندرونی حصہ میں اللہ وحدہ لا شریک لہ (اللہ  
واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں) لکھا ہوا تھا اور بیرونی حصہ میں توجہ حيث شئت فانك  
منصور (جہاں چاہو متوجہ ہو جاؤ آپ نصرت یافتہ ہیں) لکھا ہوا تھا۔  
سیرت ابن ہشام میں ہے۔

عدرة كعدرة الحمامة  
مہر نبوت کبوتر کے چوگ کے دانے کی طرح ایک دانہ تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

کتینة الخیرة تضرب الی الذهبۃ مایلی الققال قالت فلستہ  
حین توفی فوجدتہ قدر فم

مہر نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی مبارک کے قریب انجیر کے دانے کی مانند

سیاہی مائل رنگت والی تھی اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور کے وصال کے وقت میں نے مہر نبوت کو تلاش کیا تو دیکھا کہ وہ اٹھالی گئی ہے۔  
ابن عائد کی مولد میں ہے۔

کان نوراً یتللاً  
مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا۔  
(مصنف فرماتے ہیں)

مہر نبوت کے بارے میں یہ مذکورہ اقوال و روایات وہ ہیں جو مجھے دستیاب ہوئے اور میں نے سب کو یہاں جمع کر دیا اور میرے خیال میں مذکورہ اقوال و روایات ایک دوسرے کے موافق ہیں اور آپس میں جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ ہر ایک نے مہر نبوت کو اسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جو چیز اس کے خیال میں زیادہ واضح تھی۔ کسی نے کہا مثل زر الجملۃ (چھپر کھٹ کی گھنڈی یا پرندے کے انڈے کی مثل تھی) اور کسی نے کہا غدة مثل البیضة (انڈے کی مانند غدود تھا) اور کسی نے ”بضعة لحم ناشزة“ (گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا) اور کسی نے مثل التفاحة (سیب کی طرح تھی) کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور کسی نے لحمۃ ناتیة (سوچھے ہوئے گوشت) سے تعبیر کیا ہے اور کسی نے کہا مثل الجحیم (پچھنے لگائی ہوئی جگہ کی مانند) اور کسی نے کہا کہ کر کبة الغنذ (بکرے کے گھٹنے کی طرح) اور کسی نے کہا کتینة (انجیر کے پھل کی طرح تھی)

ان تمام الفاظ کا مدعا ایک ہی ہے یعنی مہر نبوت گوشت کا ایک پارہ تھا۔

### الحجلة

ایک معروف پرندہ ہے اور زرہا سے مراد اس کا انڈہ ہے اور بعض نے کہا حجلة چھپر کھٹ کو کہا جاتا ہے زر کی جمع ازرار ہے۔  
اور جس شخص نے مہر نبوت کو بال قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مہر نبوت کے ارد گرد بال تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مہر نبوت بعینہ بال تھے۔

کیونکہ دوسری روایت میں ہے مرا کبأ علیہ یعنی بال اس کے اوپر تہہ بہ تہہ تھے۔  
اور اسی طرح جس نے مہر نبوت پر نور کا اطلاق کیا ہے اس کا مطلب بھی یہ ہے کہ  
مہر نبوت سے نورانیت اور روشنی پھوٹی تھی۔

ہاں البتہ جس نے انہ شامة منحفرة (کہ وہ گوشت میں گہری علامت تھی)  
سے تعبیر کیا ہے اگر انخفار سے اس کی مراد نشوز و ارتفاع (ابھار و بلندی) کی ضد ہے تو پھر  
یہ روایت دیگر روایات کی مخالف ہوگی۔

یوں ہی مہر نبوت کی رنگت میں سیاہی، سرخی، سبزی وغیرہ کا ذکر یا تو گوشت کی  
رنگت بتانی مقصود ہے یا آپ کے جسم اقدس کی رنگت کی مانند بتانی مقصود ہے۔ یہ سب  
مطلب قریب قریب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مہر نبوت سرخ رنگ کی ہو  
اور یہی آپ کے جسم اقدس کی رنگت ہے کیونکہ آپ کے جسم اقدس کی رنگت میں سفیدی  
اور سرخی کی آمیزش تھی یعنی آپ کا جسم سفید مائل بہ سرخی تھا اور مہر نبوت کی رنگت پر سیاہی  
کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کے ارد گرد سیاہ بال تھے اور جس نے رنگت سیاہ  
بیان کی ہے اس نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ وہ زردی مائل تھی اور یہی اس کا بھی مطلب  
ہے جس نے کہا سرخی میں سبزی کی آمیزش تھی۔

اس سے مراد گندم گوں رنگت ہے اور یہ آپ کے جسم اقدس کی رنگت ہے۔  
خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہر نبوت کی رنگت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی  
رنگت کی مثل تھی۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

احادیث صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہر نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بائیں  
شانے پر ابھری ہوئی کوئی چیز تھی اس کی قلیل مقدار بیان کی جائے تو وہ انڈے جتنی تھی  
اور کبیر مقدار بیان کی جائے تو وہ بند مٹھی جتنی تھی۔

اختلاف محل

ظاہر یہ ہے۔ مہر نبوت آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان تھی۔ اس کی تعبیر



میں عبارات مختلف ہیں۔ کسی نے شانے سے تعبیر کیا اور کسی نے پشت سے اور کسی نے ”علیٰ“ کے ساتھ اور کسی نے ”عند“ کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ ان تمام الفاظ کا مدعا ایک ہی ہے۔ جس نے کہا کہ مہر نبوت بائیں شانے پر تھی تو اس کے خیال میں بائیں شانے کے قریب تھی اور جس نے کہا کہ دائیں شانے پر تھی تو اس نے دائیں شانے کے قریب سمجھا۔

سھیلی فرماتے ہیں۔

صحیح بات یہ ہے کہ مہر نبوت بائیں شانے کی کنارے والی پتلی ہڈی کے اوپر تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور یہ جگہ شیطانی وسوسہ کے داخل ہونے کی جگہ ہے۔

کیا مہر نبوت ولادت کے وقت موجود تھی؟

مہر نبوت ولادت کے وقت موجود تھی یا بعد میں اتاری گئی؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ ولادت کے وقت موجود تھی اور بعض کا خیال ہے کہ بعد میں اتاری گئی تھی۔

ابن عسا کر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت اور شق صدر کے متعلق ایک طویل حدیث شداد بن اوس سے مرفوعاً روایت کی ہے جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اچانک میرے سامنے تین شخص نمودار ہوئے اور اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا ان میں سے تیسرا میری طرف متوجہ ہوا۔ اس کے ہاتھ میں نور کی شعاعیں بکھیرنے والی ایک مہر تھی جسے اس نے میرے دونوں شانوں اور چھاتی کے درمیان رکھا۔ جس کی وجہ سے میں کافی دیر تک ٹھہرا رہا اور میں اس مہر کی ٹھنڈک کو (اب بھی) اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ (۳۸۶)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

[ (حوالہ ۳۸۶) حدیث مجھے نہیں ملی ]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہر نبوت آپ کے جسم اقدس میں واقع تھی۔  
(ایک شانوں کے درمیان اور دوسری چھاتی میں)

والعلم عند اللہ

حضرت قاضی عیاض اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔  
مہر نبوت شق صدر کرنے والے فرشتے کے شق کا اثر تھا اور یہ آپ پر ولادت کے  
بعد اتاری گئی تھی۔

(امام جلال الدین سیوطی کو یہ استدلال پسند نہیں آیا۔ اسی لئے انہوں نے وفیہ فرما  
کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے)

اور امام نووی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کا یہ فرمانا کہ مہر نبوت شق صدر سے پیدا  
ہونے والا اثر تھا۔ یہ قول درست نہیں کیونکہ شق تو سینے اور پیٹ مبارک پر واقع ہوا ہے  
اور مہر نبوت پشت مبارک پر تھی نیز شق کا اثر تو وہ طویل لکیر تھی جو آپ کے سینہ اقدس  
سے ناف مبارک تک نمایاں نظر آتی تھی۔

اور ابو یعلیٰ نے بھی شداد بن اوس کی حدیث نقل کی ہے جس میں ہے۔  
فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک مہر تھی جس کو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
قلب انور پر لگایا تو آپ کا قلب انور نور سے جگمگا اٹھا۔

واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے وصال کے بارے میں شک میں پڑ گئے تو اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان رکھنے کے بعد کہا ”حضور وصال  
فرما گئے ہیں“ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان واقع مہر اٹھادی گئی ہے۔

فائدہ

امام حاکم نے مستدرک میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ  
تعالیٰ نے جس کو بھی نبی بنا کر بھیجا اس کے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت ہوا کرتی

تھی۔ سوائے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی علامت نبوت آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان تھی۔ (۳۸۷)

### صاحب زمزم

اس نام پاک کو ابن خالویہ اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔

### صاحب السلطان

اس اسم پاک کو قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا ہے اور فرمایا یہ آپ کے ان اسماء میں سے ہے جو کتب قدیمہ میں وارد تھے۔

حضرت شعیا (ذوالکفل) کی کتاب نبوت میں واقع ہے جس کو ابن ظفر نے نقل کیا ہے کہ آپ کے سلطان کا اثر آپ کے شانے پر موجود تھا۔

اور فرمایا کہ عبرانیوں کی روایت میں بھی موجود ہے۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کے شانے پر مہر نبوت تھی اور اثر سے مراد مہر نبوت ہے اور سلطان سے مراد نبوت ہے۔

### صاحب السیف

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور یہ آپ کے ان اوصاف میں سے ہے جو کتب قدیمہ میں پائے جاتے تھے اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صاحب قتال و جہاد ہیں۔ ابن دجیہ کہتے ہیں کہ کتب قدیمہ میں آپ کا تذکرہ تھا کہ آپ کی تلوار آپ کے کندھے کے ساتھ جمائل ہوگی جس کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد فرمائیں گے۔  
امام احمد نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بعثت بالسيف حتى يعبد الله لا شريك له (۳۸۸)

[ (حوالہ ۳۸۷) یہ روایت مجھے نہیں ملی ]

[ (حوالہ ۳۸۸) مسند امام احمد: ۲/۵۰ ]

مجھے تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا ہے حتیٰ کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی جائے۔

### لطیفہ

ادیب جمال الدین بن بنایۃ نے تلوار اور قلم کے درمیان ایک مناخرۃ (ایک دوسرے پر فخر بتلانے کا مکالمہ) قائم کیا ہے جس میں انہوں نے تلوار کی قلم پر حاصل فضیلتوں اور خصائص میں سے ایک یہ فضیلت بیان کی ہے کہ تلوار کو یہ شرف حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس نے اس کو اٹھایا ہے جبکہ قلم اس شرف سے محروم ہے۔

### صاحب الشفاعة العظمی

اس اسم پاک کو قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا ہے اس سے قبل حدیث پاک گزر چکی ہے کہ جس میں ارشاد ہے۔

اذا کان یوم القیامة کنت امام الناس وصاحب شفاعتهم (۳۸۹)  
قیامت کے روز میں لوگوں کا امام اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔  
اس شفاعت سے مراد فصل قضاء میں کی جانے والی شفاعت مراد ہے۔

### صاحب القضیب

اس کا تذکرہ قاضی عیاض نے شفاء میں کیا ہے۔ قضیب سے مراد تلوار ہے۔ انجیل میں اس کی یہی تفسیر واقع ہے۔  
کہ فرمایا

ان کے ساتھ لوہے کی تلوار ہوگی جس کے ساتھ وہ اللہ کی راہ میں جہاد فرمائیں گے۔

اور قاضی عیاض نے فرمایا اور کبھی قضیب کو مکہ مکرمہ میں موجود قضیب محشوق پر بھی

[ (حوالہ ۳۸۹) مسند احمد: ۵/۱۲۷ ]

محمول کیا جاتا ہے اور یہ قضیب محشوق ابھی تک خلفاء کے پاس موجود ہے۔

### صاحب اللواء

اس اسم پاک کو ابن العربی، قاضی عیاض اور العزنی نے ذکر کیا ہے اور اس سے مراد محمدی جھنڈا ہے اور کبھی اس کو اس جھنڈے پر بھی محمول کیا جاتا ہے جسے جنگ کے لئے لہرایا جاتا ہے اس لحاظ سے یہ قتال و جہاد سے کنایۃ ہوگا۔

### صاحب المحشر

اس اسم پاک کو ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے۔

صحاح میں ہے (۳۹۰)

محشر (شین کے کسرة کے ساتھ) موضع حشر مراد ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب المحشر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس دن صاحب کلمہ، شفاعت، لواء، مقام محمود اور صاحب کوثر ہوں گے۔ اس روز آپ کے مختلف خصائص کا اظہار ہوگا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ نہیں ہوں گے۔

### صاحب المدرعة

یہ اسم انجیل میں وارد ہے جیسا کہ آپ کے اسم راکب الجمل میں گزرا ہے۔ صحاح میں ہے کہ مدرعة اور درع ایک ہی چیز ہے اور اس سے مراد لوہے کی ذرہ ہے اور اس اسم کا معنی قتال و جہاد کی طرف راجع ہے۔

### صاحب الشعر

اس اسم پاک کو ابن خالویہ اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ مشعر فتح میم کے ساتھ ہے اور جوہری نے ایک لغت کسرة کے ساتھ بھی نقل کی ہے اور صاحب المطالع نے کہا کہ کسرة بھی جائز ہے لیکن منقول نہیں۔ امام نووی نے تہذیب میں فرمایا کہ

[ (حوالہ ۳۹۰) الصحاح: ۲/۶۳۰ ]

مشعر میں اختلاف ہے۔ ہمارے اصحاب کی کتب مذہب میں تو یہ معروف ہے کہ مشعر جبل قزح ہے جو عام طور پر مزدلفہ کے نام سے معروف ہے اور کتب تفسیر، حدیث، تاریخ اور سیر میں معروف یہ ہے کہ پورا مزدلفہ مشعر ہے۔

اس کو مشعر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں شعائر یعنی دین و طاعت کی علامات ہیں۔

### صاحب المعراج

اس اسم پاک کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ معراج سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی جانب عروج ہے۔ آپ کی مکہ سے بیت المقدس تک سیر کو ”الاسراء“ کہا جاتا ہے۔ (مصنف کہتے ہیں) میں نے واقعہ معراج کی تفصیل و شرح میں ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے۔

### صاحب المقام المحمود

اس اسم پاک کو ابن العربی، قاضی عیاض اور دوسرے لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (۳۹۱)

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام محمود کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

”الشفاعة“ وہ شفاعت ہے۔

ابن دحیہ نے کہا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ مقام محمود سے شفاعت مع ان امور کے جو حدیث میں وارد ہیں مراد ہے۔

[ (حوالہ ۳۹۱) سورہ اسری: ۷۹ ]

## صاحب المنبر

اس نام پاک کو ابن خالویہ اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ محاربی نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت کے پاس بھیجا (سہل نے عورت کا نام لیا تھا) کہ وہ اپنے بڑھئی کا کام کرنے والے بیٹے کو حکم دے کہ وہ میرے لئے منبر تیار کرے کہ میں جب لوگوں کو خطبہ دوں تو اس پر بیٹھا کروں۔ پس اس عورت نے اپنے بیٹے کو اس کا حکم دیا اور اس نے مقام غابۃ کے جنگل سے لکڑی حاصل کر کے منبر تیار کیا۔ (۳۹۳)

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب آپ کے لئے منبر بچھایا گیا تو اس تنے سے دس اونٹنی کی آواز کی طرح آواز سنی گئی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔

منبر بکسرة میمنبر سے ماخوذ ہے اور منبر کا معنی ارتقاع ہے۔

جوہری کہتے ہیں جب کسی شے کو بلند کر دیا جائے تو نبرت اشیء، انبرہ نبرا کہا جاتا ہے اسی لئے منبر کو منبر کہا جاتا ہے۔

امام نووی تہذیب میں فرماتے ہیں۔

خطبہ کے لئے منبر کا استعمال کرنا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے بارے میں کئی احادیث وارد ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے تین درجے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ منبر پر بیٹھ کر سب سے پہلے خطبہ ارشاد فرمانے والے آپ تھے۔

[ (حوالہ ۳۹۳) بخاری: ۲۳۲/۱-۲، ۱۱/۳، ۲۰۱۸ ]

نسائی: باب الماجد حدیث: ۴۵، ابوداؤد باب الجمعة حدیث: ۱۱۵، لیثقی: ۳/۱۸۰، ۶/۱۲۷ ]

## صاحب النعلین

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن العربی، قاضی عیاض اور العزفی نے کیا ہے یہ اسم پاک انجیل میں وارد تھا۔ جیسا کہ حرف راء کے تحت مذکور ہوا ہے۔

قرأت علی ابن الفضل الوفائی وحدثت هذا البثال علی مثال نعل ناولنیہ، اخبرنا ابو العباس السویداوی ورايت لديہ مثالا، اخبرنا ابو عبد الله الفارقی ورايت لديہ مثالا، اخبرنا ابو الیمن بن عساكر وحدثت هذا البثال علی مثال نعل كان عنده.

حدثنا ابراهيم بن محمد بن ابراهيم المديني من لفظه وحدثني ابو القاسم بن محمد قراءة عليه وحدثت هذا البثال علی مقدار نعل حذاة لی بيديه

اخبرنا ابو جعفر احمد بن علی الاوليتي بقراءة عليه وحدثت هذا البثال علی مقدار نعل كانت عنده وناو لينها اخبرنا ابو القاسم خلف بن مشكوال قراءة عليه وحدثت هذا البثال علی مثال نعل كانت عنده

حدثنا الحافظ ابو القاسم مكي بن عبد السلام بن الحسن الرميلى لفظا وحدثت علی مقدار نعل كانت عنده

اخبرنا الشيخ ابوزكريا عبدالرحيم بن احمد بن نصر بن اسحاق البخاري الحافظ بهصر وحدثت علی مثاله قال قال لي محمد بن الحسين الفارسي حدثت هذه النعل علی مقدار نعل كانت عند محمد بن جعفر التيمي وذكر انه حذا علی نعل كانت لابي سعيد عبدالرحمن بن عبدالله بهكة اخبرنا ابو محمد بن عبدالله بن اويس بن مالك بن ابي عامر الاصبحي قال كانت نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم



المخزومی قال اسباعیل بن ابی اویس کان ابو اویس حذاء  
 فحذا علی مثال تعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہا  
 بلغنا من یوثق بہ لانہا کانت عند عائشۃ ثم صارت من قبلہا  
 الی اختہا ام کلثوم وکانت ام کلثوم (سقط بالمخطوطة) وهو  
 جد اسباعیل الذی کانت عنہ النعل

و قد ذکر بعضهم انه حذا هذا البثال لبعض الطلبة ابراهیم

بن سهل

(مصنف فرماتے ہیں)

میں نے ابوالفضل وفائی کے سامنے پڑھا اور میں نے نعلین پاک کا یہ نقش نعلین  
 پاک کے اس نقش کے مطابق بنایا جو انہوں نے مجھے دیا تھا اور وہ کہتے ہیں ہمیں  
 ابوالعباس السویدائی نے خبر دی اور میں نے ان کے پاس نقش پاک دیکھا اور ابوالعباس  
 کہتے ہیں ہمیں ابو عبد اللہ فارقی نے خبر دی اور میں نے ان کے پاس نقش دیکھا اور  
 ابو عبد اللہ کہتے ہیں ہمیں ابوالیمین بن عسا کر نے خبر دی اور میں نے یہ نقش ان کے پاس  
 موجود نعل پاک کے نقش کے مطابق بنایا اور ابوالیمین کہتے ہیں ہمیں ابراہیم بن محمد بن  
 ابراہیم المدینی نے اپنے الفاظ کے ساتھ بیان کیا اور ابراہیم بن محمد کہتے ہیں مجھے  
 ابوالقاسم بن محمد نے بیان کیا (کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا اور انہوں نے سنا) اور  
 میں نے یہ نقش ان کے پاس موجود نعل کی مقدار کے مطابق بنایا ابوالقاسم کہتے ہیں ہمیں  
 ابو جعفر احمد بن علی الاویستی نے خبر دی (میں نے ان کے سامنے پڑھا اور انہوں نے سنا)  
 اور میں نے یہ نقش ان کے پاس موجود نعل کے مطابق بنایا اور انہوں نے وہ نعل پاک  
 مجھے عطا فرمادی۔ ابو جعفر کہتے ہیں ہمیں ابوالقاسم خلف بن مشکوال نے بیان کیا (کہ  
 میں نے ان کے سامنے پڑھا اور انہوں نے سنا) اور میں نے یہ نقش اس نقش کے مطابق  
 بنایا جو نقش ان کے پاس موجود تھا اور ابوالقاسم خلف بن مشکوال کہتے ہیں۔ ہمیں  
 ابوالقاسم مکی بن عبد السلام بن حسن رملی نے لفظاً بیان کیا اور میں نے ان کے پاس موجود

نعل کے مطابق نقش بنایا اور مکی کہتے ہیں ہمیں شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری حافظ نے مصر میں بتایا اور میں نے ان کے نقش کے مطابق نقش بنایا اور شیخ ابوزکریا کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن حسن الفارسی نے فرمایا کہ میں نے یہ نعل محمد بن جعفر التمیمی کے پاس موجود نعل کی مقدار کے مطابق بنایا اور انہوں نے ذکر کیا کہ یہ نعل ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ کے پاس مکہ میں موجود نعل کے مطابق ہے اور ابوسعید عبدالرحمن نے کہا کہ ہمیں ابو محمد بن عبداللہ بن اویس بن مالک بن ابی عامر الاسجی نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مخزومی تھی۔ اسماعیل بن ابی اویس کہتے ہیں کہ ابو اویس نعل بنانے کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل پاک کے مطابق نعل بنائی تھی اور اس کی یہ نعل پاک ہمارے پاس ایک با اعتماد آدمی کے ذریعے پہنچی تھی۔ آپ کی یہ نعل پاک حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھی۔ ان سے وہ ان کی بہن ام کلثوم تک پہنچی تھی (یہاں سے عبارت ساقط ہے) اور وہ اس اسماعیل کے دادا تھے جن کے پاس نعل مبارک تھی اور بعض لوگوں نے بیان کیا اس نقش کے مطابق ابراہیم بن سہل نے بعض طلبا کے لئے نعل بنائی تھی۔

ابو محمد بن عبداللہ کہتے ہیں ہمیں ابو یحییٰ بن ابومرہ نے خبر دی اور ابو یحییٰ کہتے ہیں ہمیں ابن اویس اسماعیل بن عبداللہ نے اپنے باپ ابو اویس عبداللہ نے خبر دی کہ وہ نعل پاک جس کے مطابق یہ نعل بنائی گئی تھی اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوربیعة کے پاس تھی۔ اس کے دونوں نقطوں کی جگہ دو تسمے تھے۔

اسماعیل نے بتایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعل پاک جو طلحہ بن عبید اللہ کے پاس تھی جب وہ بنگ جمل کے موقع پر شہید ہوئے تو ابراہیم اسماعیل کے پاس پہنچی تھی۔ اس نے عبدالرحمن بن ابی ربیعہ نے ام کلثوم اور انہوں نے اس نعل پاک کو شدید درد کی جگہ رکھا تو انہیں شفا مل گئی اور یہ نقش اسی کا ہے۔

نوٹ (یہاں اصل کتاب کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے اور بعض جگہوں سے عبارت ساقط ہے)

### صاحب الہراوة

اس اسم پاک کو قاضی عیاض وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ اسم انجیل میں وارد تھا جیسا کہ صرف راء کے تحت بحث گزر چکی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ ہراوہ لغت میں عصا کو کہا جاتا ہے اور میرے خیال میں اس عصا سے مراد حدیث حوض میں مذکور عصا ہے جس میں فرمایا۔

”اذو الناس عنہ بعصای لاهل الیمن“

اہل یمن کی خاطر میں اپنے عصا سے لوگوں کو حوض سے دور ہٹاؤں گا۔  
امام نووی نے فرمایا۔

یہ قول ضعیف ہے کیونکہ مقصود تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ایسے وصف کے ساتھ کی جائے جس وصف کو آپ کے پاس دیکھ کر لوگ آپ کی صداقت پر استدلال کریں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کتب قدیمہ میں اس وصف کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی گئی ہے۔ لہذا اس کی تفسیر ایسے عصا کے ساتھ درست نہیں جو آخرت میں ہوگا۔

صحیح بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں کثرت سے عصار کھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ آپ کو صاحب الہراوة اس لئے فرمایا گیا کہ آپ جب چلتے تو عصا آپ کے سامنے ہوتا تھا اور نماز ادا کرتے تو عصا سامنے بطور سترہ گاڑ دیا جاتا تھا اور آپ اس کی جانب نماز ادا فرماتے تھے۔

### صاحب الوسيلة

اس اسم پاک کا ذکر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں کیا ہے اور ابن دحیہ نے بھی ان کی اتباع کی ہے اور اس بارے میں وہ مسلم کی ایک حدیث بھی لائے ہیں۔

سلو اللہ لی الوسيلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الالعهد من

عباد اللہ وارجو ان اکون انا هو (۳۹۴)

[ (حوالہ ۳۹۴) ترمذی حدیث: ۳۶۱۲ ]

اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو کیونکہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔  
وسیلہ کی اصل اللہ کا قرب اور اس کے ہاں درجہ ہے۔

### صاحب لا الہ الا اللہ

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے تو رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک کج رو ملت ان کے طفیل لا الہ الا اللہ پڑھ کر راستگی اختیار نہیں کر لیتی۔

### الصادق

اس نام پاک کو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اخذ کیا ہے۔

”قَاصِدًا بِنَا تُؤْمَرُ“ (۳۹۵)

(تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے)

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن اور دعوت الی اللہ کو کھلے عام بیان کیجئے اور حق کا خوب اظہار کریں اور باطل سے اس کو ممتاز کریں۔

### الصادق البصديق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء پر کلام کرنے والی ایک جماعت نے ان دونوں ناموں کو ذکر کیا ہے۔

صحیح میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ

حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الصادق البصديق

ان احدكم يجمع خلقه في بطن امه

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق، مصدوق تھے، تم میں

سے ہر ایک کی تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں جمع کیا جاتا ہے۔ (۳۹۶)

[ (حوالہ ۳۹۵) الحجر: آیت: ۹۴ ] [ (حوالہ ۳۹۶) البخاری: ۵/۱۳۵، ۸/۱۵۲ مسلم القدر حدیث: ۱ ]

مسند امام احمد میں حضرت ابوذر سے مروی ہے۔

حدثنا الصادق المصدوق فيما يرويه عن ربه انه قال الحسنه

بعشر امثالها (۳۹۷)

ہمیں صادق، مصدوق نے بیان کی وہ چیز جو انہوں نے اپنے رب سے نقل کیا ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

ابن دجیہ فرماتے ہیں۔

صادق مصدوق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح علم ہے کیونکہ یہ اسماء کے قائم مقام

ہے۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے صادق بھی ہے جیسا کہ حدیث اسماء میں وارد ہے۔

الصالح

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ حدیث اسراء میں واقع انبیاء کے اقوال سے اخذ کیا ہے۔

انبیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح والابن الصالح (۳۹۸)

صالح نبی، صالح بھائی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید یہ کلمہ خیر کے تمام معانی کو شامل

ہے۔

زجاج فرماتے ہیں۔

صالح وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض اور لوگوں کے حقوق ادا کرے۔

اور صاحب المطلاع کہتے ہیں۔

[ (حوالہ ۳۹۷) مسند امام احمد: ۵/۱۴۸/۲، التسنانی الصیام باب: ۷۵ ]

[ (حوالہ ۳۹۸) فتح الباری: ۱/۳۵۸ ]

صالح وہ ہے جو اپنے پر لازم حقوق کی ادائیگی میں مصروف ہو۔

### الصدق

اس کو بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ (۳۹۹)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو جھٹلائے

جب اس کے پاس آئے۔

### الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ

اس اسم پاک کو ابن دجیہ اور قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۲۰۰)

کی تفسیر میں ابوالعالیہ نے فرمایا کہ صراط مستقیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس قول کو ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔ آپ کو صراط مستقیم سے موسوم اس لئے

فرمایا گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا راستہ ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے

والے ہیں۔ صراط راستہ کو کہا جاتا ہے۔

بعض نے کہا سیدھے راستے کو صراط کہا جاتا ہے۔

اور بعض نے کہا واضح راستہ کو صراط کہا جاتا ہے۔

صراط میں ایک لغت سین کے ساتھ بھی ہے یعنی السراط ہے۔ المستقیم سے ایسا

سیدھا، واضح راستہ مراد ہے جس میں کوئی کجی نہ ہو۔

### الصفوح

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور اس پر مزید کوئی کلام نہیں کیا۔

[ (حوالہ ۳۹۹) الزمر: ۳۲ ]

[ (حوالہ ۲۰۰) سورة الفاتحة: ۶ ]

تورات میں آپ کی صفت بیان ہے کہ  
 آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے معاف اور درگزر فرمائیں گے۔  
 شامل میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

”لم یکن فاحشا ولا متفحشا ولا سخا بافی الاسواق ولا یجزتی  
 السيئة بالسيئة ولكن يعفو ويصفح“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً بدخلق تھے نہ بتکلف فحش بات فرماتے نہ بازاروں  
 میں شور فرماتے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ درگزر اور اعراض فرماتے۔  
 صفوح صحیح سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔

صحاح میں ہے۔

صفحت عن فلاں اذا عرضت عن ذنبه  
 یعنی جب کسی کی غلطی سے درگزر کیا جائے تو صفحت عن فلاں کہا جاتا ہے۔

## حرف الضاد

### الضابط

اس اسم پاک کا ذکر ابن دجیہ نے کیا ہے اور اس پر کوئی بات نہیں کی۔  
صحاح میں ہے۔

ضبط الشيء کا معنی ہے حفظ الشيء (شی کی حفاظت) ہے اور ضابط کا معنی  
حازم ہے اور یہ حافظ اور حفیظ کے معنی کی طرف راجع ہے۔

### الضحوك

اس اسم پاک کو ابن فارس اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔  
ابن فارس نے فرمایا کہ

حدثنا سعيد بن محمد بن نصر، حدثنا بكر بن سهل  
الدمياطي، حدثنا عبدالعزیز بن سعيد عن موسى بن عبد  
الرحمن عن ابن جريح عن عطاء عن ابن عباس قال اسبه في  
التوراة احد الضحوك القتال يركب البعير ويلبس الشيلة  
ويحستنزي بالكسرة سيفه على عاتقه

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا تورات میں احمد "الضحوك القتال"  
(مسکرانے، جہاد کرنے والا) نام تھا کہ وہ اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔  
جسم کو ڈھانپنے والی چادر زیب تن کریں گے۔ روٹی کے ٹکڑے پر قناعت  
فرمائیں گے۔ ان کی تلوار ان کے کندھے کے ساتھ جمائل ہوگی۔



ابن فارس کہتے ہیں۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ضحوک سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ طبعی طور پر  
خوش دل تھے۔

بد اخلاق اور اجڈ پن عرب اور اکھڑ مزاج بدوی آپ کے ساتھ بکثرت بدتمیزی  
و بدسلوکی سے پیش آتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ کو کسی نے تنگ دل، بے قرار  
و مضطرب اور درشت مزاج نہیں پایا۔ آپ کی گفتگو میں لطافت اور حاجت برآری میں  
نرم مزاجی ہوتی تھی۔

امام احمد نے حضرت ابوالدرداء سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

”لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث حدیثا الا تبسم“  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو میں ہمیشہ تبسم فرماتے تھے۔

جریر سے نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں۔

ما حجبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا رأی  
الاضحک (۴۰۰)

میرے اسلام لانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے غائب نہیں رہے اور  
حضور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں۔

قالو یا رسول اللہ انک تداعینا قال انی لا اقول الا حق (۴۰۱)

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ہم سے ہنسی مذاق فرماتے  
ہیں تو آپ نے فرمایا میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

امام ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔

[ (حوالہ ۴۰۱) فتح الباری: ۱۰/۵۲۲۶- ترمذی حدیث ۱۹۹۹ ]

انى حاملك على ولد ناقة

(میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا) تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچے سے کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا۔

وهل تلد الابل الا النوق (۴۰۲)

اونٹنیاں ہی تو اونٹوں کو جنتی ہیں۔

[ (حوالہ ۴۰۲) ترمذی حدیث ۱۹۹۱ شرح السنۃ للبخاری ۱۳/۱۸۲ ]

## حرف الطاء

### الطاهر

اس اسم پاک کو قاضی عیاض، نفی اور ابن دجیہ نے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اس کو کعب احبار نے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نام سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ عیوب اور گندگیوں سے پاک ہیں حتیٰ کہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب، پاخانہ اور خون پاک ہے۔ ان علماء کرام کا یہ قول مختار ہے۔

امام سبکی، امام بیہقی اور بہت ساری خلقت نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب نوش کیا اور صحابہ کی ایک جماعت نے آپ کا (پچھنے لگانے سے) نکلنے والا خون نوش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر انکار نہیں فرمایا۔

### طاب طاب

اس اسم پاک کو العزنی نے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات میں پائے جانے والے اسماء میں سے ہے۔ اس کا معنی طیب (پاکیزہ) ہے اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی وہ ذات ہے جس کا تذکرہ کسی قوم کے پاس کیا جائے تو انہیں اس کا تذکرہ پسند آئے اور دل کو لگے۔

### طسّ طسم

ان اسماء کا تذکرہ ابن دجیہ اور نفی نے کیا ہے۔

کہا گیا کہ یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔

## طہ

اس اسم پاک کو مفسرین اور محدثین میں سے ایک مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں شمار کیا ہے۔

ابو الطفیل کی وہ حدیث جو مقدمہ میں مذکور ہوئی ہے اس میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

بعض حضرات نے کہا کہ اس کا معنی ہے۔

”اے وہ شخصیت جو عیوب و ذنوب سے پاک ہے اور اے وہ ذات جو ہدایت دہندہ ہے ہر چیز کی طرف ”یہ معنی واسطی نے بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔“

## الطیب

اس اسم پاک کونفی، العزفی، ابن دجیہ اور سید الناس نے بیان کیا ہے۔ عزفی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی طیب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر پاک و طیب ہیں کیونکہ آپ خبث قلب، خبث قول اور خبث فعل سے پاک ہیں۔

شق صدر کے موقع پر آپ سے جمے ہوئے خون کو نکال کر پھینک دیئے جانے کی وجہ سے آپ خبث قلب سے محفوظ ہیں اور صادق و صدوق ہونے کی وجہ سے خبث قول سے پاک ہیں۔ آپ سر تا بہ قدم طاعت ہیں اس لئے خبث فعل سے پاک ہیں۔ شمائل ترمذی میں حضرت انس سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

ما شمت مسکا قط ولا عطر اکان اطیب من عرق النبی صلی اللہ

علیہ وسلم

میں نے کبھی کوئی کستوری اور کبھی کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

امام مسلم نے جابر بن سمرۃ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر جانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر ہاتھ مبارک پھیرنے لگے۔ میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دست اقدس پھیرا۔

فوجدت لیدیہ بردا وریحا کانبا اخرجها من جونة عطار (۴۰۳)  
تو میں نے آپ کے دست اقدس کی ٹھنڈک و خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقے سے نکالا ہو۔

امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لے آئے اور دوپہر کے وقت آرام فرمایا۔ اس دوران آپ پر پسینہ آ گیا۔ میری ماں ایک شیشی لے آئی اور حضور کے پسینہ مبارک کی بوندوں کو اس میں جمع کرنے لگی۔

اتنے میں حضور بیدار ہو گئے تو فرمایا۔

یا ام سلیم ما هذه الذی تصنعین ؟

اے ام سلیم کیا کرتی ہو؟

تو میری ماں نے عرض کیا۔

هذا عرقك نجعله فی طیننا وهو اطیب الطیب (۴۰۴)

یا رسول اللہ یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کریں گے کیونکہ آپ کا پسینہ مبارک تمام عطر دار خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ کی روح اقدس پرواز ہوئی

[ (حوالہ ۴۰۳) مسلم: ۲/۲۵۶ ]

[ (حوالہ ۴۰۴) مسلم الفہائل حدیث: ۸۲ ]

تو ایسی خوشبو پھیلی کہ

لم اجد ریحاً قط اطیب منها (۴۰۵)  
میں نے اس سے بڑھ کر کبھی کوئی خوشبو نہیں پائی۔

تنبیہ

طیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بھی وارد ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

ان اللہ طیب لا یقبل الاطیبا (۴۰۶)  
اللہ تعالیٰ طیب (پاک) ہے طیب ہی کو قبول فرماتا ہے۔

[ (حوالہ ۴۰۵) مسند امام احمد: ۱۲۲/۶ ]

[ (حوالہ ۴۰۶) مسلم الزکوٰۃ حدیث: ۶۵ - الترمذی حدیث ۲۷۹۹ ]

## حرف طاء سے شروع ہونے والا اسم

### الظاهر

اس اسم مبارک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ اسے کعب احبار نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۴۰۷)

وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

ظہور بلندی اور غلبہ کو کہا جاتا ہے۔

الظاهر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

## حرف عین سے شروع ہونے والے اسماء

### العاقب

یہ اسم مبارک حدیث جبیر میں وارد ہے۔  
 وانا العاقب الذی لانی بعدی (۴۰۸)  
 اور میں وہ عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔  
 عاقب کی یہ تفسیر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

### العابد

عبد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی مطیع ہے۔  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاعْبُدُ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ

تو اللہ کو پوجو جو نرے اس کے بندے ہو کر

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (۴۱۰)

اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ (کنز الایمان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت پر مواظبت معروف ہے جس پر احادیث متواترہ

وارد ہیں۔

[حوالہ ۴۰۹) الزمر آیت: ۲]

[حوالہ ۴۱۰) الحجر: ۹۹]



العالم العليم

ان دونوں ناموں کو ابن دجیہ نے یکجا بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے بھی ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اور دونوں نے یہ آیات ذکر کی ہیں۔

۱- وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (۴۱۱)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

۲- وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۴۱۲)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

۳- فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۴۱۳)

پس جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب کے علوم اور فلاسفوں، دانشوروں کے فلسفوں اور ان کی حکمتوں اور سابقہ امتوں کے احوال و تاریخ کا احاطہ فرمایا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کو لغت عرب اور اس کے الفاظ غریبہ پر مکمل عبور اور اس کی فصاحت کی اقسام پر احاطہ اور اس کی تاریخ اور ضرب الامثال اور حکمتوں کے حفظ اور اس کے اشعار کے معانی پر پوری پوری دسترس حاصل تھی اور مختلف علوم و فنون مثلاً طب، عبارت، ہندسہ، تاریخ، کتابت سے متعلق آپ کو ماہرین علوم و فنون نے اسوۃ اور آپ کے اشارات کو صحبت تسلیم کیا ہے۔ باوجودیکہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

لقد تركنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما ينقلب في

السبأ طائر الاذكرنا منه علماً (۴۱۳)

[ (حوالہ ۴۱۲) سورہ طہ: ۱۱۴ ]

[ (حوالہ ۴۱۱) النساء: ۱۱۳ ]

[ (حوالہ ۴۱۳) سورہ محمد: ۱۹ ]

[ (حوالہ ۴۱۳) مسند امام احمد: ۱۶۲/۵ ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح چھوڑا کہ فضا میں کوئی پرندہ قلا بازیاں کھاتا تو ہم اس سے بھی علم حاصل کرتے تھے۔

### تنبیہ

یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں۔  
علیم تو قرآن میں بکثرت وارد ہے اور عالم اس آیت کریمہ میں وارد ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (۴۱۵)

ہر چھپے اور ظاہر کو جاننے والا۔

### العامل

اس اسم مبارک کو ابن العربی، العزنی اور ابن سید الناس نے ذکر کیا ہے۔ شاید یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے۔

قُلْ يَقَوْمِ اعْبُدُوا عَلِيَّ مَكَانَتِكُمْ اِنِّي عَامِلٌ (۴۱۶)  
تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں۔

### العبد

اس نام مبارک کو ابن العربی، العزنی اور ابن سید الناس وغیرہ علماء نے ذکر کیا ہے اور اس پر قرآن کریم کی یہ آیات پیش کی ہیں۔

۱- الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ عَلَى عَبْدِهِ (۴۱۷)

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔

۲- سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ (۴۱۸)

[ (حوالہ ۴۱۵) الانعام: ۷۴ ]

[ (حوالہ ۴۱۶) الانعام: ۱۳۵ ]

[ (حوالہ ۴۱۷) الکہف: ۱ ]

[ (حوالہ ۴۱۸) الاسری: ۱ ]

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

۳- تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ (۴۱۹)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر۔

۴- أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ (۴۲۰)

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے

ہیں۔

ایک مرتبہ جبریل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔

اسی دوران آسمان سے اچانک ایک فرشتہ نازل ہو کر عرض کرنے لگا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے

کہ وہ آپ کو بادشاہ نبی بنائے یا عبد رسول؟ جبریل نے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ

وسلم) اپنے رب کی بارگاہ میں تواضع اختیار کیجئے تو آپ نے فرمایا۔

بل عبد رسولاً (۴۲۱)

بلکہ مجھے عبد رسول بنایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرنے والے اور اس کے سامنے غایت درجہ

خضوع اختیار کرنے والے کو عبد کہا جاتا ہے اور یہ لفظ عربوں کے قول طریق معبد سے

ماخوذ ہے۔ طریق معبد اس راستے کو کہا جاتا ہے جس پر لوگ بکثرت چل کر روندھ

ڈالیں۔

اصل عبودیت خضوع و عاجزی کا نام ہے۔

المحکم میں ہے۔

[ (حوالہ ۴۱۹) الفرقان: ۱ ]

[ (حوالہ ۴۲۰) الزمر: ۳۶ ]

[ (حوالہ ۴۲۱) فتح الباری: ۹/۵۳۱ مسند احمد: ۲/۲۳۱ ]

عبد انسان کو کہا جاتا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام کیونکہ انسان اپنے خالق کا مملوک ہے۔

سیبویہ کہتے ہیں۔

عبد اصل میں انسان کی صفت ہے۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے۔  
رجل عبد لیکن اسماء کے استعمال کی مانند استعمال ہوتا ہے۔  
قشیری فرماتے ہیں۔

میں نے محمد بن حسین سلمی سے سنا کہ وہ کہتے تھے۔

میں نے دقاق کو سنا کہ وہ فرماتے تھے عبودیت سے افضل کوئی چیز نہیں اور نہ مومن کے لئے اس سے زیادہ کوئی کامل اسم ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شب معراج جو کہ افضل اوقات میں سے ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں فرمایا۔

۱ - سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ (۲۲۲)

دوسری آیت میں فرمایا۔

۲ - فَأَوْحَىٰ إِلَيَّ عَبْدِي مَا أَوْحَىٰ (۲۲۳)

اگر عبودیت سے بڑھ کر کوئی اور اسم ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اس کے ساتھ

موسوم فرماتا۔

کسی نے کہا۔

لا تدعني الابيا عبدها فانه اشرف اسمائى

تم مجھے صرف یا عبدها (اے اس عورت کے عبد) کے لفظ سے پکارا کرو۔

کیونکہ یہ میرے تمام ناموں سے افضل نام ہے۔

اور کسی دوسرے نے کہا۔

[ (حوالہ ۲۲۲) الاسری: ۱ ]

[ (حوالہ ۲۲۳) النجم: ۱۰ ]

لئن سمیتنی عبدا فقد اجلت قدری  
وان سمیتنی مولی فمولای الذی قدری  
اگر تم مجھے عبد کہو گے تو (میں سمجھوں گا کہ) تم نے میری عزت کی  
اگر تم مجھے آقا کہو گے تو میرا آقا تو وہ ہے جسے تم جانتے ہو  
قشیری فرماتے ہیں میں نے استاذ ابوعلی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

عبودیت عبادت سے اتم اور اکمل ہے۔

پہلے عبادت اور اس کے بعد عبودیت اور اس کے بعد عبودۃ ہے۔ عبادت عوام کا  
کام اور عبودیت خواص کا اور عبودۃ خواص الخواص کا کام ہے۔  
بعض نے فرمایا۔

عبودیت دو چیزوں کا نام ہے۔

۱- طاعات میں بشرط توفیق مصروفیت

۲- اپنے پاس موجود کی جانب بچشم کوتاہ نگاہ

اور بعض نے کہا۔

تقدیر کے معاملہ میں ترک اختیار کا نام عبودیت ہے۔

عبداللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا

ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ (۴۲۴)

اور جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا۔

اس اسم پاک سے متعلق وہی گفتگو ہے جو اس سے پہلے اسم میں ہو چکی ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الاسماء الى الله  
 عبدالله وعبدالرحمن (۴۲۵)  
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ  
 نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔

### العدل

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے فرمایا ہے اور اس پر انہوں نے بخاری شریف  
 کی یہ حدیث پیش کی ہے۔

من يعدل اذا لم اعدل (۴۲۶)

کون انصاف کرے گا جب میں انصاف نہیں کروں گا تو۔

عدل عدل، يعدل کا مصدر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مبالغہ عدل سے موصوف کیا گیا یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء  
 حسنیٰ میں سے ہے۔

### العربی

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔

واقعہ اسراء کی بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے خطاب کیا۔

مرحبا بالنبی العربی (نبی عربی کو خوش آمدید)

اس حدیث کو حسن بن عرفہ نے اپنی جزء میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔

عربی عرب کی طرف منسوب ہے اور عربی وہ ہے جو عجم سے تعلق نہ رکھے۔

### اسم عرب

عربوں کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ عاربة اور عاربا

یہ آدم بن سام بن نوح کی اولاد کے درج ذیل نوقبائل ہیں۔  
 عاد، ثمود، امیم، عبیل، طسم، جدیس، عملیق، جرهم اور وبار یہ خالص عرب ہیں۔ ان  
 سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عربی زبان سیکھی۔

### دنیا کی سب سے پہلی زبان

عبدالملک بن حبیب نے فرمایا۔

دنیا کی سب سے پہلی زبان جسے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے لے کر دنیا میں  
 تشریف لائے تھے وہ عربی تھی۔ بعد زمانہ اور طول عہد کی وجہ سے اس میں تحریف واقع  
 ہوئی اور وہ سریانی میں تبدیل ہو گئی۔

سریانی ارض سورنہ کی طرف منسوب ہے اور یہ الجزیرہ کا خطہ ہے۔ نوح علیہ  
 السلام اور آپ کا قبیلہ طوفان سے قبل اسی خطے سے تعلق رکھتے تھے۔  
 اور عبدالملک کہتے ہیں۔

سریانی زبان عربی زبان سے مشاکلت و مشابہت بہت رکھتی ہے۔ البتہ سریانی  
 میں تحریف واقع ہو چکی ہے۔ سفینہ نوح میں سوار تمام لوگوں کی زبان سوائے ایک شخص  
 کے سریانی تھی اور وہ ایک شخص جرہم تھا جس کی زبان عربی تھی۔ جب یہ لوگ طوفان تھم  
 جانے کے بعد کشتی سے نیچے اترے تو آدم بن سام نے جرہم کی ایک بیٹی کے ساتھ نکاح  
 کر لیا اور ان دونوں سے ہونے والی اولاد میں عوص سے لیکر عاد، عبیل، جائز یعنی ثمود اور  
 جدیس تک عربی زبان رائج ہو گئی اور عاد کا نام جرہم کے نام پر رکھا گیا کیونکہ جرہم اس کا  
 نانا تھا اور سریانی زبان ارفخشذ بن سام کی اولاد میں باقی رہی اور ارفخشذ کی اولاد میں سے  
 قحطان تک سریانی زبان پہنچی اور قحطان یمن میں رہتا تھا اور حضرت اسماعیل کی اولاد  
 جب یمن آئی تو قحطان کی اولاد نے ان سے عربی زبان سیکھی۔

اسی روایت پر صحاح کے اس قول کو محمول کیا جائے گا جس میں کہا گیا ہے کہ معرب  
 بن قحطان پہلا شخص تھا جس نے عربی زبان بولی۔

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ سریانی زبان بولنے والوں میں سب سے پہلے جس

شخص نے عربی سیکھی وہ معرب بن قحطان تھا۔

۲- المتعربة: اولاد قحطان عربوں کی دوسری قسم ہے۔ جس کو متعربہ کہا جاتا ہے صحاح میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ خالص عربی نہیں۔

۳- المستعربة: یہ عربوں کی تیسری قسم ہے اس قسم کو مستعربہ کہا جاتا ہے اور یہ لوگ بھی خالص عربی نہیں۔ (جیسا کہ صحاح میں ہے)

ابن دجیہ نے فرمایا کہ عربوں کی یہ قسم بنو اسماعیل ہیں جو معد بن عدنان بن ادد کی اولاد ہیں۔

### العروة الوثقی

اس اسم مبارک کو قاضی عیاض اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔

ابو عبد الرحمن سلمی نے نقل کیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں عروہ وثقی سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔

فَقَدْ اسْتَسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى (۳۲۷)

اس نے بڑی محکم گرہ تھامی۔

### العزیز

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے اس پر مزید کوئی بات نہیں

کی اور نسفی نے بھی ذکر کیا ہے اور انہوں نے یہ آیت کریمہ پیش کی ہے۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (۳۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

لیکن اس سے استدلال قابل غور ہے۔

[حوالہ (۳۲۷) البقرة: ۲۵۶]

[حوالہ (۳۲۸) التوبة: ۱۲۸]



نسفی اور قاضی عیاض دونوں نے اس پر یہ آیت کریمہ بھی پیش کی ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ (۲۲۹)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔  
یعنی قوت و عظمت، شوکت و عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے

ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی ہے۔ قوی غالب یا وہ ذات جو بے مثال ہے یا وہ ذات جو غیر کو عزت بخشنے والی۔ یہ تمام معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صحیح ہیں۔

### عصبة اللہ

مسند فردوس میں حضرت انس سے مروی ہے۔

انا عصبة اللہ وانا حجة اللہ (۲۳۰)

میں اللہ کی عصمت ہوں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔

مسند فردوس میں اس حدیث کی تبیض ہے لیکن اس کی سند ذکر نہیں کی گئی۔

### العظیم

اس نام پاک کو قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

تورات شریف کے دفتر اول میں وارد تھا۔

”عنقریب عظیم نبی عظیم امت کے لئے پیدا کئے جائیں گے اور وہ خود عظیم ہوں

گے اور خلق عظیم پر فائز ہوں گے“

[ (حوالہ ۲۲۹) المنافقون: ۸ ]

[ (حوالہ ۲۳۰) حدیث نمبر ۲۵۶ دیکھئے۔ ]

یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب کو موسوم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی ہے۔  
وہ جلیل الشان ذات جس کے سامنے ہر شے ہیچ ہے۔

### الْعَفْوُ

اس نام پاک کا قاضی عیاض اور ابن دجیہ نے تذکرہ کیا ہے اور اس پر یہ آیت کریمہ پیش کی ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ (۴۳۱)

یعنی انہیں معاف کیجئے اور درگزر فرمائیے۔

اور تورات شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیا گیا تھا کہ وہ عفو اور درگزر سے کام لیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اور اس کا معنی ہے درگزر کرنے والا۔ اصل میں عفو محو کے معنی میں ہے اسی لئے جب عمارت بوسیدہ ہو کر مٹ جائے تو ”عفا المنزل“ کہا جاتا ہے۔

عفو مغفرت سے زیادہ بلوغ ہے۔ عفو کا معنی گناہ کو مٹا دینا اور مغفرت کا معنی گناہ کو چھپا دینا ہے۔

### العفیف

اس اسم اقدس کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتب قدیمہ میں اس وصف کے ساتھ موصوف تھے۔ یہ فعیل کے وزن پر عفا عن المحارم یعف عفاً و عفاً سے ماخوذ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ عقیف و پاکدامن تھے۔

[حوالہ (۴۳۱) الاعراف: ۹۹]

ہر عابد انسان اپنے زمانہ شباب میں نادانی اور بچپن میں لغزش سے بہت کم محفوظ رہتا ہے کیونکہ انسانی فطرت ہی ایسی ہے لیکن صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ایسی ذات ہے جسے اللہ کریم نے ہر وقت اور ہر لحظہ معصوم رکھا۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ابو جعفر طبری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بچپن میں صرف دو مرتبہ ایسے کام کرنے کا ارادہ کیا جو زمانہ جاہلیت کے لوگ عموماً کیا کرتے تھے لیکن دونوں مرتبہ میرے رب کریم نے مجھے بچا لیا۔ جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا (تو دوسرے چرواہوں کے ساتھ میں بھی مکہ سے باہر صحرا میں شب بسر کیا کرتا تھا) ایک رات میں نے اپنے ساتھی چرواہے سے کہا آج تو میری بکریوں کا خیال رکھنا میں ذرا مکہ جاتا ہوں جہاں قصے کہانیوں کی محفلیں جمتی ہیں ان میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھی نے حامی بھری اور میں مکہ چلا آیا۔ جب میں مکہ کے قریب پہنچا تو مجھے گانے، دھنوں کے بجانے اور مزامیر کی آوازیں سنائی دیں جو کسی شخص کی شادی پر بجائے جا رہے تھے میں وہاں سننے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کان بند کر دیئے۔ مجھے نیند نے آ لیا رات بھر سویا رہا۔ جب سورج چڑھا اور اس کی گرم کرنیں میرے جسم کو جلانے لگیں تو میری آنکھیں کھلیں پھر میں واپس لوٹ آیا اور ایک مرتبہ پھر مجھے ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کا بھی یہی انجام ہوا۔ اس کے بعد میں نے کبھی اس طرح کوئی ارادہ نہیں کیا۔ (۳۳۲)

امام دارقطنی نے اپنی مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یصافح امراء  
قط (۴۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی خاتون سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے۔

[حوالہ (۳۳۲) مجمع الزوائد: ۸/۲۲۶]

[حوالہ (۳۳۳) الشفاء: ۱/۲۷۳ - مناهل الصفاء ص: ۱۶، ۲۳]

الْعَلِيُّ

اس اسم پاک کو ابن دحیہ اور عزنی نے بیان کیا ہے۔ ابن دحیہ نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ عزنی فرماتے ہیں کہ آپ علی اسی لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کا مرتبہ بلند فرمایا اور آپ کی شان کو عظمت بخشی صحابہ کرام آپ سے توقیر و تعظیم کے ساتھ پیش آتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ کے حق میں اس کا معنی ہے وہ ذات جس سے بلند کوئی چیز نہ ہو اور تمام اشیاء اس کے سامنے ہیج ہوں۔

## حرف غین سے شروع ہونے والے اسماء

### الغالب

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی (۲۳۳)

اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول یہ اللہ تعالیٰ کے

اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ (۲۳۳)

اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے۔

### الغفور

اس اسم پاک کو میں نے تورات میں موجود اللہ کے اس فرمان سے اخذ کیا ہے۔

وَلٰكِنْ يَّعْفُو وَيَغْفِرُ

یعنی وہ نبی آخر الزمان درگزر اور بخشش سے کام لیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور غفار کے معنی میں ہے۔

یعنی وہ ذات جو اپنے بندوں میں سے جن کو چاہے ان کے گناہوں کی پردہ پوشی

کرے۔ گناہوں پر سزا دے کر ان کی پردہ دری نہ کرے۔

[حوالہ ۲۳۳) المجادلہ: ۲۱]

[حوالہ ۲۳۴) سورہ یوسف: ۲۱]

امام غزالی فرماتے ہیں۔

غفور میں ایک طرح کا مبالغہ پایا جاتا ہے جو غفار میں نہیں پایا جاتا کیونکہ غفار مغفرت کا تکرار اور اس کی کثرت بتاتا ہے جبکہ غفور وجود مغفرت اور کمال مغفرت کی خبر دیتا ہے۔ پس اس لئے اس کا معنی ہے وہ ذات جو مغفرت میں اتنی تام و کامل ہے کہ مغفرت کے انتہائی اور آخری درجہ تک جس کی رسائی ہوتی ہے۔

ابو طلحہ نحوی فرماتے ہیں۔ مبالغے کے صیغے باہم متفاوت ہیں۔ اسی لئے فاعول اس شخص کو کہا جاتا ہے جس سے کثرت سے فعل صادر ہو اور فعال کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس کے لئے فعل پیشہ کی مانند بن جائے اور مفعول اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے لئے فعل آلہ کی مثل بن جائے اور فعیل اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے لئے طبیعت کی طرح بن جائے اور فعل اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے لئے فعل مرض کی طرح بن جائے۔

### الغنی

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنِي (۴۳۵)

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر تمہیں غنی کر دیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اس کا معنی ہے وہ جو کسی کا محتاج نہ ہو اور

سب اس کے محتاج ہوں اور امام غزالی فرماتے ہیں۔

مخلوق کے حق میں اس کا معنی ہے وہ جو اللہ کے سوا کسی سے حاجت طلب نہ

کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی شان تھی۔

[ (حوالہ ۴۳۵) سورہ الضحیٰ: ۸ ]

الغیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نام اقدس کو ابن خالویہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔  
ابن دحیہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم سے اس لئے موسوم ہیں کہ آپ تیز  
ہوا سے بھی زیادہ جود و کرم فرمانے والے تھے۔ اس اسم سے متعلق گفتگو آپ کے اسم  
الاجود کے تحت ہو چکی ہے۔

(غیث بارش کو بھی کہا جاتا ہے) کئی مرتبہ آپ نے استسقاء کی دعا فرمائی تو اسی  
وقت جود عام کی بارش برسی۔ آپ کے چچا ابوطالب آپ کی مدح میں کہتے ہیں۔

و ابيض يستقى الغمام بوجهه

ثم اليتامى عصمة للاراملی

## حرف فاء سے شروع ہونے والے اسماء

### الفاتح

اس اسم پاک کو ابن فارس، ابن عساکر اور امام نووی وغیرہم نے ذکر کیا ہے۔  
مقدمہ کتاب میں مذکور حضرت ابوالطفیل سے مروی حدیث اور حدیث اسراء میں وارد ہے۔

وَجَعَلَنِي فَاتِحًا وَخَاتِمًا (اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح اور خاتم بنایا ہے)  
امام عبدالرزاق نے المصنف میں معنی سے اور انہوں نے ایوب سے اور انہوں نے ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہا بعثت فاتحا وخاتما واعطيت جوامع الكلم وفواتحه (۴۳۶)  
مجھے فاتح اور خاتم بنا کر مبعوث فرمایا گیا اور مجھے جامع کلمات اور فواتح کلمات عطا فرمائے گئے۔

قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے فرمایا یہ اسم اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا گیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (۴۳۷)

اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے

[ (حوالہ ۴۳۶) مصنف عبدالرزاق حدیث: ۲۰۰۶۲ کشف الخفاء: ۱/۱۳۱ ]

[ (حوالہ ۴۳۷) الاعراف: ۸۹ ]



بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَاتِحُ الْعَلِيمُ (۲۳۸)

پھر ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا اور وہ فیصلے چکانے والا اور دانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حق میں فاتح کا معنی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمانے والا

ہے۔ (فتح بمعنی قضاء ہے) یا اس کا معنی رزق اور رحمت کے دروازوں اور مسدود امور کو

اپنے بندوں پر کھولنے والا ہے۔

یا بندوں کے دلوں اور آنکھوں کو قبول حق کے لئے کھولنے والا ہے یا اپنے بندوں

کی مدد کرنے والا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فاتح سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مخلوق

میں احکام خداوندی کے مطابق فیصلہ فرمانے والے ہیں اور آپ اللہ کے بندوں کو

شریعت اسلامی پر عمل کروانے والے ہیں۔

اور انہیں ظلم و تعدی سے روکنے والے ہیں۔ اور آپ ہی ہدایت و رہبری کے

ذریعے انسانیت کی بصر و بصیرت کو کھولنے والے ہیں اور بعض نے اس کی وجہ تسمیہ یہ

بیان کی ہے۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس امت کی رہبری و ہدایت

فرمائی۔ اس کے سبب آپ نے امت پر علم و معرفت کے وہ دریچے کھول دیئے جو ان پر

اس سے قبل بند تھے۔

جیسا کہ حضرت علی نے آپ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

”الفتاح لما استغلق الامر“

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بند امور کو کھولنے والے ہیں)

حضرت علی کا پورا قول اسم دافع کے تحت گزر چکا ہے۔

(یہ ابن دجیہ کے کلام کی تلخیص ہے)

(مصنف فرماتے ہیں)

المرقاۃ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم فاتح کے ساتھ موسوم کرنا اس لئے درست ہے کہ آپ فاتح الرسل یعنی تخلیق کے اعتبار سے اول رسل ہیں۔ (سب سے پہلے آپ کے نور کی تخلیق ہوئی) یا اس لئے آپ تمام شفاعت کرنے والوں کے لئے شفاعت کا دروازہ کھولنے والے ہیں۔ اسی معنی پر قرینہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں اسم فاتح اور اسم خاتم دونوں کو یکجا کر کے بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ دونوں اسم آپ کے اسم الاول اور اسم الآخر کی مانند ہوں گے اور ابن عساکر فرماتے ہیں۔

آپ کا نام فاتح اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب بلاد اسلام کو فتح

فرمایا۔

### الفارق

اس اسم پاک کو عرفی نے بیان کیا ہے۔ یہ اسم پاک تورات میں موجود تھا۔ اس کا معنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

### فارقلیطا

اس نام پاک کو عرفی اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ حرف حا کے تحت ابن عباس کا قول گزر چکا ہے کہ فارقلیط آپ کے ان اسماء میں سے ہے جو کتب قدیمہ میں پائے جاتے تھے۔ ابو نعیم نے فرمایا کہ ثعلب نے اس کا ضبط فاء کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کا معنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ ابو عبید البکری نے اس کا ضبط باء غیر صافیہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (یعنی باء پر الف لام داخل ہے)

اور فرمایا کہ یہ لفظ البارقلیط ہے اور اس کا معنی روح الحق ہے اور کرمانی کی غرائب

التفسیر میں ہے (اسمہ فی الانجیل فارقلیطا ای لیس بمذموم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجیل میں فارقلیطا نام تھا۔ یعنی وہ شخصیت جس کی

مذمت نہیں کی جاسکتی۔

### الفجر

اس نام پاک کو قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ ابن عطا نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”والفجر“ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کی ذات اقدس سے ایمان کی روشنی پھوٹی ہے۔

### الفرط

اس نام مبارک کو ابن دحیہ نے بخاری کی حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ (۴۳۹)

الفرط وہ شخص ہے جو سب سے پہلے پانی کے پاس جائے اور پانی پینے کے لئے آنے والوں کے لئے حوض کی نشاندہی کرے اور انہیں پانی پلائے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مثال بیان فرمائی ہے کہ آپ صحابہ کرام سے پہلے تشریف لے جا کر ان کے لئے وہ تمام سہولتیں مہیا فرمائیں گے جن کے وہ حاجت مند ہوں گے۔

ابو عبید نے اس کی تفسیر یہی بیان فرمائی ہے۔

اور مسلم شریف کی روایت بھی اس کی موافقت کر رہی ہے۔

جس میں ارشاد ہے۔

”أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْخَوْضِ“ (۴۴۰)

بعض علماء نے انا فرط لکم کا معنی انا امامکم (میں تمہارا پیشوا ہوں گا) بیان کیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی شفاعت کے لئے امت سے آگے تشریف لے جائیں گے۔

### الفصیح

اس نام مبارک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی کلام نہیں

[ (حوالہ ۴۳۹) فتح الباری: ۷/۳۷۷ ] [ (حوالہ ۴۴۰) مسلم الجہاد حدیث: ۱۰ الفہائل حدیث: ۴۵ ]

فرمایا۔ یہ فصاحت سے فعیل کے وزن پر ہے۔ فصاحت اور اس کے متعلقہ امور کا تذکرہ اسم الفصح العرب کے تحت گزر چکا ہے۔

### فضل اللہ

اسم نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور ماوردی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (۴۴۱)

(اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑے)

میں نے کئی اقوال نقل کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ فضل اللہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

### فلاح

اس کا تذکرہ عزنی نے کیا ہے اور فرمایا کہ یہ اسم زبور میں واقع تھا اور اس کی تفسیر ہے وہ ذات جس کے سبب اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم غیر عربی ہے کیونکہ لغت عرب میں فلاح فوز و نجات کو کہا جاتا ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

کلام عرب میں لفظ فلاح سے بڑھ کر کوئی لفظ خیر کا جامع نہیں اور بعید نہیں کہ یہ لفظ عربی ہو۔ اور آپ کو اس کے ساتھ اس لئے موسوم کیا گیا ہو کہ آپ میں خیر کی تمام صفات و خصائل جمع ہیں جو آپ کے علاوہ کسی اور میں مجتمع نہیں یا اس لئے کہ آپ فلاح کا سبب ہیں یا اس کے علاوہ اس کی مثل کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔

### فئة المسلمين

اس اسم سے متعلق عبارت کتاب سے ساقط ہے۔

[ (حوالہ ۴۴۱) النساء آیت: ۸۳ ]

## حرف ق سے شروع ہونے والے اسماء گرامی

### القائم

اس نام اقدس کو علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اور اسے اس آیت کریمہ سے اخذ کیا ہے۔

إِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ (۴۴۲)

عزفی فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسم قائم سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طاعت کا قیام فرماتے اور اس کی عبادت میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے قدم مبارک سوجھ جاتے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کے قائم فرمانے میں بڑی مشقتیں برداشت کیں۔ حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور چہرہ اقدس لہولہان ہو گیا۔

اور ابن دحیہ نے اس پر یہ آیت کریمہ پیش کی ہے۔

قُمْ فَأَنْذِرْ (۴۴۳)

کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی اہم کام پیش آتا تو قیام فرماتے تھے۔ کبھی منبر شریف پر کھڑے ہوتے اور کبھی کسی پہاڑ کی بلندی پر قیام فرماتے۔

[ (حوالہ ۴۴۲) الجن: ۱۹ ]

[ (حوالہ ۴۴۳) المدثر: ۲ ]

جیسا کہ احادیث مشہورہ سے آپ کا یہ عمل معلوم ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وَتَرَكَوكَ قَائِمًا (۴۴۳)

یعنی آپ کو خطبہ میں قیام کی حالت میں چھوڑ گئے۔

شیخین نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۴۴۰)

(اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ)

تو آپ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔

”اے فاطمہ ..... الحدیث (۴۴۶)

القائم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا معنی ہر شی کی نگہبانی فرمانے والا

ہے یعنی اسے رزق دینے والا اس کی حفاظت کرنے والا اور اس کے امر کی تدبیر فرمانے

والا۔ یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے۔ فلان قائم بامر ہذہ البلد (یعنی فلاں شخص

اس ملک کے نظام کو چلانے اور برقرار رکھنے والا ہے)

### قاسم

یہ نام عزنی اور ابن دجیہ نے بخاری کی اس حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (۴۴۷)

(میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے)

### قائد الخیر

اسم نام پاک کو میں نے ابن ماجہ کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو اسم الامام کے

[حوالہ ۴۴۴] (الجمعة: ۱۱)

[حوالہ ۴۴۵] (الشعراء: ۲۱۴)

[حوالہ ۴۴۶] (مسلم الایمان حدیث: ۳۵۰)

[حوالہ ۴۴۷] (بخاری: ۱/۷، ۱۰۳/۸، ۵۴/۹، ۱۲۵ دیکھئے فتح الباری (۱/۱۶۴))

تحت مذکور ہوئی ہے۔ اس کا معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کو اپنی امت کے پاس لاتے ہیں یا امت کو خیر تک پہنچاتے ہیں اور امت کی خیر پر رہنمائی کرتے ہیں۔

### قائد الغر المحجلین

یہ نام ابن عربی، قاضی عیاض اور ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔  
غراغر کی جمع ہے اور اغرا اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کی پیشانی میں سفیدی ہو اور المحجل اسے کہا جاتا ہے جس کی ٹانگوں میں سفیدی ہو اور اس سے مراد اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے کہ جن کے چہرے اور ہاتھ پاؤں قیامت کے روز آثار وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے۔ اس اسم پاک کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جنت کی طرف لے جانے کے لئے ان کے قائد ہوں گے۔  
صحیحین میں ہے۔

ان امتی یدعون الی الجنة یوم القیامة غرا محجلین من

آثار الوضوء (۲۳۸)

میری امت قیامت کے دن جنت کی طرف اس حالت میں بلائی جائے گی کہ وضو کے آثار کے سبب ان کے اعضاء چمک رہے ہوں گے۔

### القتال

اس اسم کو ابن فارس نے ذکر کیا ہے۔ الضحوک کے تحت حضرت ابن عباس سے مروی حدیث گزر چکی ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں اس نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موسوم کئے جانے کی وجہ آپ کی جہاد سے بہت محبت اور نیزہ بازی میں فسارعت ہے۔

### قثم

یہ نام پاک ابن فارس اور ان کے بعد کے علماء نے ذکر کیا ہے۔ ابو اسحاق العربی

[ (حوالہ ۲۳۸) بخاری: ۱/۲۶، فتح الباری: ۱/۲۳۵، ۱۲/۱۲۹، مسلم کتاب الطہارت حدیث: ۳۵ ]

نے غریب الحدیث میں اس نام کے بارے میں ایک روایت ذکر کی ہے اور امام دارمی نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا۔

انت قثم ونفسك مطبئنة (۲۴۹)

(آپ قثم ہیں اور آپ کا نفس مطبئنتہ ہے)

قثم کا معنی جامع الخلق ہے۔ قوم کا معنی بہت زیادہ جمع کرنے والا ہے۔

ابن دحیہ فرماتے ہیں اس کے اشتقاق میں دو معنی ہیں۔

۱- یہ القثم سے مشتق ہو اور القسم کا معنی عطا کرنا ہے جب کسی کو کوئی چیز دی

جائے تو کہا جاتا ہے۔

قثم من العطاء يقثم

حضور کو قثم سے موسوم کئے جانے کی وجہ آپ کا جو دو عطا ہے۔

۲- القثم سے مشتق ہو اور اس کا معنی جمع کرنا ہے۔ خیر کے جمع کرنے والے کو قثم

اور قثم کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خصال خیر، فضائل اور مناقب کے جامع تھے۔

## قدم صدق

علماء کی ایک جماعت نے اس نام اقدس کا تذکرہ کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (۲۵۰)

(اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے)

میں ”قدم صدق“ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (۲۵۱)

[حوالہ ۲۴۹) مناہل الصفاء ص ۲۶]

[حوالہ ۲۵۰) سورہ یونس: ۲]

[حوالہ ۲۵۱) تفسیر ابن کثیر ۴/۱۸۳]



ابن مردویہ نے الحارث کے واسطہ سے حضرت علی کا قول ذکر کیا ہے کہ ”ان لہم قدم صدق“ سے مراد محمد شفیع لہم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمانے والے ہیں اور عطیہ کے واسطہ سے ابوسعید سے بھی اس کی مثل قول مروی ہے۔

### قدمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسم پاک تورات میں موجود تھا جیسا کہ اسم ”اخرایا“ کے تحت گزر چکا ہے اور اس کا معنی سابق اول ہے۔

### القرشی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام مبارک ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ قرشی قریش کی طرف منسوب ہے۔ صحیح ترین قول کے مطابق نضر بن کنانہ کی اولاد قریش ہے اور نضر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ ابوعبیدہ معمر بن ثنی نے کنانہ کی اولاد میں سے صرف نضر بن کنانہ کی اولاد مراد لی ہے۔

### قریش کی وجہ تسمیہ

قریش کی وجہ تسمیہ میں درج ذیل اقوال ہیں۔

۱۔ انہیں قریش ان کی اجتماعیت کی وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ قریش کا معنی جمع کرنا

ہے۔

۲۔ ابوعبیدہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ قصی نے قبیلہ خزاعہ کے مقابلے کے لئے نضر کے تمام قبائل کو جمع کیا اور حرم پر غلبہ حاصل کر لیا۔ ان کی اس اجتماعیت کی وجہ سے انہیں قریش کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۳۔ بعض نے کہا کہ انہیں قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سامان تجارت کو ایک جگہ جمع کرتے اور اس کے بعد خرید و فروخت کرتے تھے۔

۴۔ بعض نے کہا قریش کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نضر بن کنانہ ایک خاص لباس پہن کر لوگوں کی مجلس میں آئے تو لوگوں نے کہا۔ قد تقرش فی ثوبہ (وہ اپنے لباس

میں سمٹ کر آیا) اسی سے قریش نام پڑ گیا۔

۵- ابن واقد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کو قریش کہنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ لوگ حرم شریف سے متفرق ہونے کے بعد حرم میں جمع ہو گئے تھے اس لئے انہیں قریش کہا گیا۔

۶- عبدالملک نے کہا یہ بات میں نے نہیں سنی البتہ میں نے یہ سنا ہے کہ قصی کو قرشی کہا جاتا تھا اور ان سے پہلے قرشی کے نام سے کوئی بھی موسوم نہ تھا۔

مبرد کہتے ہیں قرشی کے ساتھ سب سے پہلے موسوم ہونے والی شخصیت قصی ابن کلاب کی ہے اور شععی فرماتے ہیں۔ نضر بن کنانہ کو قریش کہا جاتا تھا اور انہیں قریش کہنے کی وجہ یہ ہے کہ تقریش کا معنی تفتیش ہے اور نضر بن کنانہ لوگوں کی ضروریات و حاجات کے بارے میں تجسس و تفتیش کیا کرتا تھا اور جسے حاجت مند پاتا اس کی اپنے مال سے حاجت بر آری کیا کرتا تھا اور اس کے بیٹے موسم حج میں اہل موسم کو جمع کرتے اور انہیں اپنی طاقت کے مطابق آرام و راحت پہنچاتے تھے۔

۷- ابن الانباری فرماتے ہیں۔

قریش لفظ تقریش سے ہے اور تقریش کا معنی تحریش (برا بیچنے کرنا) ہے۔

الزجاجی نے ابن الانباری کے اس قول کا انکار کیا ہے اور کہا ترقیش (بتقدیم الراء) کا معنی تحریش ہے۔

۸- زبیر بن بکار نے کہا۔

قریش بن بدر بن مخلد بن النضر کنانہ قبیلے کا تجارتی معاملات میں دلال تھا تو اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ قریش قافلہ قریش کے ہمراہ آیا اور اس کا باپ صاحب بدر (کچے کنویں والا) تھا۔ اسے بدر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے مقام بدر میں بدر (کچا کنواں) کھودا تھا۔

۹- ابن شہاب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ فھر بن مالک بن نضر کا نام قریش تھا یہ نام اس کی ماں نے رکھا تھا اور اس کا لقب فھر تھا۔ ابن شہاب کہتے ہیں قریش کی خواتین

اور ان کے علاوہ دیگر قبائل کی عورتوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ قریش فھر کی نسل سے پھیلے ہوئے ہیں اور جو شخص کسی نسبت سے بھی فھر سے متجاوز ہے وہ قریش میں سے نہیں۔

۱۰۔ المطر ز کہتے ہیں کہ

قریش قرش سے ماخوذ ہے اور قرش نیزوں پر نیزوں کے برسنے کو کہا جاتا ہے۔  
قریش چونکہ نیزہ بازی میں بڑے ماہر تھے اس لئے انہیں قریش کہا گیا۔

۱۱۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔  
قریش کو قرش سے موسوم کیا گیا ہے اور قرش ایک سمندری جو پایا ہے جو اپنی قوت کی بناء پر تمام بحری جانوروں کو کھا جاتا ہے۔

المطر ز کہتے ہیں سمندر میں ایک جانور ہے جس کو قرش کہا جاتا ہے اور وہ سمندری جانوروں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

اذا وقفت و اذا مشت مشت

لذالك قريش سادات الناس

جب قبیلہ قریش رکتا ہے تو تمام قبائل رک جاتے ہیں اور وہ جب چلتا ہے تو سارے قبائل چلنے لگتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ قریش لوگوں کے سردار ہیں۔  
ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کہ قریش کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ تو ابن عباس نے جواب دیا سمندری جانوروں میں سے ایک بڑے جانور کے نام پر قبیلہ قریش کا نام قریش رکھا گیا ہے۔ اس جانور کو قرش کہا جاتا ہے اور یہ جانور چھوٹے بڑے جس جانور کے پاس سے گزرتا ہے تو اس کو ہڑپ کر لیتا ہے۔ حضرت معاویہ نے فرمایا۔ اس پر کوئی شعر بطور استشہاد پیش کریں تو ابن عباس نے جمحی کے یہ اشعار پڑھے۔

قريش هي التي تسكن البحر      بهاسميت قريش قريشا

تاكل الغث والمين ولا      ترك فيه لذي الجناحين رميشا

هكذا في البلاد حسي قریش یا کلون البلاد اکلا کمیشا  
 ولهم آخر الزمان نبی یكثر القتل فيهم والخموشا  
 قریش سمندر میں سکونت پذیر ایک جانور ہے  
 اس کے نام پر قریش کو قریش سے موسوم کیا گیا ہے۔  
 اور یہ سمندری جانور سمندر میں رہنے والے ہر کمزور اور طاقتور جانور کو چٹ کر جاتا  
 ہے۔

بازوؤں والے جانوروں (مچھلیوں) کے لئے سمندر میں ایک پر بھی باقی نہیں  
 چھوڑتا۔

یونہی شہروں میں قبیلہ قریش کی مثال ہے  
 جو شہروں کو جلدی سے چٹ کر جاتے ہیں  
 ان کے ہاں آخر زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوں گے  
 جو کفار کو بکثرت قتل اور زخمی کریں گے۔

### القريب

اس اسم مبارک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور مزید اس پر کوئی بات نہیں کی۔ یہ  
 اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

### قیم

اس نام پاک کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ حدیث میں مروی ہے۔

انا قیم (۴۵۲)

(میں قیم ہوں)

قیم جامع کامل کو کہا جاتا ہے۔

(مصنف کہتے ہیں) میں نے اس اسم کو اسی طرح پایا ہے میں نے حدیث کو  
 روایت نہیں کیا۔ میرے خیال میں یہ لفظ قسم ثناء کے ساتھ ہے یہ تفسیر کے زیادہ مناسب

ہے۔ لیکن کتب انبیاء میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا۔

اللهم ابعث لنا محمداً به نقيم السنة بعد الفترة  
 اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے مبعوث فرماتا کہ ہم سنت کو بعد از  
 انقطاع دوبارہ قائم کر سکیں اور کبھی قییم قسم کے معنی میں آتا ہے۔  
 قییم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

انت قییم السموات والارض ومن فیہن (۴۵۳)

## حرف کاف سے شروع ہونے والے اسماء

### الکاف

اس اسم پاک کو ابن عسا کر نے مبہات القرآن میں بیان کیا ہے اور فرمایا کہ بعض لوگوں نے اس کا معنی بیان کیا ہے وہ ہستی جو تمام انسانوں کی طرف مبعوث کی گئی ہے۔  
(مصنف فرماتے ہیں)

یہ معنی درست نہیں کیونکہ کافہ غیر منصرف ہے جس سے فعل کے صیغے نہیں بنائے جاتے تو اسم فاعل کا صیغہ کیسے بنایا گیا؟  
اس کا صحیح معنی یہ ہے وہ ذات جو لوگوں کو معاصی سے روکنے والی ہے۔

### الکریم

اس نام پاک کو قاضی عیاض وغیرہ علماء نے ذکر کیا ہے۔  
اس سے قبل مذکور ہوا ہے کہ

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۲۵۳)

میں ایک قول کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا معنی احسان کرنے والا ہے۔  
اور بعض نے کہا اس کا معنی غفور ہے اور کچھ نے کہا یہ بمعنی علی ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا معنی خیر کثیر والا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام معانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صحیح

ہیں۔

[ (حوالہ ۲۵۳) التکویر: ۱۹ ]

کندیدہ

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام زبور میں پایا جاتا تھا۔ اس سے زائد کوئی بات نہیں کی۔

کھیص

اس اسم پاک کو بھی ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔

## حرف لام سے شروع ہونے والے اسماء

### اللسان

اس نام پاک کو ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے اور ابن دجیہ نے بھی ان کی اتباع کی ہے اور انہوں نے اس پر یہ آیت پیش کی ہے۔

هَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا (۴۵۵)

لسان کا معنی مصدق کے لفظ کی وجہ سے منسوب ہے اور اس کی تقدیر یوں ہے۔  
مصدق ذاللسان عربی (یہ کتاب عربی زبان والے کی تصدیق کرنے والی ہے)  
اور بعض نے کہا

یہاں پر لسان سے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔  
(انتہی ملخصاً)



## حرف میم سے شروع ہونے والے اسماء

### الماجد

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر مزید کوئی بات نہیں کی۔

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

صحاح میں مجد کا معنی کرم بتایا گیا ہے اور صفت کا صیغہ مجید اور ماجد آتا ہے۔

### مجد و کرم میں فرق

ابن سکیت فرماتے ہیں شرف اور مجد دونوں انسان کے ہاں آباؤ اجداد کی جانب سے آتے ہیں۔

رجل شریف و ماجد اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے آباؤ اجداد شرف و حسب سے متصف گزرے ہوں۔ البتہ کرم سے انسان بذات خود بھی متصف ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اس کے آباؤ اجداد کے لئے شرف ثابت نہ بھی ہو۔  
ہروی فرماتے ہیں۔

مجد کے بارے میں ابن سکیت کا مذکورہ قول درست نہیں کیونکہ ماجد اور مجید کی تعریف یہ ہے۔

جو شخص بذات خود شریف ہو اس کے افعال اچھے ہوں اور وہ فیاض اور کثیر العطاء ہو وہ ماجد و مجید ہے۔ ماجد اور مجید میں جلیل، وہاب اور کریم تینوں کے معانی جمع ہیں۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں۔ مجید بمعنی رفیع ہے اور اصحاب معانی کہتے ہیں۔  
مجید وہ ہے جو شرف، رفعت، کرم اور صفات محمودہ میں کمال درجہ پر فائز ہو۔

### الماحی

حدیث جبیر میں گزرا ہے کہ

وانا الماحی الذی یحو اللہ بی الکفر

(اور میں وہ ماحی ہوں جس کے سبب اللہ کفر کو مٹاتا ہے)

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ

مکہ اور بلاد عرب سے کفر کو مٹائے گا اور بعض روایات میں ”فی الارض“ کے الفاظ وارد  
ہیں۔ یعنی میرے سبب زمین میں کفر کو مٹائے گا۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کی امت کی سلطنت

کو ہر جگہ پہنچائے گا یا محو سے مراد عام ہے اور محو بمعنی ظہور و غلبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے  
دین کو روئے زمین پر ظاہر و غالب فرمائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۴۵۶)

(تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے)

حضرت جبیر سے ایک دوسری سند کے ساتھ مروی روایت میں سابقاً مذکور ہوا ہے

کہ آپ کے ماحی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب آپ کے غلاموں  
کے گناہوں کو مٹائے گا۔

### المامون

اس اسم پاک کو ابن عربی، عزنی، ابن سید الناس اور ابن دحیہ وغیرہ اہل علم نے

ذکر کیا ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں۔

حدثنا احمد بن سعيد بن فرقد، حدثنا ابراهيم بن المنذر

[ (جوالہ ۲۵۶) التوبہ: ۳۳ ]

الخزاعي، حدثنا الحجاج بن ذى الرقبة بن عبدالرحمن بن  
 كعب بن زهير بن ابي سلمى المزين عن ابيه عن جده قال:  
 خرج كعب وبحير بن زهير حتى اتيا ابرق العراق، قال بحير  
 لكعب اثبت في مخيبتنا في هذا المكان حتى اتي هذا الرجل  
 يعنى رسول الله صلى الله عليه وسلم واسمع منه فثبت كعب  
 وخرج بحير فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فعرض  
 عليه الاسلام فاسلم وبلغ ذلك كعباً فقال

حجاج بن ذى رقيبہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا کعب سے روایت کرتے ہیں  
 کہ کعب اور بحیر بن زہیر دونوں بھائی اپنے گھر سے نکل کر مقام ابرق العراق پہنچے تو بحیر  
 نے کعب سے کہا تم ہمارے خیمہ میں اسی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ میں اس شخص یعنی رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں تاکہ ان کی باتیں سنوں۔ پس کعب وہاں ہی  
 ٹھہرے رہے اور بحیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا۔ تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا جب یہ خبر کعب کو پہنچی تو  
 اس نے یہ شعر کہے۔

الا أبلغاعنى بحيرارسالة      علي اى شئ ريب غيرك ولكما  
 علي خلق لم تلف امار لاأبا      عليه ولم تدرك عليه اخالكما  
 سقاك ابوبكر بكأس روية      وانهلك المأمون منها وعلكا

میری طرف سے بحیر کو یہ پیغام پہنچا دو

کہ کون سی چیز پر تو غیر کا پیرو بن گیا اس نے تجھے کیا بتایا؟

تو نے ایسا مذہب اختیار کیا ہے جس پر تو نے نہ اپنی ماں اور نہ اپنے باپ کو پایا اور

نہ تو نے اس پر اپنے بھائی کو پایا۔

ابوبکر نے تجھے سیراب کرنے والا پیالہ پلایا۔

اور مامون (حضرت محمد) نے تجھے اس پیالہ سے پہلی بار اور دوسری بار پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کے یہ اشعار پہنچے تو آپ نے اسے مباح القتل قرار دیا اور اسی حدیث میں ہے کہ جب کعب اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا۔

کیا تم وہی ہو جس نے یہ شعر کہے تھے؟

پھر آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا وہ شعر پڑھو۔

حضرت ابوبکر آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچے۔

سقاك بها المامون کا سا رویۃ

تو کعب نے عرض کیا میں نے یوں نہیں کہا بلکہ میں نے اس طرح کہا ہے۔

سقاك ابوبكر وانهلك المامور منها وعلكا

ابوبکر نے تجھے پلایا اور مامور (حضور) نے تجھے پہلا اور دوسرا پیالہ پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مامون واللہ (اللہ کی قسم میں مامون ہوں)

ابن دحیہ فرماتے ہیں

اس حدیث کو صرف ابراہیم بن منذر نے اتصالاً روایت کیا ہے اور وہ ثقہ ہے۔

اور فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور (راء کے ساتھ) کے ساتھ اپنا تسمیہ پسند نہیں

فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دور کے لوگ مامور سے اس شخص کو موسوم کرتے تھے جو

اپنی جانب سے لوگوں کو باتیں بتایا کرتا تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ یہ شخص جنات کے حکم

سے باتیں بتاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں لیکن آپ نے

مذکورہ وجہ سے مامور کے تسمیہ کو اپنے لئے پسند نہیں فرمایا۔ جب کعب نے مامون (نون

کے ساتھ) کہا تو اس پر راضی ہو گئے اور اسے ثابت رکھا جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کی جانے والی وحی کی

بنیاد پر فرماتے ہیں اور آپ اپنے کہے پر مامون بھی ہیں اور اس پر امین بھی ہیں۔  
عزنی فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مامون کے ساتھ موسوم کئے جانے کی  
وجہ یہ ہے کہ آپ کی جہت سے کسی شرک کا خوف نہیں۔

### المبارک

اس اسم پاک کو ابن العربی، العزنی، نسفی اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر  
حضرت حسان کا یہ شعر پیش کیا ہے۔

صلی الاله ومن يحف بعرشه

والطيبون علی المبارک احمد

معبود رحمت نازل فرماتا ہے احمد مبارک پر

اور وہ فرشتے جو اس کے عرش کے گرد ہیں

اور پاکیزہ لوگ درود بھیجتے ہیں۔

عباس بن مرداس کا یہ قول بھی پیش کیا ہے۔

فأمنت بالله الذي انت عبده وخالفت من امسى يريد الهالكا

ووجهت وجهي نحو مكة قاصدا بايعة بين الاخشبين المباركا

نبى آتانا بعد عيسى بناطق من الحق فيه الفضل منه كذا الكا

میں اس اللہ پر ایمان لایا جس کے تم بندے ہو

اور میں نے اس شخص کی مخالفت کی جو ہلاکتوں کو چاہتا ہے۔

اور میں نے اپنا چہرہ اللہ کی عبادت کی غرض سے مکہ کی جانب پھیر دیا اور انخسبین

پہاڑوں کے درمیان میں نے مبارک ہستی کی بیعت کر لی۔ ہمارے پاس حضرت عیسیٰ

کے بعد ایسے نبی تشریف لائے ہیں جو حق بولتے ہیں اور ان میں فضل و احسان پایا جانا

ہے اور ان سے فضل و احسان ہی کا صدور ہوتا ہے۔

عزنی فرماتے ہیں کہ آپ کو اس اسم مبارک کے ساتھ موسوم کئے جانے کی وجہ یہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برکت اور ثواب کی زیادتی عطا فرمائی ہے اور آپ کے صحابہ کو

فضائل اعمال سے نوازا اور آپ کی امت کو سابقہ امتوں کے مقابلے میں زیادہ عزت و قدر سے شرف یاب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد

”وجعلنی مبارکاً ایما کنت“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔ ”نقاعا للناس“ یعنی میں جہاں کہیں بھی ہوں گا مجھے اللہ نے لوگوں کے لئے نفع بخش بنایا ہے۔

### المبشر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۳۵۸)

اور فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۳۵۹)

مبشر بمعنی بشیر ہے اور بشیر کا سابقاً ذکر ہو چکا ہے۔

### البلغ

اس نام اقدس کو ابن دحیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اخذ کر کے بیان کیا

ہے۔

فَاتِنَّا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ (۳۶۰)

تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (۳۶۱)

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے

اور مسلم کی حدیث میں ہے۔

[ (حوالہ ۳۵۸) الاحزاب: ۳۵ ]

[ (حوالہ ۳۵۹) الاسراء: ۱۰۵ ]

[ (حوالہ ۳۶۰) آل عمران: ۲۰ ]

[ (حوالہ ۳۶۱) المائدہ: ۶۷ ]

ان اللہ ارسلنی مبلغاً ولم یرسلنی متعنناً (۳۶۲)  
اللہ تعالیٰ نے مجھے مبلغ بنا کر بھیجا ہے اور مجھے تکلیف دینے والا بنا کر نہیں بھیجا۔

### المبین

اسماء پر گفتگو کرنے والے علماء کی ایک جماعت نے اس اسم پاک کا تذکرہ کیا

ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ (۳۶۳)

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ (۳۶۴)

مبین کا معنی ہے وہ ذات جس کا امر اور جس کی رسالت واضح اور جس کا حال ظاہر

ہے۔

یا مبین کا معنی وہ ذات جو اللہ کی طرف سے ملنے والے احکام اور پیغام کو لوگوں

کے سامنے کھل کر بیان کرنے والی ہے۔

مبین اللہ کے اسماء میں سے ہے جس کا معنی ہے وہ ذات جس کا امر اور جس کی

الوہیت واضح ہے۔ یا اس کا معنی ہے اپنے بندوں پر دینی و آخروی امور کو بیان کرنے

والا۔

### المتبتل

اس اسم پاک کو میں نے اس آیت کریمہ سے اخذ کیا ہے۔

وَتَبْتَلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (۳۶۵)

اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو کر رہو

[ (حوالہ ۳۶۲) مسلم الطلاق حدیث: ۳۵ ]

[ (حوالہ ۳۶۳) سورہ ابراہیم: ۸۹ ]

[ (حوالہ ۳۶۴) سورہ زخرف: ۲۹ ]

[ (حوالہ ۳۶۵) المزمل آیت: ۸ ]

المتبع

اس نام پاک کو میں نے اس فرمان خداوندی سے اخذ کیا ہے۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (۳۶۶)

میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۳۶۷)

اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

اور صحیح حدیث میں ہے۔

لو كان موسى حيا لها وسعه الا اتباعي (۳۶۸)

اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

المتربص

اس اسم پاک کو شیخ شمس الدین رھاوی نے اپنی تالیف ”فی رجال العمدۃ“ میں

بیان کیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے۔

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ (۳۶۹)

تو اب انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

(قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ) تر بص کا معنی انتظار ہے۔

المتقی

یہ نام قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا ہے۔

یہ اتقی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

[ (حوالہ ۳۶۶) آل عمران: ۳۱ ]

[ (حوالہ ۳۶۷) الاعراف: ۱۵۸ ]

[ (حوالہ ۳۶۸) مسند احمد: ۳/۳۷۸ ] صاحب مشکوٰۃ نے امام احمد کے علاوہ بیہقی کا بھی حوالہ دیا ہے کہ انہوں

نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

[ (حوالہ ۳۶۹) التوبہ: ۵۲ ]



المتمكن

اس نام پاک کو میں نے اس حدیث پاک سے اخذ کیا ہے جس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔  
وہ فرماتے ہیں۔

انبانا ابو القاسم بن بیان، اخبرنا ابو القاسم بن بشران، اخبرنا ابو علی بن الصواف، اخبرنا محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، حدثنا عبد اللہ بن مراد ابو عامر الاشعری، حدثنا عبد اللہ بن ادريس عن حرشن بن حرشن عن طلحة قال وجد في البيت كتاب فيه حجر منقور في الهدمة الاولى فدعى رجل فقراه فاذا فيه عبدى المنتخب المتمكن النيب المختار مولده بركة ومهاجرة طيبة لا يذهب حتى يقيم السنة العوجاء ويشهد ان لا اله الا الله

حضرت طلحہ فرماتے ہیں گھر میں ایک مکتوب ملا جو ایک بوسیدہ اور قدیم عمارت کی دیوار کے ایک پتھر پر کندہ تھا ایک شخص کو بلایا گیا پس اس نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا ”میرا بندہ منتخب، متمکن، نیب، مختار ہے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ اور مقام حجرت طیبہ ہے اور وہ دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے جائیں گے جب تک طریقہ کج کو سیدھا نہ کر دیں اور لا الہ الا اللہ کی شہادت کو عام نہ کر دیں۔“  
متمکن کا مطلب ہے جنہیں زمین میں قدرت حاصل رہی جن کی لوگوں نے اطاعت و اتباع کی اور جن کا دین غالب و مشہور ہوا۔

قرآن کریم میں اس اسم کے مناسب آیات موجود ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لِيُبَيِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمْ

الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمُ (۳۷۰)

تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی ہے اور یہ یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا۔ جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے۔

### المتوکل

اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔

آپ کا یہ نام تورات میں مذکور تھا جیسا کہ ”حرز الامین“ کے تحت گزرا ہے کہ انت عبدی ورسولی وسمیتک المتوکل (تم میرے بندے اور میرے رسول ہو اور میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے)

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (۳۷۱)

اور اللہ پر بھروسہ کرو۔

### توکل کا معنی

۱- ابن دحیہ نے فرمایا متوکل وہ ہے جو اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے جب اللہ تعالیٰ اس کو کسی کام کا حکم دے تو وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ، گھراہٹ اور بے صبری کے اٹھ کھڑا ہو جائے۔

۲- بعض نے کہا

توکل کا معنی اعتصام باللہ (اللہ پر اعتماد) ہے۔

۳- اور بعض نے کہا

توکل ہر حال میں تعلق باللہ (اللہ کے ساتھ تعلق) کا نام ہے۔

[ (حوالہ ۳۷۰) النور: ۵۵ ]

۴۔ بعض نے کہا

تدبیر نفس اور اچھائی و برائی کی قوت و قدرت سے جدائی اختیار کرنے کا نام توکل

ہے۔

### المجتبیٰ

مجتبیٰ بمعنی مصطفیٰ ہے۔ صحاح میں ہے اجتباہ ای اصطفاه یعنی اس نے اس کو

چن لیا۔

### المجیر

اس نام پاک کو ابن العربی اور ابن سید الناس نے ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس کے آخر میں حرف راء ہو (یہ لفظ مجیر ہو) اور یہ احتمال بھی ہے کہ راء کی بجائے حرف دال ہو یعنی یہ اسم المجید ہو۔

اول کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو جہنم سے بچائیں گے۔ اور ثانی مجد سے فعلیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔

### المحلل المحرم

ان دونوں ناموں کو ابن عربی، ابن دحیہ اور عزنی نے بیان کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم محلل و محرم اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحلیل و تحریم کا اختیار عطا فرمایا ہے یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا گیا ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (۴۷۲)

اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے

گا۔

[ (حوالہ ۴۷۲) الاعراف: ۱۵۷ ]

محمود

اس اسم پاک کو قاضی عیاض، عزنی اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ اسم پاک زبور میں پایا جاتا تھا۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں عبدالمطلب کے اس شعر میں بھی اس اسم پاک کا تذکرہ ہے۔

محمدا هو فی التوراة محمود

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی ہیں جو تورات میں محمود کے نام سے معروف

تھے۔

(مصنف فرماتے ہیں)

شاید یہ شعر عبدالمطلب کی بجائے ابوطالب کا ہے۔

ابن دحیہ کہتے ہیں حضرت ابن عباس سے مروی ایک متقطع حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں میں نام محمود ہے۔ اس حدیث کو ابو حفص موصلی نے اپنی کتاب ”وسيلة المتعبدين“ میں روایت کیا ہے۔

المخبث

یہ نام پاک میں نے ابن ماجہ کی اس حدیث سے اخذ کیا ہے جو اسم الاواہ کے تحت مذکور ہوئی ہے۔

صحاح میں اخبارات کا معنی خشوع و تواضع بتایا گیا ہے۔

المخبیر

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر کوئی مزید بات نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کا معنی واضح ہے کیونکہ آپ اللہ کی خبر دینے والے ہیں۔

المختار

اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ آپ کے مشہور اسماء

میں سے ہے۔

دارمی نے اپنی مسند میں کہا۔

حدثنا ابو عوانة عن عبد الملك بن عمر عن زكوان ابى صالح  
عن كعب قال فى السطر الاول محمد رسول الله عبدى البختار  
لافظ ولا غليظ ولا سخاب فى الاسواق ولا يحزى السيئة بالسيئة  
ولكن يعفو ويغفر مولده بهكة وحجرتة بطيبه وملكه الهشام

(۳۷۳)

حضرت کعب فرماتے ہیں (تورات کی) پہلی سطر میں لکھا ہوا تھا محمد اللہ کے رسول،  
میرے مختار بندے ہیں۔ نہ تند مزاج ہیں نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں آوازیں بلند  
کرنے والے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ درگزر فرمائیں گے اور معاف  
فرمائیں گے ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور مقام حجرت مدینہ طیبہ اور ان کا فلک شام  
ہے۔ مختار اختیار سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اختیار کا معنی اصطفاء (چننا) ہے جیسا کہ  
صحاح میں ہے۔ (۳۷۴)

المخلص، المدثر، المزمّل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ

يَا أَيُّهَا الْمُزْمَلُ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا (۳۷۵)

شیخین نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فترت وحی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میں چل  
رہا تھا اسی اثناء میں اچانک میں نے فضاء سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھائی تو

[ (حوالہ ۳۷۳) دارمی فی المقدمہ باب ثانی: ۱/۵ ]

[ (حوالہ ۳۷۴) صحاح میں فرمایا اختیار اور تخیر کا معنی اصطفاء ہے، ۲/۶۵۲ ]

[ (حوالہ ۳۷۵) سورہ مدثر: ۱، سورہ مزمل: ۱ ]

میرے سامنے وہی فرشتہ حاضر تھا جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ پس میں نے اس سے خوف محسوس کیا۔ میں نے اپنے گھر واپس آ کر کہا زملونی زملونی (مجھے چادر اوڑھا دو، چادر اوڑھا دو) اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ دثرونی دثرونی (مجھے چادر اوڑھا دو، چادر اوڑھا دو)

پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ (۴۷۶)

المدثر اور المزل یہ دونوں اسماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی مذکورہ حالت سے ماخوذ ہیں۔

جب بھی آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر یہ حالت طاری ہوتی۔ ان دونوں اسماء کا معنی کپڑے میں اپنے آپ کو لپیٹنے والا ہے۔ یعنی چادر اوڑھنے والا۔ یہ دونوں اسماء اصل میں متدثر اور متزل تھے۔ باب تفعّل سے اسم فاعل کے صیغے ہیں۔ متدثر میں تاء کو دال سے اور متزل میں تاء کو زاء سے بدل دیا گیا ہے اور پھر ایک حرف کو دوسرے حرف میں ادغام کر دیا گیا تو مدثر اور مزل بن گئے۔ ابو القاسم بن الورد کہتے ہیں۔

یا ایہا المدثر کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زملونی فرمانے کے بعد ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ منزل (کپڑا اوڑھنا) سے مقصود خوفزدہ انسان کا اپنے کو لاحق ہونے والی سردی سے بچانا ہے۔ کیونکہ خوف زدہ انسان کسی امر کے اقدام سے باز رہنے والے کی مانند ہوتا ہے۔ پس آپ سے خطاب تزل (اوڑھنے) کے مطلوبی معنی کے ساتھ فرمایا گیا کہ

یا ایہا المزل، المدثر دع هذا الدثار وخذ فی الانذار

اے منزل، مدثر اس اوڑھنے کو ترک کر دیجئے اور انداز میں مشغول ہو جائیے۔

[ (حوالہ ۴۷۶) البخاری: ۱/۴، ۴/۱۳۱، ۶/۲۰۱، ۲۱۲، ۸/۵۹ - مسلم الایمان حدیث: ۲۵۲ ]

اس طرح کا خطاب اس گھبراہٹ سے انس دلانے اور مامور بہ کے کر گزرنے پر اشتیاق دلانے اور جرأت پیدا کرنے کے لئے فرمایا گیا۔ جیسا کہ تم کسی آدمی کو کسی کام کے لئے بھیجو اور وہ خوفزدہ ہو کر گھر میں جا کر بیٹھ جائے تو تم اس سے کہو اے خوفزدہ انسان میں نے تجھے جس کام کے لئے کہا تھا اسے کر گزرو اگر تم اس کے بجائے یہ کہو۔ اے گھر میں بیٹھے رہنے والے تو وہ بیٹھا رہے گا لیکن جس وجہ سے وہ گھر میں بیٹھا ہے اسی سے آغاز خطاب کیا جائے تو یہ اس کے لئے زیادہ مانوسیت، زیادہ باعث امن و اطمینان اور اس میں جرأت پیدا کرنے میں زیادہ موثر و بلیغ ہوگا۔

### المذکر

یہ اسم پاک ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (۴۷۷)

(پس آپ نصیحت کر دیا کریں۔ آپ نصیحت کرنے والے ہیں)

یعنی میرے بندوں کو میری آیات یاد دلاؤ اور انہیں میرے براہین و دلائل کے ذریعے نصیحت کرو اور میرے پیغامات پہنچاؤ۔

### المرتجی

اس نام مبارک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر کلام نہیں فرمایا۔

یہ رجاء بمعنی امید سے اسم مفعول کا صیغہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی تو وہ ذات ہے کہ جن سے امیدیں وابستہ ہیں کہ آپ دکھ اور درد دور فرمائیں گے اور مصیبتوں کو ٹال دیں گے۔ سب سے بڑی مصیبت تو وہ ہے جو روز قیامت فیصلے کے وقت لوگوں کو پیش آئے گی۔ اس وقت مخلوق خدا کے واحد سہارا آپ ہی ہوں گے۔

[حوالہ (۴۷۷) الغاشیہ: ۲۱]

### المرتّل

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے ذکر کیا ہے۔

وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (۴۷۸)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

قرأت میں ٹھہراؤ اور ہر حرف کو بعد والے حرف سے جدا کر کے پڑھنے کو ترتیل کہا

جاتا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی

ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سورت کو تلاوت فرماتے تو اس میں ترتیل فرماتے

کہ وہ سورۃ اپنے سے لمبی سورۃ سے بھی لمبی ہو جاتی۔ (۴۷۹)

اور امام ترمذی نے یعلیٰ ابن مالک سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق پوچھا تو انہوں

نے ایک ایک حرف جدا کر کے قرأت فرمائی۔

### المرسل

اس نام پاک کو ابن العربی، العزنی، ابن دجیہ اور ابن سید الناس نے ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (۴۸۰)

اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں مرسل لفظ

رسالت سے مفعول کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

[حوالہ ۴۷۸) المزل: ۴]

[حوالہ ۴۹۷) مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین حدیث: ۱۱۱۸ لیبھقی: ۲/۴۹۰]

[حوالہ ۴۸۰) سورہ رعد: ۴۳]



## رسول اور مرسل میں فرق

رسول اور مرسل کے درمیان ابن دحیہ نے یہ فرق بیان فرمایا ہے کہ مرسل تابع فی الارسال کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ ایک مرتبہ بھی ارسال پایا جائے تو بھی کافی ہے جبکہ رسول پے در پے ارسال کا مقتضی ہے۔

### المرشد

اس نام پاک کو میں نے ابن قانع کی اس مروی حدیث سے اخذ کیا ہے جسے انہوں نے ”معجم الصحابة“ میں روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن خالد بن يزيد النيلي، حدثنا هاشم بن

القسم، حدثنا يعلى بن الاشدق، حدثنا حبيد بن ثور الهلالي

انه اسلم فاتي النبي صلى الله عليه وسلم

حميد بن ثور الهلالي نے بتایا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلی اللہ

عليه وسلم کی خدمت میں یہ شعر پڑھے:

اصبح قلبى من سليمى مقصدا      ان خطاء منها وان تعمدا

حتى ارا نار بنا محمدا      يتلو كتاب الله فينا مرشدا

فلم نكذب وخررنا سجدا      لعظى الزكوة ونقيم المسجدا

سليمى (محبوبہ) سے میرا دل متنفر ہو گیا

یہ اس کی جانب سے بغیر ارادے کے غلطی سمجھنے یا بالارادہ

حتیٰ کہ ہمارے پروردگار نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرایا۔

جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں رشد و ہدایت دینے کے لئے

پس ہم نے ان کی تکذیب نہیں کی ہم سجدے میں گر گئے

اور ہم زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

مرحمة

الحلیہ میں ابو نعیم نے حضرت ابن عباس کی حدیث سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بعثت مرحمة وملحمة ولم ابعث تاجرا ولا زراعا (۲۸۱)

مجھے جائے رحمت اور صاحب جہاد بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے اور مجھے تاجر اور کاشت کار بنا کر مبعوث نہیں فرمایا گیا۔

مرغمة

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ یہ ”صحاح جوہری“ میں اس مقام پر واقع ہے جہاں پر ”بعثت مرغمة“ کا بیان ہے۔ یہ حدیث مقطوع ہے اور اس کا معنی صحیح و مقبول ہے۔ مرغمة کا معنی ہے کفر کو حد درجہ ذلیل کر کے خاک میں ملانے والا رغام (بالفتح) مٹی کو کہا جاتا ہے۔

المزکی

اس نام پاک کو میں نے کئی آیات میں وارد اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے اخذ کیا ہے۔

(وَيُزَكِّيهِمْ) (۲۸۲)

یعنی اللہ کے رسول تمہیں شرک اور گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کرتے ہیں۔

المسبح

اس اسم کو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اخذ کیا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (۲۸۳)

[ (حوالہ ۲۸۱) حلیۃ الاولیاء: ۳/۲۷۲ حدیث بعثت مرغمة الصحاح: ۵/۱۹۳۵ ]

[ (حوالہ ۲۸۲) البقرة: ۱۲۹ ]

[ (حوالہ ۲۸۳) النصر: ]

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يكثر ان يقول في ركوعه وسجوده  
سبحانك اللهم وبحمدك اللهم اغفر لي يتاول القرآن (۲۸۴)  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں کثرت کے ساتھ سبحانک اللهم  
وبحمدک اللهم اغفر لی پڑھ کر قرآن پر عمل کرتے تھے۔

### الاستعید

اس اسم پاک کو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اخذ کیا ہے۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ (۲۸۵)

جب قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو

اور ارشاد ہے۔

وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ (۲۸۶)

اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے تو اللہ کی پناہ مانگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرأت کے وقت اور سفر میں پڑاؤ کی جگہوں میں بوقت

پڑاؤ اور ہر وقت شیطان اور اس کے وسوسہ اور قریب سے اور مخلوق کے شر سے استعاذہ

(پناہ مانگنا) معروف ہے جس کے متعلق صحیح احادیث وارد ہیں۔

بعض حضرات نے کہا کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بوقت قرأت استعاذہ

واجب تھا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہیں۔ استعاذہ کا مطلب اللہ کی

پناہ لینا ہے۔

[ (حوالہ ۲۸۴) فتح الباری: ۸/۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵، لیبھتی: ۲/۱۰۹، صحیح ابن خزیمہ حدیث: ۸۴۳ ]

[ (حوالہ ۲۸۵) انخل: ۹۸ ]

[ (حوالہ ۲۸۶) الاعراف: ۲۰۰ ]

المستغفر

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے۔ اس پر انہوں نے کوئی مزید بات نہیں کی۔ یہ اسم پاک فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (۲۸۷) وغیرہ آیات سے ماخوذ ہے۔

ابن سنی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں کلام کرنے سے پہلے سو مرتبہ  
”رب اغفر لی وتب علی انک انت التواب الرحیم“  
پڑھا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کا مطلب

(مصنف فرماتے ہیں)

اگر تم یہ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استغفار کا کیا مطلب ہے حالانکہ آپ تو بالا جماع کبار سے معصوم ہیں اور محققین کے ہاں تو صغائر سے بھی معصوم ہیں۔  
(فرماتے ہیں)

اس سوال کا کئی وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔

۱۔ استغفار سبقت گناہ کا مقتضی نہیں۔

۲۔ عاجزی، بندگی اور اعتراف تقصیر کے التزام کی بناء پر استغفار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے آپ کی عادت کریمہ تھی۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟ (۲۸۹)

کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

[حوالہ ۲۸۹) البخاری: ۲/۶۳، ۶۹/۸، ۱۲۳]

مسلم صفات المنافقین حدیث: ۸۹، ۸۰، ۸۱، الترمذی حدیث: ۴۱۲۔ النسائی فی اللیل باب: ۱۷ ابن ماجہ حدیث:

۴۱۹، ۱۳۰، مسند امام احمد: ۴/۲۵۵]

۳- آپ نے استغفار اس لئے کیا تا کہ سنت بن جائے اور آپ کی امت اس میں آپ کی اقتداء کرے۔

۴- استغفار اور توبہ میں ایک لطیف معنی پایا جاتا ہے اور وہ معنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی استدعا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر وقت استغفار و توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مزید محبت کی طلب اور استدعا ہے۔

### حدیث غین کا مطلب

(امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں) اگر تم یہ کہو کہ حدیث سلیم کا کیا معنی ہے؟ جس میں آپ فرماتے ہیں۔

انه ليغان على قلبي فاستغفر الله كل يوم مائة مرة (۳۹۰)  
میرے قلب پر ایسی کیفیات طاری ہوتی ہیں جن کی وجہ سے میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(مصنف فرماتے ہیں) لغت عرب کے امام اصمعی اور ابو عبیدہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کی تفسیر نہیں کی۔ اور اصمعی نے اعتراف عجز کے طور پر فرمایا۔

لو كان قلب غير النبي صلى الله عليه وسلم لفسرته واما قلبه

صلى الله عليه وسلم فلا ادري

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے قلب کا یہاں ذکر ہوتا تو میں اس کی تفسیر کرتا لیکن سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی حقیقت نہ میں سمجھ سکتا ہوں نہ مجھے اس بارے میں یارائے تکلم ہے۔ اسی طرح عارف ربانی حضرت جنید بغدادی نے بھی اعتراف عجز کرتے ہوئے کہا تھا۔

لو لا انه حال النبي صلى الله عليه وسلم لتكلمت فيه ولا يتكلم

عني حال الامن كان شرفا عليها وجلت حاله عن ان يشرف

[ (حوالہ ۳۹۰) مسلم الذکر حدیث: ۴۱ فتح الباری: ۱۱/۱۰ ]

علی نہایتہا احد من الخلق

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کا حال مذکور ہوتا تو میں اس میں گفتگو کرتا۔ حال کے بارے میں گفتگو کرنے کا حق اسی شخص کو حاصل ہے جسے حال پر پوری طرح آگاہی حاصل ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تو اتنا بلند و ارفع ہے کہ مخلوق میں سے کوئی اس کی نہایت پر آگاہ نہیں ہو سکتا۔

کچھ علماء نے اس کی تفسیر کرنے کی کوشش کی ہے۔

قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں۔

اصل میں ”غین“ ایک ایسی کیفیت ہے جو دل کو بالکل ڈھانپ نہیں لیتی بلکہ اس پر اس طرح چھا جاتی ہے جس طرح آسمان پر ہلکا بادل چھا جاتا ہے لیکن آفتاب کی شعاعوں کو روکتا نہیں پھر حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کیفیت دل پر سومرتبہ چھا جاتی ہے۔ بلکہ یہ تعداد استغفار کی ہے نہ کہ غین کی اور پھر اس غین سے مراد وہ قلبی غفلتیں، نفسانی خطرات اور سہو ہیں جو مداومت ذکر اور مشاہدہ حق کی راہ میں حائل ہوتی تھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشری تقاضوں، امت کی اصلاح، اہل کی کفالت و شفقت، دوست کی موافقت، دشمن کی مخالفت، نفس کی مصلحت، رسالت کی ذمہ داریاں اور حمل امانت وغیرہ سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس کے باوجود آپ ان تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہتے تھے لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بارگاہ صمدیت میں تمام مخلوق سے اعلیٰ و ارفع تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت سب سے زیادہ رکھتے تھے اور جب آپ کا قلب خالص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا اور آپ ہمہ تن وحدہ لا شریک لہ کی بارگاہ میں مصروف ہوتے تو آپ کی یہ حالت تمام حالات سے ارفع ہوتی تھی اور جب آپ کی اس حالت میں کوئی انقطاع واقع ہوتا اور اس حالت سے کسی بناء پر توجہ دوسری جانب کسی وقت مبذول ہو جاتی تو آپ اس کو انحطاط و نقصان خیال فرماتے تھے اور اس کی وجہ سے استغفار فرماتے تھے۔

بعض صوفیاء کرام نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی

امت سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ اس شفقت کی وجہ سے آپ کا دل پریشان ہوتا تو آپ امت کے لئے استغفار فرماتے۔

اور بعض نے فرمایا کہ غین سے مراد وہ طمانیت اور سکینہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر چھا جاتی تھی۔ طمانیت کے نزول کے وقت استغفار کرنا اپنی عبودیت اور اپنی عاجزی کے اظہار کے غرض سے تھا۔

### المسدد

اس اسم پاک کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے اخذ کیا ہے۔

اسدده لكل جميل

### المسعود

اس اسم مبارک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی بات مزید نہیں فرمائی۔

### المسلم المؤمن

پہلے اسم گرامی کو ابن عربی اور ان کے تبعین نے ان آیات سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (۴۹۱)

وَأَمْرٌ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ (۴۹۲)

صحیح حدیث میں دعائے افتتاح میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

حَنِيفًا مُسْلِمًا (۴۹۳)

دوسرے اسم پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے۔

[حوالہ ۴۹۱) الانعام: ۱۶۳]

[حوالہ ۴۹۲) یونس: ۷۲]

[حوالہ ۴۹۳) ابوداؤد الصلوٰۃ باب: ۱۱۹- التسانی الافتتاح باب: ۱۷- ابن ماجہ حدیث: ۳۲۱]

اس پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔

قاضی عیاض نے اسے ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ اس آیت سے ماخوذ ہے۔

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ (۴۹۳)

اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں۔

### تنبیہ

المومن اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جس کا معنی اپنے بندوں سے وعدہ پورا کرنے والا، اپنے قول حق کی تصدیق کرنے والا، اپنے مومن بندوں اور اپنے رسولوں کی تصدیق فرمانے والا ہے۔ اور بعض نے کہا اس کا معنی اپنی توحید بیان کرنے والا ہے اور بعض نے کہا اس کا معنی اپنے بندوں کو دنیا میں ظلم سے اور آخرت میں مومنوں کو اپنے عذاب سے امن دینے والا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی صحیح ہے کیونکہ آپ اپنے صحابہ اور اپنے ایمان لانے والوں کے لئے عذاب سے امن دینے والے ہیں۔

### المسیح

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر کوئی مزید بات نہیں کی۔ ایک حدیث میں آپ کی صفت ”مسیح القدیم“ گزر چکی ہے جس کا معنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے تلوے ہموار پر گوشت تھے۔ اس لئے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہا گیا ہے۔ لفظ مسیح کی تشریح میں بہت سارے اقوال بیان کئے گئے ہیں جن میں سے دس اقوال ایسے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس سے موافقت رکھتے ہیں۔



## لفظ مسیح کا معنی

۱- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مریض پر دست اقدس پھیرتے تو وہ شفا یاب ہو جاتا تھا۔ اس لئے انہیں مسیح فرمایا گیا اور یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی ہے۔ احد کے دن حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ کو ایک تیر آ لگا وہ زخمی ہو کر رخسار پر آ لگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے آنکھ کے باہر نکلے ہوئے ڈھیلے کو آنکھ کی جگہ واپس رکھ دیا۔ تو وہ درست ہو گئی اور دوسری آنکھ سے زیادہ روشن و حسین بن گئی۔ حضرت شرجیل جعفی کی ہتھیلی پر گلٹی تھی جس کی وجہ سے وہ تلوار اور اونٹ وغیرہ کی مہار نہ پکڑ سکتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ نبوت میں اس تکلیف کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس کے ساتھ مس کیا سو اس گلٹی کا اثر زائل ہو گیا۔

خیبر کے روز حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھوں میں لعاب دھن مبارک لگایا تو آشوب چشم کی تکلیف دور ہو گئی۔

۲- لغت میں مسیح کا معنی جمیل ہے۔ حضرت عیسیٰ کو ان کی خوبصورتی کی وجہ سے

مسیح کہا جاتا ہے۔

۳- مسیح کثیر الجماع کے معنی میں ہے۔ مرد جب اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو

مسحھا کہا جاتا ہے۔ اس معنی کو ابن فارس نے بیان کیا ہے۔

۴- اصمعی کہتے ہیں مسیح کا معنی صدیق (دوست) ہے۔

۵- مسیح لغت میں چاندی کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کو مسیح کہنے کی وجہ

یہ ہے کہ ان کی رنگت میں سرخی و سفیدی کی آمیزش تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت بھی ایسی ہی تھی۔ جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہوا ہے۔

۶- مطروزی کہتے ہیں کہ مسیح کا معنی تلوار ہے۔

۷- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تلوار کا معنی واضح ہے کیونکہ آپ ”سیف

اللہ“ (اللہ کی تلوار) تھے۔ جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ نیز آپ نے

شرک اور بتوں کی عبادت کا استصال اور بیخ کنی فرمائی ہے۔

۷۔ مسیح کا معنی ہے جو زمین کو طے کرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی مسافت طے کرتے ہوئے کبھی شام، کبھی مصر کبھی ایک مقام پر بھی دوسرے مقام پر ہوں گے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ساتوں آسمانوں اور ان سے اوپر کی بلندیاں طے کی ہیں۔

۸۔ مسیح کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے گناہوں کو مسح فرمایا یعنی انہیں گناہوں سے معصوم بنایا۔

۹۔ حضرت جبریل امین نے برکت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے مس کیا۔ یہ معنی ابو نعیم نے بیان کیا ہے۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰ پیدائش کے وقت یوں محسوس ہوتے تھے گویا وہ ممسوح بالمدھن (جسم پر تیل لگایا ہوا) ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسرور اور مختوم پیدا فرمائے گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیہ حضرت ام ایمن کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اٹھتے تو ان کے بالوں پر تیل لگا ہوا اور کنگھی کی ہوئی ہوتی تھی جبکہ ان کے اپنے بچے پر اگندہ سر ہوتے تھے۔

ابو عبید فرماتے ہیں۔

میرے خیال میں لفظ مسیح اصل میں شین کے ساتھ مشیح تھا بعد میں اس کی تعریب کی گئی ہے۔

### المشاوَر

اس اسم پاک کو میں نے اس آیت کریمہ سے اخذ کیا ہے۔

وَسَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۴۹۵)

(اور کاموں میں ان سے مشورہ لو)

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

[ (حوالہ ۴۹۵) سورہ آل عمران: ۱۵۹ ]

ما رأيت في الناس أحدًا أكثر مشورة لا صحابه من رسول  
الله صلى الله عليه وسلم (۳۹۶)

میں نے لوگوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے صحابہ سے مشورہ  
کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت حسین رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
سے مشورہ کے محتاج نہیں لیکن اس کے باوجود ان سے مشورہ فرمانے کا امر اس لئے فرمایا  
تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مشورہ کرنا سنت بن جائے اور لوگ اس میں آپ کی  
اقتداء کریں۔

قد علم الله انه ليس به اليهم حاجة ولكن اراء ان يستن به  
من بعده

(اور مصنف فرماتے ہیں)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ جنگ بدر،  
جنگ احد اور واقعہ افک کے مواقع اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ نے صحابہ  
کرام سے مشورہ فرمایا۔ مشورہ فرمانا آپ پر واجب تھا یا مستحب؟ اس بارے میں اہل علم  
کا اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ مشورہ کرنا آپ پر مستحب تھا۔

### المشفوع

اس اسم مبارک کا تذکرہ ابن وحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس پر انہوں  
نے مزید کوئی بات نہیں کی۔ اس اسم کا معنی مجھ پر واضح نہ ہو سکا کیونکہ یہ صیغہ شفاعت  
کے لفظ سے صحیح نہیں۔ شفاعت سے اسم مفعول کا صیغہ باب تفعیل سے مشفع آتا ہے۔

مشق

اس اسم پاک کا تذکرہ قاضی عیاض، ابن دحیہ اور متقدمین کی ایک جماعت نے فرمایا ہے۔ ہمارے شیخ امام شہنی نے اس کا ضبط میم کے ضمہ اور شین کے فتح، قاف مشدد اور آخر میں حاء مہملہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اور ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ لفظ حرف قاف کی بجائے حرف فاء کے ساتھ ہے اور فرمایا کہ یہ اسم، اسم محمد کے ہم وزن وہم معنی ہے کیونکہ سریانی زبان میں اشح کا معنی حمد ہے اور وہ کہتے ہیں ابن ظفر نے فرمایا کہ یہ اسم حضرت شیعاء (ذوالکفل علیہ السلام) کی کتاب میں واقع تھا جس کی عبارت درج ذیل تھی۔

عبدی الذی سرت بہ بہ نفسی انزل علیہ وحی فیظہر فی  
الامم عدلی ویوصیہم بالوصایا لا یضحک ولا یسمع صوتہ فی  
الاسواق یفتح العیون العور والاذان الاصم والقلوب الغلف وما  
اعطیہ لا اعطی احدا مشفق یحمد اللہ حمدا جدیدا یاتی من  
اقصى الارض یفرح البریة وسکانہا یہللون علی کل شرف  
ویکبرون علی کل رابیہ ولا یضعف ولا یغلب ولا یبیل الی  
الہوی ولا ینزل الصالحین الذین ہم کالقصبۃ الضعیفۃ بل  
یقوی الصدیقین وهو رکن المتواضعین وهو نور اللہ الذی لا  
یطفی اثر سلطانہ علی کتفہ

میرے بندہ خاص وہ ہیں جنہیں میں نے اپنی معیت عطا فرمائی ہے جن پر میں اپنی وحی نازل کروں گا۔ پس وہ لوگوں میں میرے عدل کا اظہار فرمائیں گے اور میرے احکام کی تبلیغ کریں گے اور وہ (عام لوگوں کی طرح) نہ ہنسیں گے۔ اور نہ بازاروں میں ان کی آواز سنائی دے گی (کیونکہ وہ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں) اور وہ (ہدایت سے) اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو (نور ہدایت کے لئے) کھول دیں گے اور جو کچھ میں انہیں عطا فرماؤں گا کسی کو بھی عطا نہیں کروں گا

اور وہ مشفق یعنی محمد ہیں جو میری جدید حمد کریں گے۔ زمین کے گوشہ گوشہ سے لوگ ان کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔ تمام مخلوق کو وہ فرحت و خوشی بخشیں گے اور زمین کے باسی ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے میری الوہیت کا اقرار کریں گے اور ہر وادی میں اترتے ہوئے میری کبریائی بیان کریں گے اور میرے وہ بندے نہ ضعیف ہوں گے اور نہ مغلوب ہوں گے اور نہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل ہوں گے اور نہ ان صالحین کو ذلیل کریں گے جو بانس کی مانند (کمزور) ہیں۔ بلکہ وہ صدیقین کو تقویت بخشیں گے اور وہ تواضع اختیار کرنے والوں کے سہارا ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں جس کو بچھایا نہ جاسکے گا۔ ان کی سلطنت و غلبہ کا نشان ان کے شانے پر ہوگا (یعنی ان کے شانے پر مہربوت ہوگی)

### مشہود

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شاهد و مشہود

علامہ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ اس آیت میں شاہد سے مراد دیگر انبیاء کرام ہیں اور مشہود سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور فرماتے ہیں اس پر دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے۔

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (۴۹۷)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت

[ (حوالہ ۴۹۷) سورہ آل عمران: ۸۱ ]

دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(مصنف فرماتے ہیں) مشہود سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے پر

دلیل وارد ہے۔

### مصدق

اس اسم مبارک کا تذکرہ ابن العربی اور العزنی نے کیا ہے۔  
عزنی کہتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نام سے موسوم اس لئے ہیں کہ آپ نے انبیاء سابقین اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ (۴۹۸)

اور جب ان کے پاس اللہ کے ہاں سے ایک رسول تشریف لائے جو ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتے ہیں۔

### المصطفیٰ

یہ اسم مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور اسماء میں سے ہے۔

اصطفاء صفوۃ سے ماخوذ ہے اور اصطفاء کا معنی چننا ہے اور صفوۃ کا معنی خلاصہ ہے۔

امام مسلم نے حدیث روایت کی ہے جس میں ارشاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کو چنا اور حضرت

اسماعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم

[ (حوالہ ۴۹۸) البقرة: ۱۰۱ ]

کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا۔ (۴۹۹)

### البصلح

یہ اسم پاک حرف تاء کے تحت گزر چکا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دین کی شرک و طغیان کی تیخ کنی کے ذریعے اصلاح فرمانے والے ہیں اور مخلوق خدا کی ہدایت کے ذریعے اصلاح فرمانے والے ہیں۔

### البصلی

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔

(اس کا معنی نماز ادا فرمانے والا ہے)

### البطاع

ابن دحیہ فرماتے ہیں اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسماء میں سے شمار کیا ہے۔ ان علماء میں الحریری بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مُطَاعٍ ثُمَّ أَمِينٍ (۵۰۰)

ایک قول کے مطابق یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (۵۰۱)

جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (۵۰۲)

[حوالہ ۴۹۹) الترمذی حدیث ۳۶۰۵ مسند امام احمد: ۳/۱۰۷- الشفاء: ۱/۳۲۶]

[حوالہ ۵۰۰) التکویر: ۲۱]

[حوالہ ۵۰۱) النساء: ۸۰]

[حوالہ ۵۰۲) سورہ آل عمران: ۱۳۲]

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (۵۰۳)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا اطَّعْنَا اللَّهَ وَاطَّعْنَا

الرَّسُولَ (۵۰۴)

جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔

### مطہر

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور فرمایا کہ اسے کعب نے ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا ضبط ہاء کے کسرة کے ساتھ اسم فاعل کا صیغہ ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو شرک کی آلودگیوں سے پاک فرمایا اور یہ بھی احتمال ہے ہاء کے فتح کے ساتھ اسم مفعول کا صیغہ ہو کیونکہ آپ کو ذاتی و معنوی اور ظاہری و باطنی لحاظ سے پاک رکھا گیا ہے۔

### البطیع

یہ اسم پاک ابن ماجہ کی اس حدیث پاک میں وارد ہے جو اسم الاواہ کے تحت مذکور ہوئی ہے۔ (۵۰۵)

### المعزز الموقر

ان دونوں مبارک اسموں کو ابن دجیہ نے قرآن کریم کی ان آیات سے اخذ کر کے

[حوالہ ۵۰۳) النساء: ۶۴]

[حوالہ ۵۰۴) الاحزاب: ۶۶]

[حوالہ ۵۰۵) سابقہ نمبر ۲۰۵ ملاحظہ کیجئے]



بیان کیا ہے۔

وَتُعْزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ (۵۰۶)

اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

اور ارشاد باری ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ (۵۰۷)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

تعزیر و توقیر اور تعظیم و تکریم واجب فرمادی ہے۔

تعزیر کا معنی تجلوہ ہے یعنی آپ کی تعظیم کرو اور بعض علماء نے اس کا معنی کیا ہے

تبالغوا فی تعظیمہ یعنی میرے حبیب کی تعظیم میں مبالغہ سے کام لو اور بعض نے کہا

اس کا معنی ہے ان کی مدد کرو۔

اس لفظ میں ایک قرأت راء کے بجائے زاء مشدد کے ساتھ عز سے ہے اور توقیر وہ

کا معنی تعظیوہ ہے یعنی ان کی تعظیم کرو۔

اللہ تعالیٰ نے امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر واجب فرمائی ہے اسی

لئے آپ کی مجلس مبارک میں آواز پست کرنے کا حکم ہے۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (۵۰۸)

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام فرمانے سے پہلے ترک کلام واجب فرمایا۔

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (۵۰۹)

[حوالہ ۵۰۶ (فتح: ۹)]

[حوالہ ۵۰۷ (الاعراف: ۱۵۷)]

[حوالہ ۵۰۸ (حجرات: ۲)]

[حوالہ ۵۰۹ (حجرات: ۱)]

اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

سہل بن عبد اللہ فرماتے ہیں۔

اس کا معنی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بولنے سے پہلے مت بولو اور جب

وہ بولیں تو ان کے ارشاد کو غور سے سنو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ تعظیم

و تکریم اور توقیر و تبجیل سے پیش آتے تھے۔

امام مسلم نے عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے

ہیں۔

ما كان احد احب الي من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا

احل في عيني منه وما كنت اطيق ان املاء عيني منه اجلا لاله

ولو سئلت ان اصفه ما اطقت لاني لم اكن املا عيني منه (۵۱۰)

کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب اور میری

آنکھوں میں آپ سے زیادہ جلالت و ہیبت والا نہ تھا اور میں آپ کی ہیبت کے سبب

سے آپ کی طرف آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے اگر مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا حلیہ شریف دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت اسامہ ابن شریک سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔

كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم ما يتكلم منا متكلم، كان

علي رؤسنا الرخم (۵۱۱)

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے تو ادب کے پیش نظر ہم میں سے کوئی

بھی بات نہ کرتا گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوتے۔

حضرت انس فرماتے ہیں۔

[ (حوالہ ۵۱۰) مسلم الایمان حدیث: ۱۹۲ ]

[ (حوالہ ۵۱۱) یہ حدیث مجھے نہ ملی ]

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ  
من البہاجرین والانصار وہم جلوس فیہم ابوبکر وعمر فلا  
یرجع الیہ احد منہم بصرہ الا ابوبکر وعمر فانہما کانا  
یظران الیہ وینظر الیہما ویتبسمان الیہ ویتبسم الیہما (۵۱۲)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف لاتے تو کوئی بھی ان  
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جسارت نہ کرتا البتہ ابوبکر صدیق اور  
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حضور کی نہایت شفقت و مہربانی کے باعث) آپ کو  
دیکھ لیا کرتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی طرف دیکھتے۔ اور وہ دونوں آپ  
کی مجلس میں تبسم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تبسم فرماتے۔

### البعصوم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (۵۱۳)

اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچالے گا۔

### البعطي

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

(اس کا معنی عطا فرمانے والا ہے)

### البعقب

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں

کی۔ یہ عین کے فتح اور قاف مشدد کے کسرة کے ساتھ عاقب کے معنی میں ہے کیونکہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے بعد تشریف لائے۔

[ (حوالہ ۵۱۲) الترمذی حدیث: ۳۶۶۸ ]

[ (حوالہ ۵۱۳) المائدہ: ۶۷ ]

المعلم

اسم مبارک کو ابن دحیہ اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

انبا بعثت معلما (۵۱۳)

مجھے معلم بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

المعلن

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے بیان کیا ہے اور اس پر مزید کوئی بات نہیں کی۔ ممکن ہے کہ انہوں نے یہ اسم پاک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے اخذ کیا ہو جو اسم الدامغ کے تحت گزرا ہے کہ المعلن الحق بالحق (حق کا حق کے ذریعے اعلان فرمانے والے)

المفضال المفضل

ان دونوں اسماء مبارکہ کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے دونوں پر کوئی مزید بات نہیں کی۔

پہلا اسم مبارک افضال سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور افضال کا معنی جو دو کرم ہے۔ اور دوسرے اسم پاک میں یہ احتمال بھی ہے کہ اسم فاعل کا صیغہ ہو باب افعال سے تو یہ مکرم کے معنی میں ہوگا۔ یعنی کرم فرمانے والے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہو۔ اس صورت میں اس کا معنی ہوگا جنہیں تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے۔

المقدس

اس نام مبارک کو قاضی عیاض، عزنی اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء کرام کی کتابوں میں اس اسم سے

[حوالہ ۵۱۳) ابن ماجہ حدیث: ۲۲۹]

موسوم فرمایا تھا۔ اور اس کا معنی ہے گناہوں اور ہر آلودگی سے پاک ذات، تقدیس کا معنی تطہیر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اس عیب و نقص سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں اور وہ حدوث کی علامات و آثار سے پاک ہے۔

### البقفی

یہ حضرت حذیفہ کی اس حدیث میں وارد ہے جو مقدمہ کتاب میں مذکور ہوئی ہے۔ یہ میم کے ضمہ اور قاف کے فتح اور فاء مشدودہ کے کسرة کے ساتھ ہے۔ یہ عاقب کی مانند ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہے وہ ذات جو اپنے سے پہلے انبیاء کرام کے آثار کی اتباع کرے۔

### مقیم السنة

اس اسم پاک کو قاضی عیاض، عزنی اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اسم پاک زبور میں مذکور تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کی تھی۔

اللهم ابعث لنا محبدا مقیم السنة بعد الفترۃ

اے اللہ ہمارے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرما جو سنت کو انقطاع کے بعد قائم فرمانے والے ہیں۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں تو رات میں یوں تھا۔

ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملة العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک ان کے سب کج رو ملت کو سیدھا نہ فرمادے۔ بایں طور کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں۔

اور ایک روایت میں ملت کے لفظ کی بجائے السنۃ العوجاء کا لفظ وارد ہے اور اسی سے اسم مذکور کو اخذ کیا جائے گا۔

سنت سے مراد طریقہ اور ملت سے مراد دین ہے اور دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ اقامت ملت اور اقامت سنت سے مراد اظہار اسلام ہے۔ ابن دحیہ کہتے ہیں۔

ملت عوجاء سے مراد ملت ابراہیمی ہے جس میں اہل عرب نے تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔

### المکرم

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نام سے اس لئے موسوم ہیں کہ آپ اپنے ہم مجلس کی سب سے زیادہ عزت فرمانے والے تھے۔

### المکین

اس نام پاک کو علماء کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے ذکر کیا ہے۔

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ (۵۱۶)

یہ مکانہ سے فعلیل کے وزن پر ہے اور اس کا معنی ہے وہ ذات جو اپنے خالق و مالک کے ہاں عظیم مرتبہ والی ہے۔

### المکی البدنی

ان دونوں اسماء مبارکہ کو ابن خالویہ اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ مکی مکہ کی طرف منسوب ہے کیونکہ مکہ مکرمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش و پرورش اور مقام بعثت ہے۔

[حوالہ (۵۱۶) التکویر: ۲۰]

اور مدنی مدینہ کی طرف منسوب ہے کیونکہ مدینہ منورہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دار  
ہجرت اور دار وصال ہے اور تورات میں تھا۔

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہو

گا۔

### المنادی

یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہے۔

اننا سبعا منا دیا ینادی للایمان (۵۱۷)

ہم نے سنا منادی کرنے والا باواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے۔

ابن جریج فرماتے ہیں۔

یہاں منادی سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اس قول کو ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔

### المنتخب

اس نام پاک کو عزنی نے ذکر کیا ہے۔

اس کا ورود الکشمکن کے تحت مذکور ہو چکا ہے۔

اس کا معنی المختار کی مانند ہے۔

### المنتصر

اس اسم مبارک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر کوئی مزید بات

نہیں کی۔

### المنحنا

اس نام پاک کو قاضی عیاض نے شفاء میں ذکر کیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

سریانی زبان میں اسم ہے۔ ابن اسحاق نے فرمایا یہ اسم پاک تورات میں مذکور تھا اور

[حوالہ (۵۱۷) آل عمران: ۱۹۳]

سریانی زبان میں اس کا معنی محمد ہے اور ہمارے شیخ امام شہنی نے اس کا ضبط میم کے ضمہ نون کے سکون اور حاء مہملہ کے فتح اور میم کے کسرة اور اس کے بعد نون مشددة مفتوحہ اور الف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن دحیہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے البتہ انہوں نے دونوں میموں کو مفتوحہ بتایا ہے۔

### المنذر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ (۵۱۸)

تم تو ڈرسانے والے ہو۔

یہ انذار سے آپ کا وصف ہے اور انذار سے مراد ابلاغ ہے اور ابلاغ تخویف علی حد بشارت کے ساتھ ہوتی ہے۔

### المنصف

اس نام پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ انصاف فرمانے والے تھے۔

### المنصور

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ان آیات سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ (۵۱۹)

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ (۵۲۰)

جو یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا۔

[حوالہ (۵۱۸) الرعد: ۷]

[حوالہ (۵۱۹) التوبہ: ۴۰]

[حوالہ (۵۲۰) الحج: ۱۵]



المنیب

اس اسم پاک کا ورود ابن ماجہ کی الاواہ الممتکن کے تحت مذکور حدیث میں واقع ہے اور یہ انابتہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور انابتہ کا معنی اطاعت کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

البہاجر

اس نام پاک کو ابن العربی، العزفی، ابن سید الناس اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

المہدی

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں شامل ہے۔ ابن دحیہ نے اس نام پاک پر حضرت حسان کے مرثیہ کے یہ اشعار پیش کئے ہیں۔

ما بال عينك لا تنام كانما كحلت ما قيها بسم الاسود  
جزعی علی المہدی اصبح ثاویا یا خیر من وطی الحصى لا تبعد  
تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے نیند ان سے اڑ گئی ہے گویا کہ سانپ کے زہر کا  
سر مہ ان پر لگایا گیا ہے۔

میری بے قراری ہدایت دینے والی اس ذات پر ہے جو قیام اختیار فرما چکی ہے۔  
اے روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل شخصیت دوری اختیار نہ فرمائیے۔

البہین

اس اسم پاک کو قاضی عیاض وغیرہ علماء کرام نے ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں۔  
اس اسم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
موسوم کیا ہے۔ غزوہ تبوک سے واپسی کے موقع پر حضرت عباس نے آپ کی مدح میں  
ایک قصیدہ پڑھ کر سنایا اور اس قصیدے میں انہوں نے آپ کو البہین کہا ہے۔  
اس قصیدے کے اشعار درج ذیل ہیں۔

من قبلها طبت فی الظلال و فی مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لابشر انت ولا مضعة ولا علق  
بل نطفة تركب السفين وقد الجسم نسرا واهله الغرق  
تنقل من صالب الى رحم. اذا مضى عالم بدا طبق  
حتى احتوى بينك المهيمن من خندق علياء تحتها النطق  
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق  
فنحن في ذلك الضياء وفي النور سبل الرشاد نخرق  
۱- دنیا میں تشریف لانے سے قبل آپ جنت کے سایوں میں حضرت آدم کی پشت  
میں طیب تھے۔

جہاں حضرت آدم پتوں کو اپنے جسم سے چپکاتے تھے (لباس بہشتی ان کے جسم  
سے الگ ہو چکا تھا)

۲- پھر آدم کی پشت میں زمین پر اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضعہ نہ علقہ تھے۔  
۳- بلکہ اس وقت آپ نطفہ تھے کہ وہ نطفہ (سام بن نوح کی پشت میں) کشتی  
نوح پر سوار تھا۔

ایسے حال میں کشتی پر سوار تھا کہ پانی نسربت تک پہنچ گیا تھا اور اس کے اہل یعنی  
بت پرست غرق ہونے کے قریب تھے۔

۴- اور وہ نطفہ پشت آباء سے ارحام امہات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

جب ایک عالم گزرتا تو دوسرا عالم ظاہر ہوتا تھا۔

۵- حتیٰ کہ آپ اپنے کاشانہ اقدس میں جلوہ افروز ہو گئے۔

اے مہيمن!

آپ کا وہ شرف جو آپ کے فضل پر شاہد ہے وہ اعلیٰ مکان خندق اے کے نسب سے

لـ خندق الیاس بن مضر کی بیوی کا نام ہے جو شرف نسب میں معروف تھیں۔ یہ لفظ ضرب المثل کے طور پر نسب  
عالی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نطق نطق کی جمع ہے نطق۔ بندہ کو کہا جاتا ہے اور یہاں پر بنی ہاشم کے علاوہ دیگر خاندان مراد ہیں  
جن کو کمر بند سے تشبیہ دی ہے۔ جو انسان کے وسط جسم میں باندھا جاتا ہے۔ (مترجم)

ہے باقی سب خاندان آپ کے خاندان کے تحت ہیں۔

۶- اے اللہ کے محبوب جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ساری زمین کا

چہرہ چہرہ روشن ہو گیا اور آسمان کے کنارے بھی آپ کے نور سے جگمگانے لگے۔

۷- اور ہم آپ کے اس ضیاء و نور میں ہدایت کے رستوں کو طے کر رہے ہیں۔

ان اشعار کو ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں نقل کیا ہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں۔ احتوی بیتک المہیمن میں حرف نداء محذوف ہے۔ اصل

میں یا ایہا المہیمن تھا۔

(مصنف فرماتے ہیں)

میں کہتا ہوں کہ مہیمن کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تسمیہ خود قرآن مجید میں

موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ

مُهِينًا عَلَيْهِ (۵۲۱)

ابن جریر نے حضرت مجاہد سے نقل فرمایا ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ مہیمننا علیہ

سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اس کا معنی ہے کہ آپ قرآن کے امین ہیں۔

ابن جریر فرماتے ہیں۔

اس قول کے مطابق آیت کریمہ کی تاویل یوں ہوگی۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ مُهِينًا عَلَيْهِ

(اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل فرمائی جو اپنے سے قبل کی کتب کی تصدیق

کرنے والی ہے۔ درآں حالیکہ آپ اس کتاب پر امین ہیں۔)

مصدقاً الكتاب سے حال ہوگا اور مہیمننا الیک کے کاف خطاب سے حال ہوگا اور

[حوالہ (۵۲۱) المائدہ: ۴۸]

کاف خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے اور علیہ کی ضمیر الکتاب کی طرف راجع ہے۔ (انتہی)

(مصنف فرماتے ہیں)

اس تاویل کے مطابق آیہ کریمہ میں لف تشریح مرتب ہوگا۔ مصداقاً حال اول راجع ہے الکتاب کی طرف اور مہیمننا حال ثانی راجع ہے الیک کے کاف خطاب کی طرف۔

### تنبیہ

المہمین اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور اس کا معنی شاہد، حافظ بقول بعض رقیب اور بقول بعض القائم علی خلقہ اور بقول بعض امین ہے۔ یہ لفظ اصل میں مؤمن تھا۔ ہمزہ کو ہا سے بدلا گیا ہے اور بعض نے کہا یہ اصل میں مؤمن تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے اور چوتھے اور پانچویں معنی کے اعتبار سے مہمین ہیں۔

### فائدہ

حضرت عباس کے قول وانت لما ولدت اشرفت الارض کی تائید حضرت عکرمہ کی وہ روایت بھی کرتی ہے جسے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں سورۃ الزمر کے تحت نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو پوری زمین جگمگا اٹھی۔ ابلیس نے کہا آج کی رات ایسے بچے کی ولادت ہوئی ہے جس نے ہمارے امر کو فاسد کر دیا ہے۔ شیطان کے چیلوں نے شیطان سے کہا تم اس بچے کے پاس جا کر اس کو دیوانگی میں مبتلا کر دو تو ابلیس (ان کے مشورے کے مطابق) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیجا جبریل امین نے ابلیس کو ایسا دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا۔

### المؤتمن

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی۔

## موصل

اس اسم پاک کا تذکرہ عزنی نے کیا ہے اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اسم پاک تورات میں تھا اور اس کا معنی مرحوم ہے۔

## المولیٰ

قاضی عیاض اور ابن ماجہ نے اس اسم پاک کو اس آیت کریمہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (۵۲۲)  
یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (کنز الایمان)  
بخاری کی حدیث میں ہے۔

و ما من مومن الا انا اولی به فی الدنیا والاخرۃ فمن ترك مالا  
فلیرثه عصبته من كانوا فان ترك دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا  
مولاه (۵۲۳)

میں ہر مومن کا دنیا و آخرت میں مولا ہوں۔ پس جو کوئی مال چھوڑ کر (وفات پا جائے) تو اس کے رشتہ دار اس کے مال کے وارث ہوں گے اور اگر وہ قرض یا عیال چھوڑ کر وفات پا جائے تو وہ (قرض خواہ اور یتیم بچے) میرے پاس آئیں پس میں اس کا مولیٰ ہوں۔

ابن اثیر فرماتے ہیں۔

مولیٰ کا لفظ سترہ معانی میں استعمال ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔  
اقرب، مالک، سید، معنق (آزاد کرنے والا) منعم، ناصر محبت، تابع، پڑوسی، چچا کا بیٹا، حلیف، عقد، سر، غلام، منعم علیہ (جس پر احسان کیا گیا ہو) معنق (آزاد شدہ) اور ہر وہ شخص جو کسی چیز کا ذمہ دار ہو یا اس کا نظام چلائے وہ اس کا ولی اور مولیٰ کہلاتا ہے۔

[حوالہ (۵۲۲) الاحزاب: ۶]

[حوالہ (۵۲۳) البخاری: ۳/۱۵۵، ۷/۱۳۵]

مولیٰ کے مذکورہ معانی میں سے اکثر معانی احادیث میں استعمال ہوئے ہیں۔ لہذا مقام محل کے اعتبار سے مولیٰ کا جو معنی مناسب ہوگا وہی مراد ہوگا۔ اس محل کے مناسب مولیٰ کے یہ معانی ہیں۔

سید، منعم، ناصر، محبت

مولیٰ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ مولیٰ ان تمام معانی میں سب سے زیادہ مالک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

### المؤید

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے اس آیت سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا (۵۲۳)

اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

ایدہ کا معنی قواہ ہے یعنی اللہ نے ان کو تقویت دی۔

### المیزان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ (۵۲۵)

اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ المیزان سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو

کتاب کے ذریعے لوگوں کے درمیان فیصلے فرماتے ہیں۔

اس قول کو محمود بن حمزہ الکرمانی نے کتاب غرائب التفسیر میں نقل کیا ہے۔

اس قول پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ الكتاب انزل کی وجہ سے منصوب ہے اور

المیزان مجرور ہے۔ مجرور کا منصوب پر عطف کیسے درست ہوگا؟

[حوالہ ۵۲۳ (التوبہ: ۴۰)]

[حوالہ ۵۲۵ (الشوریٰ: ۱۷)]

(مصنف نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے) کہ یہ قد انزل اللہ الیکم ذکر  
رسولاً کی طرح ہے یعنی جس طرح رسولاً سے قبل انزل محذوف ہے اسی طرح  
البیضان سے قبل بھی انزل محذوف ہے۔ اس تقدیر پر المیزان کا کلمہ منصوب ہوگا۔

### ماذماذ، مودمود، میذمیذ

پہلے اسم پاک کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ اسم پاک کتب قدیمہ  
میں مذکور تھا اور اس کا معنی طیب طیب ہے اور اس کا ضبط ہمارے شیخ امام شمشی نے میم  
کے فتح اور الف غیر مہموزہ اور ذال معجمہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

دوسرے اور تیسرے اسم پاک کو عزنی نے بیان کیا ہے اور دوسرے کے بارے  
میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ نام مبارک صحف ابراہیم میں مذکور تھا اور  
تیسرے کے متعلق فرمایا کہ یہ تورات میں موجود تھا۔

## حرف نون سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

### الناس

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے اس آیہ کریمہ سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (۵۲۷)

یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔

علماء کی ایک جماعت نے فرمایا یہاں خصوصیت کے طور پر الناس سے مراد حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ الناس (انسانوں) میں پائے جانے والے تمام خصائل

حمیدہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہیں جیسا کہ قشیری نے فرمایا ہے۔

### الناسخ

ایک غیر معتبر حدیث جس کو ابو مروان الطیسی نے نقل کیا ہے میں وارد ہے۔

انا الذی اسی فی السماء احمد وفی الارض محمد وفی البحار الباحی

وفی القيامة العاشر وفی الجنة الناسخ وفی النار العاقب (۵۲۸)

مجھے آسمان میں احمد، زمین میں محمد، سمندروں میں ماحی، قیامت میں حاشر، جنت

میں ناسخ، جہنم میں عاقب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ناسخ کا معنی واضح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت سے تمام

شریعتوں کو منسوخ فرما دیا ہے۔ علم اصول میں مختار مذہب یہی ہے کہ سابقہ شریعتوں میں

سے کوئی شریعت بھی مطلقاً ہمارے حق میں شریعت نہیں رہی۔ خواہ اس کے لئے کوئی ناسخ

[ (حوالہ ۵۲۷) النساء: ۵۳ ]

[ (حوالہ ۵۲۸) یہ حدیث مجھے نہیں ملی ]



وارد نہ بھی ہوا ہو۔

بعض کا قول ہے کہ اگر ہماری شریعت میں سابقہ شریعت کے کسی امر میں نسخ وارد نہیں تو وہ بھی ہمارے لئے شریعت ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں)

اس قول کے بارے میں ہمیں جو عقیدہ رکھنا واجب ہے اس کی میں نے حضرت شیخ الاسلام ذکریا المنادی کو یہ تشریح کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا ہمیں یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے مطلقاً سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ سابقہ شریعتوں کے کسی امر کے بارے میں ہماری شریعت میں نسخ وارد نہیں تو وہ بھی ہمارے لئے شریعت ہے۔ ان کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ سابقہ شریعتوں کے کسی امر کو ہماری شریعت نے اگر ثابت رکھا ہے تو وہ بھی ہمارے لئے شریعت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سابقہ شریعتوں کے بھی مکلف ہیں۔

تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ

مَا نَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ (۵۲۹)

الناشر

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے اور کعب احبار نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے دین کو پھیلایا اور آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ النشر اصل میں تازہ اور نرم ہوا کو کہا جاتا ہے۔

الناصب

اس اسم پاک کو ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں

[ (حوالہ ۵۲۹) البقرة: ۱۰۶ ]

کی۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ نصب سے ماخوذ ہو اور نصب راستوں کی ان علامات کو کہا جاتا ہے جن سے چلنے والے رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دین کی علامات مقرر فرمائی ہیں۔

لہذا اس کا معنی علامات دین مقرر کرنے والا ہو گا یا دین کو قائم کرنے والا ہو گا کیونکہ جب کوئی چیز کھڑی کی جاتی ہے تو نسبت الشيء کہا جاتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ اس آیت سے ماخوذ ہو فاذا فرغت فانصب یعنی دعا اور تضرع میں مشغول ہو جاؤ۔

### الناصح

یہ اسم پاک ابن دجیہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی مزید بات نہیں کی۔ یہ اسم انبیاء کرام کے اس قول سے ماخوذ ہے جو حدیث اسراء میں مروی ہے۔

مرحبا بالنبی الامی الذی بلغ رسالۃ ربہ ونصح لامتہ (۵۳۰)  
اس نبی اُمی کو خوش آمدید جس نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی۔

خطابی فرماتے ہیں۔

نصیحت ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس کے ذریعے خیر خواہی کئے جانے والے کے لئے وہ جمیع بھلائیاں مراد لئے جانے سے تعبیر کیا جاتا ہے جن کی کسی ایک کلمے کے ساتھ تعبیر ممکن نہ ہو۔ لغت میں نصیحت کا معنی اخلاص ہے۔

اور بعض نے کہا

نصیحت کا معنی ایسا کام کرنا ہے جس کے ذریعے موافقت اور درستگی پیدا ہو جائے اور یہ نصاح سے ماخوذ ہے اور نصاح اس دھاگے کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ کپڑے کی سلائی کی جاتی ہے۔

### الناصر

اس اسم پاک کا تذکرہ ابن دجیہ نے کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی کلام نہیں

کیا۔ اس کا معنی واضح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی مدد فرمائی اور اسلام کو تقویت بخشی۔

### النبی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ (۵۳۱)

اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (۵۳۲)

اے نبی! جہاد فرماؤ کافروں پر

ان کے علاوہ بہت ساری آیات میں یہ اسم پاک وارد ہے۔ رسول اور نبی کے معنی

میں سابقاً فرق بیان ہو چکا ہے۔

### لفظ نبی کی تحقیق

لفظ نبی میں دو لغتیں ہیں۔

۱- ہمزہ کے ساتھ نباء سے ماخوذ ہے اور نباء خیر کو کہا جاتا ہے اور نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی خبر دیتا ہے اور بعض نے کہا نبی واضح راستے کو کہا جاتا ہے۔ انبیاء کرام بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے راستے ہیں۔ بعض نے کہا کہ نبی کا معنی پہاڑ ہے۔ نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی حفاظت اور ان کے لئے جائے نجات ہیں۔ جن کے طفیل وہ ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں۔ جس طرح پہاڑ کی پناہ لیکر لوگ اپنی حفاظت کرتے ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے نبی کو نبی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نبی تمام لوگوں سے بلند و بالا مرتبہ کا مالک ہوتا ہے جس طرح کے پہاڑ باقی زمین کی نسبت بلند ہوتا ہے۔

۲- لفظ نبی میں دوسری لغت یہ ہے کہ اس کی یاء مشدد ہے اور اکثر علماء کا یہی قول

[ (حوالہ ۵۳۱) الانفال: ۶۴ ]

[ (حوالہ ۵۳۲) التوبہ: ۷۳ ]

ہے۔ بعض نے کہا مشد نہیں بلکہ مہموز مخفف ہے۔ ہمزہ کو یاء سے بدلا گیا ہے اور بعض نے کہا اس کی یاء واؤ سے بدلی ہوئی ہے اور یہ نبوة سے ماخوذ ہے اور نبوة زمین کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جو باقی زمین سے بلند ہو اور نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ نبی کا رتبہ اللہ کی جمیع مخلوق سے بلند ہوتا ہے۔ نافع نے پورے قرآن میں نبی کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے المستدرک میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا نبی اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لست بنبی اللہ ولكنی نبی اللہ (۵۳۳)

اس کا جواب یہ ہے کہ ذہبی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اگر اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو زید نے نقل کیا ہے کہ عربی لغت میں نبات من ارض الی اخری کا معنی ہے میں نے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کیا یعنی یہ جلاوطن کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

یا نبی اللہ میں یہ احتمال تھا کہ کہیں وہ شخص اس سے یہ مراد لے رہا ہو اے اللہ تعالیٰ کے جلاوطن کئے ہوئے جن کو ایک شہر سے نکال کر دوسرے شہر میں بھیجا گیا ہے۔ اس لئے لفظ نبی کے ساتھ نداء کرنے سے منع فرمایا گیا جیسا کہ مومنوں کو راعنا کہنے سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ یہود اس کے ذریعے آپ کو سب کرنے کا راستہ تلاش کرتے تھے۔

مسئلہ

اسنوی نے التہمید میں فرمایا ہے کہ

اگر کوئی نمازی نماز کے تشہد میں السلام علیک ایہا النبی کی بجائے السلام

علیک یا محمد یا ایہا احمد پڑھے اور اشہد ان محمدا عبدا ورسوله میں

رسولہ کی بجائے صرف اشہد ان محمدا عبدا پڑھے تو یہ ناکافی ہوگا کیونکہ اس

[حوالہ ۵۳۳) متدرک الحاکم: ۲/۲۳۱]

صورت میں نبوت و رسالت کی شہادت موجود نہیں اور اگر نبی کی جگہ رسول اور رسول کی جگہ نبی پڑھ لے تو علماء کے کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ناکافی ہے کیونکہ اذکار کے الفاظ توقیفیہ ہیں جیسا کہ سوتے وقت کی دعا میں وارد حضرت براء سے مروی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اذکار کے الفاظ توقیفیہ ہیں جن میں اپنی جانب سے کمی زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔

### نبی التوبة، نبی الرحمة، نبی المرحمة، نبی الملحمة، نبی الملاحم

پہلا دوسرا اور پانچواں نام حضرت حذیفہ کی اس حدیث میں وارد ہیں جو مقدمہ کتاب میں مذکور ہوئی اور تیسرا و چوتھا بھی حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیث میں وارد ہے جو کتاب کے مقدمہ میں مذکور ہو چکی ہے۔ مرحمتہ کا معنی رحمت ہے اور ملاحم ملامتہ کی جمع ہے۔ ان اسماء کی شرح حرف راء کے تحت ہو چکی ہے۔

### النجم الثاقب

اس اسم پاک کو قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ دونوں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد النجم الثاقب (۵۳۴) (سورہ طارق) کی تفسیر میں سلمیٰ نے فرمایا اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور حضرت امام جعفر صادق نے والنجم اذا ہویٰ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اور فرمایا نجم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب انور ہے اور ہویٰ کا معنی ہے کہ انوار الہی سے قلب انور میں کشادگی پیدا ہوئی اور غیر خدا سے انقطاع واقع ہو اور ثاقب کا معنی ہے پسندیدہ۔

### النذیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ (۵۳۵)

[حوالہ ۵۳۵) الحجر: ۸۹]

[حوالہ ۵۳۴) الشفاء: ۱/۲۲۵]

اور فرماؤ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا۔  
اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات میں یہ اسم مبارک وارد ہے۔  
صحاح میں فرمایا۔

النذیر والمنذر واحد (۵۳۶)

(نذیر اور منذر ایک ہیں)

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ بہ کمثل رجل اتی قوما فقال یا  
قوم انی رأیت الجیش وانی انا النذیر العریان فالنجاۃ فاطاعہ  
طائفة من قومہ فادلجوا وانطلقوا علی مہلہم فنجوا وکذبت  
طائفة منهم فاصبحوا مکانہم فصجہم الجیش فاهلکہم  
واجتاحہم فذالك مثل من اطاعنی واتبع ما جئت بہ ومثل من  
عصانی وکذب ما جئت بہ من الحق (۵۳۷)

میری اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس شخص کی  
مانند ہے جو کسی قوم کے پاس جا کر کہے۔

اے میری قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے (دشمنوں کے) حملہ آور لشکر کو دیکھا ہے  
اور میں کھلا ڈرانے والا ہوں! اپنی نجات کا سوچو۔ پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس  
کی بات تسلیم کی اور وہ رات کو ہی چلنے اور پیش قدمی کرنے لگا۔ پس وہ نجات پا گیا اور  
ان میں سے ایک گروہ نے اس کی تکذیب کی اور اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ پس لشکر نے ان پر  
حملہ کر دیا اور انہیں ہلاک کر دیا اور ان کی بیخ کنی کر دی۔ پس ایسے ہی ہے مثال اس شخص  
کی جس نے میری اطاعت کی اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس کی اتباع کی اور اس

[حوالہ ۵۳۶) الصحاح: ۲/۸۲۶]

[حوالہ ۵۳۷) البخاری: ۹/۱۱۵]

شخص کی مثال جس نے میری نافرمانی کی اور میرے ہمراہ لائے ہوئے حق کی تکذیب کی۔

### النذیر العریان

اس کا معنی بعض لوگوں نے بہت زیادہ کوشش سے ڈرانے والا کیا ہے۔ یہ کلمہ صداقت انذار کے مبالغہ میں بطور ضرب المثل استعمال ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اہل عرب میں جب کوئی ڈرانے میں تاکید کرنا چاہتا تو وہ اپنے جسم سے لباس اتار کر چیختا تھا۔

### النسیب

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے۔ اس پر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی۔ اس کا معنی اعلیٰ نسب والا ہے۔ شیخین نے حدیث ہرقل میں روایت کیا ہے۔

ہرقل نے ابوسفیان سے سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب کے بارے میں دریافت کیا تو ابوسفیان نے کہا وہ ہم میں اعلیٰ نسب والے ہیں۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے ان کے نسب کے بارے میں سوال کیا تھا اور تم نے کہا وہ ہم میں اعلیٰ نسب والے ہیں۔ انبیاء کرام اپنی قوم میں واقعی اعلیٰ نسب ہی بھیجے جاتے ہیں۔

عدانی نے اپنی مسند میں حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی

ولدتنی امی ولم یصنئ شیء من سفاح الجاہلیۃ (۵۲۸)

میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں سفاح سے نہیں۔

[ (حوالہ ۵۲۸) لمیہتی: ۱۹۰/۷ - مجمع الزوائد: ۲۱۳/۸ ]

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنی والدہ ماجدہ کے مجھے جننے تک اور مجھے  
سفاح جاہلیت میں سے کوئی چیز نہیں پہنچی  
کلبی فرماتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو ماؤں (داویوں، نانوں) کے  
حالات کو لکھا۔ میں نے ان میں سے کسی ایک کے اندر بھی نہ سفاح پایا اور نہ زمانہ  
جاہلیت کی کوئی چیز پائی۔

### نعمۃ اللہ

امام بخاری نے اپنی صحیح میں فرمایا۔

حدثنا الحمیدی، حدثنا سفیان، حدثنا عمرو بن عطاء عن ابن

عباس الذین بدلوا نعمۃ اللہ (۵۳۹)

واللہ کفار قریش

ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ کی نعمت کو بدلنے والے اللہ کی قسم کفار قریش ہیں۔

اور حضرت عمر نے فرمایا۔

اللہ کی نعمت کو بدلنے والے قریش ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔

اور یَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ يَنْكُرُونَهَا کی تفسیر میں سدی نے فرمایا کہ یہاں نعمت

سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے بارے میں کفار جانتے تھے کہ وہ نبی مرسل

ہیں۔ (۵۴۰)

اس قول کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔

### النقی

اس نام پاک کا تذکرہ ابن دحیہ نے فرمایا ہے اور اس پر انہوں نے مزید کوئی بات

نہیں کی۔

[ (حوالہ ۵۳۹) سورہ ابراہیم: ۲۸ ]

[ (حوالہ ۵۴۰) تفسیر طبری: ۱۰۶/۳ ]



صحاح میں ہے۔

النقی النضیف (۵۳۱)

یعنی نقی کا معنی نظیف ہے۔

### النقیب

اس اسم پاک کو اہل سیر وغیرہم نے اس حدیث سے اخذ کر کے بیان کیا ہے جسے ابن اسحاق نے السیرۃ میں نقل کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے عاصم بن عمر بن قتادۃ انصاری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابو امامۃ بن اسعد بن زرارۃ جو بنی نجار پر نقیب مقرر تھے کا وصال ہوا تو بنی نجار حضور کی خدمت میں جمع ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس شخص کے بارے میں جانتے تھے کہ ان کا ہمارے ہاں کیا مقام تھا؟ اب ان کی جگہ ہم میں سے کسی کو نقیب مقرر فرمائیے تاکہ وہ وہی فرائض انجام دے جو ابو امامۃ اسعد انجام دیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

انتم اخوالی وانا نقیبکم (۵۳۲)

تم میرے ننھیال ہو میں خود تمہارا نقیب ہوں۔

ابن وحیہ فرماتے ہیں نقیب کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

۱- قوم پر نگہبان

۲- امین

۳- ضامن و کفیل

لغت میں نقیب کا معنی واسع ہے اور نقیب قوم سے مراد وہ شخص ہے جو قوم کے احوال کی کھوج لگا کر ان کے مخفی احوال معلوم کرے۔

[ (حوالہ ۵۳۱) الصحاح: ۶/۲۵۱۳ ]

[ (حوالہ ۵۳۲) مستدرک الحاکم: ۳/۱۸۶ ]

النور

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۵۴۳)

(بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب)  
علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ یہاں نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَةٍ

ابن جبیر اور کعب احبار نے فرمایا۔

یہاں نور ثانی (کمشکوۃ) سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ آپ  
مرسل، مبین اور اللہ کی جانب سے نیر بین (واضح نور) کو نقل فرمانے والے ہیں۔  
کعب احبار فرماتے ہیں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے۔  
روشنندان (طاق) تو حضور کا سینہ شریف ہے اور فانوس قلب مبارک اور چراغ نبوت  
ہے جو شجر نبوت سے روشن ہے اور اس نور محمدی کی روشنی اس مرتبہ کمال ظہور ہے کہ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی کریں جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائیں۔  
جیسا کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مدح میں کہتے ہیں۔

لَوْلَمْ تَكُن فِيهِ آيَاتٌ مَبِينَةٌ

لَكَانَ مِنْظَرُهُ يَنْبُكَ بِالْخَبْرِ

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں واضح نشانیاں موجود نہ بھی ہوتیں تو تب بھی ان کو  
دیکھنا ہی تمہیں ان کے نبی ہونے کی خبر دیتا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

آپ کو نور سے موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا امر واضح اور آپ کی

نبوت روشن و ممتاز ہے اور آپ نے مومنین و عارفین کے قلوب کو قرآن کے ذریعہ روشن فرمایا۔

نور اللہ کے اسماء میں سے ہے اور اللہ کے حق میں اس کا معنی ہے۔ نور والا یعنی نور کا خالق اور انوار سے آسمانوں اور زمینوں کو روشن فرمانے والا اور مومنین کے قلوب کو ہدایت سے ضیا بخشنے والا۔

### نون

ابن عسا کر رحمہ اللہ تعالیٰ مبہمات القرآن میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے (ن والقلم) کی تفسیر میں فرمایا کہ نون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ نون اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

## حرف ہاء سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

### الہادی

اس اسم پاک کو علماء کی ایک جماعت نے اس فرمان الہی سے اخذ کر کے بیان کیا

ہے۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۴۳)

ہادی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور ہدایت کا اطلاق خلقِ اہتداء پر بھی ہوتا ہے اور اہتداء کی تخلیق صرف اللہ تعالیٰ کا وصف ہے۔ اسی لئے

وَإِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ (۵۴۵)

(بے شک یہ نہیں تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کرو)

میں اسی ہدایت کی نفی ہے اور ہدایت کا اطلاق لطف و مہربانی کے ساتھ رہبری کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ ہدایت کے اس معنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھی متصف ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی متصف ہیں۔ اور ہدایت کا اطلاق پکارنے پر بھی ہوتا ہے۔

یعنی ہر قوم کا ایک پکارنے والا ہوگا۔

### الہدی

اس اسم پاک کو علامہ نسفی نے بیان کیا ہے اور اس پر یہ آئیہ کریمہ پیش کی۔

[ (حوالہ ۵۴۳) الشوری: ۵۲ ]

[ (حوالہ ۵۴۵) القصص: ۵۶ ]

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ (۵۲۶)

بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی۔  
ہدیٰ مصدر ہے اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبالغہ کے طور پر موسوم کیا گیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان الله بعثني رحمة للعالمين وهدى للعالمين (۵۲۷)

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

فَإِنَّمَا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى (۵۲۸)

(پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے)  
ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اس آیہ کریمہ کے تحت مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ہدیٰ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (۵۲۹)

### الہاشمی

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے بیان کیا ہے۔ یہ ہاشم کی طرف منسوب ہے اور ہاشم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے والد گرامی تھے۔ ان کا نام عمرو تھا۔ ان کو ہاشم اس لئے کہا جاتا ہے عربی لغت میں ہاشم کا معنی ہے روٹیاں توڑ توڑ کر

[ (حوالہ ۵۲۶) النجم: ۲۳ ]

[ (حوالہ ۵۲۷) مسند احمد: ۲۶۸/۵ - طبرانی کبیر: ۲۳۲/۸ - مجمع الزوائد: ۳۰۵ و ۶۹/۵ - بیہقی نے فرمایا کہ اس

حدیث کو امام احمد و امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی مسند میں علی بن یزید ضعیف ہے۔ ]

[ (حوالہ ۵۲۸) البقرة: ۳۸ ]

[ (حوالہ ۵۲۹) درمنثور ۱/۶۳ میں علامہ سیوطی کہتے ہیں ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے

کہ اس آیت میں ہدیٰ سے مراد انبیاء و رسل اور بیان ہے۔ ]

شوربے میں ملانے والا۔ عرب میں ایک دفعہ قحط سالی کی وجہ سے شدید فاقہ کی نوبت پہنچی تو ہاشم اونٹ ذبح کر کے ان کے گوشت کو پکا کر سالن کے شوربے میں روٹیاں کوٹ کوٹ کر ٹرید بنا کر لوگوں کو کھلاتے تھے۔ اس لئے ان کو ہاشم کہا گیا جیسا کہ ابن الزبیری ہاشم کی مدح میں کہتا ہے۔

عمرو العلی ہشم الثرید لقومہ

قوم بمکہ مسنین عجاف

سنت الیہ الرملتان کلاہما

سفر الشتاء ورحلۃ الاصیاف

عمرو علی (عالی مرتبت ہاشم) نے اپنی قوم کے لئے ٹرید بنایا۔

قوم مکہ مکرمہ میں قحط زدہ لاغر تھی

انہی کی ایجاد کردہ ہیں دونوں سفر

یعنی موسم سرما میں سفر کرنا اور موسم گرما میں کوچ کرنا۔

ہاشم ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قریش کے لئے تجارت

کے دو سفر ایجاد کئے تھے۔

## حرف واؤ سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

### الواسط

اس نام مبارک کو شیخ ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور اس پر انہوں نے کوئی مزید بات نہیں کی۔ صحاح میں ہے کہ

فلان وسيط في قومه (فلاں شخص قوم میں وسيط ہے) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو نسب کے اعتبار سے اعلیٰ و افضل اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے بلند و ارفع ہو اور الواسط الجوہر اس موتی کو کہا جاتا ہے جو ہار کے موتیوں کے وسط (درمیان) میں ہوتا ہے۔ (۵۵۰)

ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم واسط النسب في قريش

لم يكن حيي من احياء قريش الا وقد ولدوه (۵۵۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں واسط النسب تھے۔ قریش کے ہر قبیلہ نے آپ کو جنا ہے یعنی قریش کے تمام خاندانوں سے آپ کا رشتہ تھا۔

### الواعد

اس نام مبارک کا تذکرہ ابن دحیہ نے کیا ہے اور انہوں نے اس پر کوئی مزید بات

[ (حوالہ ۵۵۰) الصحاح: ۳/۱۱۹۷ ]

[ (حوالہ ۵۵۱) طبقات ابن سعد: ۱/۲/۷ ]

نہیں کی۔ یہ وعید سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ وعید کا کلمہ جب مطلق بولا جاتا ہے تو خبر میں استعمال ہوتا ہے۔ شرکی وعید کے لئے قرینہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

### الواعظ

اس اسم پاک کو ابن دجیہ نے اس فرمان الہی سے اخذ کر کے بیان کیا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ (۵۵۲)

تم فرماؤ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔

ابن فارس کہتے ہیں وعظ کا معنی خوف دلانا ہے اور خلیل کہتے ہیں وعظ سے مراد خیر

اور ہر اس چیز کا ذکر کرنا ہے جس کی وجہ سے دل میں رقت طاری ہو جائے۔

### الوسيلة

جوہری کہتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے صاحب مرتبہ کا

تقرب حاصل کیا جاسکے اور اس تک رسائی حاصل کی جاسکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مخلوق کے لئے رب تک پہنچنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں۔

### الوفی

اس نام پاک کو ابن دجیہ نے بیان کیا ہے اور اس پر کوئی مزید بات نہیں کی۔ یہ

وفاء سے فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب

سے زیادہ ایفاء عہد فرمانے والے اور سب سے زیادہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے والے

تھے۔

خاتمی فرماتے ہیں:

اہل ادب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عرب شعراء کے اشعار میں سب سے زیادہ

سچا شعروہ ہے جس کو ابویاس الدولی نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا

ہے۔



وما حملت من ناقة فوق رحلها

ابرو اوفى فى ذمة من محمد

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کسی سچے اور کسی وعدہ وفا کرنے والے کو نہیں اٹھایا۔

حدیث ہرقل میں ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ کیا وہ عہد کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ابوسفیان نے کہا نہیں۔ (۵۵۳)

اخبرنى ابو عبد الله الحلبي اجازة مكاتبة عن الصلاح بن ابى

عمر عن ابى الحسن السعدى، اخبرنا ابوطاهر الخشوعى اجازة،

اخبرنا الحسين بن محمد البلخى اجازة، اخبرنا ابو الفضل بن

خيرون، اخبرنا خالى ابو على قراءة، اخبرنا ابو عبد الله بن

العلاف، اخبرنا القاضى عمر بن الحسن الاشنانى، اخبرنا جعفر

بن محمد بن مروان، حدثنا ابى، حدثنا عبيد الله بن الزبير

عن ابى حنيفة عن ابى حنيفة عن رجل من محارب انهم نزلوا

الى جنب المدينة فاشترى منهم رسول الله صلى الله عليه

وسلم جزورا بوسق من تمر فلما ذهب بها وتوارى فى بيوت

المدينة قالوا اعطينا رجلا لا نعرفوه فقالت عجوز منهم لقد

رأيت وجه رجل ما كان الله ليلبسه غدرا فما كان إلا ان

ارسل اليهم فدعاهم ثم امر بالتمر فبسط على تطعم ثم قال كلوا

فاكلوا حتى شبعوا ثم اوفاهم تمرهم فقالوا ما رايناك اليوم فى

الوفاء (۵۵۳)

ابو حمزہ نے محارب کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا ہم نے دوران

[ (حوالہ ۵۵۳) البخاری، فتح الباری: ۱/۴۲ ]

[ (حوالہ ۵۵۳) یہ حدیث مجھے نہیں ملی ]

سفر مدینہ منورہ کے ایک کنارے پر پڑاؤ ڈالا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک اونٹ کھجوروں کے ایک وسق (ایک مقدار ہے) کے بدلے خریدا۔ آپ جب اونٹ لیکر واپس ہو گئے اور مدینہ منورہ کے مکانات میں اوجھل ہو گئے تو ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے اونٹ ایک ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں تو ان میں سے ایک بڑھیا بولی میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مبارک چہرے کو دھوکہ دہی کا لباس پہنانے والا نہیں۔ پس تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اس قافلے والوں کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں بلایا۔ (جب وہ لوگ آپ کی خدمت میں پہنچے) تو آپ نے ان کے لئے دسترخوان پر کھجوریں چننے کا حکم دیا اور پھر فرمایا کھاؤ۔ پس انہوں نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کے اونٹ کے ثمن کی پوری کھجوریں ادا فرمادیں۔ تو وہ بولے ہم نے آج تک آپ جیسا ایفاء عہد کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

### تنبیہ

یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے ہے جن کے ساتھ اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسوم فرمایا ہے۔

### الولی

اس اسم پاک کا تذکرہ قاضی عیاض اور ابن دجیہ وغیرہما علماء نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (۵۵۵)

تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے۔

ولی معنی کے اعتبار سے مولیٰ کے قریب ہے اور یہاں پر ولی بمعنی ناصر، والی،

متوالی، امت کی مصلحت فرمانے والے اور ان کی کفالت فرمانے والے ہے۔

[ (حوالہ ۵۵۵) سورہ المائدہ: ۵۵ ]

یہ اسم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ (۵۵۶)

وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا (۵۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کی نصرت و مدد اور ان کی کفایت و مصالح کا متولی ہے۔

[حوالہ ۵۵۶) الشوریٰ: ۲۸]

[حوالہ ۵۵۷) البقرة: ۲۵۷]

## حرف یاء سے شروع ہونے والے اسمائے گرامی

### الیتیم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (۵۵۸)

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

عزنی نے اپنی مولد میں بیان کیا ہے کہ عبد بن وہب بن منبہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سابقہ کتب میں پائے جانے والے اسماء میں سے محمود، امین، صادق اور یتیم تھے اور ایسے ہی قاضی عیاض نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسم یتیم سے کتب قدیمہ میں موصوف تھے۔

### یس

اس اسم پاک کو ایک مخلوق نے بیان کیا ہے اور ابو طفیل کی مقدمہ کتاب میں مذکور حدیث میں بھی اس نام پاک کا تذکرہ موجود ہے۔  
امام بیہقی دلائل النبوة میں فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ، حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا احمد بن عبد الجبار، حدثنا وكيع عن اسباعيل الازرق عن ابن عمر عن محمد بن الحنفية قال يس محمد صلي الله عليه وسلم (۵۵۹)

[ (حوالہ ۵۵۸) واضحیٰ: ۶ ]

[ (حوالہ ۵۵۹) دلائل النبوة: ۱/۱۷۵ ]

محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ یسین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لیکن سھیلی فرماتے ہیں۔

اگر یس اسم ہوتا تو ضمہ کے ساتھ یاسین ہونا چاہئے تھا جیسا کہ یوسفُ ایہا

الصِّدِّيقُ (۵۶۰) میں ہے۔

ابن وحیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ہونا ضروری نہیں کیونکہ کلبی

نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور حرف نداء محذوف ہے۔

(فصل)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیتوں کا بیان

ابو القاسم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ترین کنیت ابو القاسم ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لسقوا باسني ولا تكنوا

بكنيتي فاني انا ابو القاسم اقم بينكم (۵۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے نام کے مطابق نام رکھو اور میری کنیت کے مطابق کنیت مت رکھو میں ابو القاسم ہوں تمہارے درمیان (اللہ کی نعمتیں) تقسیم کرتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ابو القاسم کی کنیت اس لئے اختیار فرمائی کہ آپ امت میں اللہ کی نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں۔

قاسم جنت

عزنی کہتے ہیں وزیر ابوالحسن سلام بن عبد اللہ باہلی نے اپنی کتاب ”الذخائر والاعلاق فی آداب النفوس ومکارم الاخلاق“ میں فرمایا۔

لانه يقسم الجنة بين اهلها يوم القيامة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم اس لئے ہیں کہ آپ قیامت کے دن جنتیوں

[ (حوالہ ۵۶۱) مسلم کتاب الاداب حدیث: ۳ ]

کے درمیان جنت تقسیم فرمائیں گے۔

اور جمہور علماء جن میں اہل سیر بھی شامل ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کنیت اپنے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے اختیار فرمائی تھی۔ حضرت قاسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی اولاد بھی ہیں اور آپ کی اولاد میں سب سے پہلے وفات پانے والے بھی حضرت قاسم ہی ہیں۔

مذکورہ حدیث کے ظاہر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی کنیت کے مطابق کنیت اختیار کرنا مطلقاً حرام ہے اور ہمارے مذہب کی صحیح ترین روایت بھی یہی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ حضور کے وصال کے بعد یہ کنیت اختیار کرنا جائز ہے۔ نہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے خاص تھی۔ اس قول کو امام نووی نے مسلم کی حضرت انس سے مروی حدیث کی بناء پر پسندیدہ قرار دیا ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک شخص نے دوسرے شخص کو ”یا ابا القاسم“ کہہ کر پکارا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پکارنے والے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری مراد آپ نہیں۔ میں تو فلاں شخص کو پکار رہا تھا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

تسبوا باسبی ولا تکنوا بکنیتی (۶۵۲)

میرے نام کے مطابق نام رکھو اور میری کنیت کے مطابق کنیت نہ رکھو۔

امام ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔

یا رسول اللہ ارایت ان ولدلی بعدک اسبیہ محمدا واکنیہ

بکنیتک؟ قال نعم (۵۶۳)

یا رسول اللہ آپ کی کیا رائے ہے اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہو

جائے تو اس کا نام محمد رکھوں اور اس کی کنیت آپ کی کنیت کے مطابق رکھوں؟

حضور نے فرمایا: ہاں۔

[ (حوالہ ۵۶۲) مسلم کتاب الاداب حدیث: ۱ ]

[ (حوالہ ۵۶۳) ترمذی حدیث: ۲۸۴۳ ]

اس حدیث کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

آپ کی کنیت پر کنیت رکھنے کی نہیں اس لئے تھی کہ کسی دوسرے کو بلائے جانے کی صورت میں آپ کو بلاوے کا جواب دینے کی اذیت نہ اٹھانی پڑے اور اس سبب سے منافقین آپ کو اذیت دینے کی راہ پاتے اور یہ سبب آپ کے وصال کے بعد باقی نہیں رہا۔ اس لئے آپ نے اپنے نام پر نام رکھنے کی نہیں فرمائی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کے ساتھ آپ کو نداء دینے سے منع فرمایا اور تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کے صرف اسم محمد اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کرنا حرام ہے۔

علامہ رافعی نے مسند امام احمد کی حدیث کے مطابق اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

مسند امام احمد میں حضرت جابر سے مرفوعاً روایت ہے۔

من تسبی باسبی فلا یتکنی بکنیتی (۵۶۳)

میرے نام پر نام جس نے رکھا تو وہ میری کنیت پر کنیت نہ رکھے۔  
علامہ سبکی کہتے ہیں۔

ہم آپ کی کنیت پر کنیت رکھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

اس سے تکنیت اور تکنی دونوں کا حرام ہونا مراد ہے۔ تکنیت سے مراد لفظ کا ذات کے لئے وضع کرنا ہے اور تکنی سے مراد ذات کا اس لفظ کو اپنے لئے قبول کرنا ہے۔ لہذا انسان پر ابوالقاسم کنیت رکھنا بھی حرام اور اگر دوسرا کوئی شخص اس کی کنیت ابوالقاسم رکھے تو اس کو قبول کرنا بھی حرام ہے۔

### اشکال

امام نووی اکثر ابوالقاسم الرافعی کا اطلاق فرماتے ہیں۔

### جواب

ان کا یہ اطلاق نہ وضع اسم کے قبیل سے ہے اور نہ اسم کو قبول کرنے کے قبیل سے ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ ضرور اس سے رکتے بلکہ یہاں پر ایک تیسری وجہ ہے یا تو یہ



تکنیت کے معنی میں ہے اور وہ اس کے جواز کے قائل تھے یا یہ تقریر منکر کے قبیل سے ہے (ناپسندیدہ امر کو پسندیدہ سمجھتے ہوئے ثابت رکھنا) اور یہ بھی ممکن ہے جس شخص پر ابوالقاسم کا اطلاق کیا جا رہا ہے وہ لوگوں کے ہاں اسی کنیت سے معروف ہو تو اس صورت میں یہ اطلاق عذر کی بنیاد پر ہوگا۔

### ابو ابراہیم

اس کنیت کو علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ حضور کی یہ کنیت جبریل امین نے حضرت ابراہیمؑ کی ولادت کے وقت رکھی تھی۔ امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی تو جبریل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

السلام عليك يا ابا ابراهيم (۵۲۵)

### ابو المومنین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ (۵۲۶)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

ابی ابن کعب کی قراءت میں ”وہو اب لہم“ ہے (وہ مومنوں کے باپ ہیں) یعنی مومنوں کے لئے شہادت مہربانی اور پیار فرمانے میں باپ کی مانند ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

انما لكم مثل الوالد

میں تمہارے لئے والد کی مثل ہوں۔

[ (حوالہ ۵۲۵) متدرک الحاکم: ۳/۱۵۱ ذہبی نے اس بارے میں سکوت کیا ہے ]

[ (حوالہ ۵۲۶) الاحاب: ۶ ]

## الاولیٰ الرائل

اس کنیت کا تذکرہ حضرت شیخ ابن دحیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور وہ فرماتے ہیں اس کنیت کو کتاب الذخائر والاعلاق کے مصنف نے بیان کیا ہے۔ شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا یہ وہ آخری حصہ ہے جو ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمیں نفع پہنچائے۔ آمین

الحمد لله اولا و آخرا حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله على صاحب الشفاعة العظمى

نبی الرحمة محمد وآله وصحبه وسلم الی یوم الدین

اس کتاب کی تعلیق محرم ۹۸۲ھ کو بندہ فقیر حمید محمد ارکماں کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے مشائخ احباب والدین اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔

حضرت شیخ علامہ عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت ورضا میں ڈھانپ لے اور انہیں جنتوں کے وسط میں سکونت عطا فرمائے) کی کتاب الریاض الانیقة فی شرح اسماء خیر الخلیقة مکمل ہوگئی۔

الحمد لله رب العالمین اس عمدہ کتاب کا اردو ترجمہ آج بتاریخ ۵

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۶ جولائی ۲۰۰۲ء بروز منگل بوقت دن

ایک بج کر پندرہ منٹ پر مکمل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مترجم کی اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور اللہ تعالیٰ مترجم اور اس کے والدین اساتذہ کرام احباب اور اس کے بھائی بہن اور سب مسلمانوں کو قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین



# اظہارِ خطابت

6 جلدیں مکمل

مصنف

صاحبزادہ مقبول احمد مدظلہ

# اسرارِ خطابت

8 جلدیں مکمل

پیر محمد مقبول احمد مدظلہ

# نقیس اللوا عظیمین

# انیس اللوا عظیمین

ترجمہ علامہ محمد منشا تائبش قصوری

# نزہت المجالس

2 جلدیں مکمل

امام عبدالرحمن ابن عبدالسلام  
ترجمہ: علامہ محمد منشا تائبش قصوری

# تعمیر العاقلین

2 جلدیں مکمل

مصنف: ابوالیث سمرقندی  
مترجم: ابو ثوبان سید محمد اسد اللہ اسد

# نزہة الوعظین

# درة الناصحین

2 جلدیں مکمل

الشیخ عثمان بن حسن احمد الشاکر  
ترجمہ: مولانا محبوب احمد چشتی

# تذکرہ اللوا عظیمین

ترجمہ: محمد عبدالستار طاہر مسعودی

# اصلاحی بیانات

مولانا محمد چمن زمان نجم القاری

# خزان الخطیب

3 جلدیں

عبدالجبار نعیمی سیالوی

# بارہ تقریریں

مرتبہ: نسیم فاطمہ

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

# شبیر برادرز